

اعلان یہ کتاب موافق اصول مذہب شیعہ کے ہی اہل سنت و جماعت اسکو نہ دیکھیں

الحق مع علی علی مع الحق

محمد رشید المنان دین خان حسان قاضی و استاد لکنا جہت طہ از تصانیف علامہ ابن جن جلیل

ذی الذہن لوقا و الطبع النفاجا بولانا لہوی الشیخ محمد قمری دام اللہ القری شیخ

LONGEST & DEAR
iental Ser
PRINTED IN
KS.

۷۷۱

سوار السبیل

بسمی اہتمام تصنیف تاج القریۃ بالتفہیم الیہ و اجد حسین فقہ اللہ تعالیٰ لہم

جعل مستقبل الخیر من باضیۃ وطن موضع بحمدہ لہم ضلع سارن حفظہ اللہ عن الشر و الفتن

ولکھنؤ مطبع اشنا عشری طبع شد

فهرست کتاب سوار السبیل

۳۳	مسک دوم	در عصمت نبی صلعم	سبیل اول در توحید متضمن یک شعبه و سه مسک
۳۵	مسک سوم	در اوصاف نبی ص	شعبه در وجوب معرفت باری تعالی ۴
۳۶	مسک چهارم	در طریق شناختن نبی	مسک اول در اثبات واجب الوجود ۷
۳۹	مسک پنجم	در حالات ابا و اجداد آنحضرت	مسک دوم در صفات ثبوتیه ۱۱
۴۸	مسک ششم	در احوال ولادت آنحضرت	مسک سوم در صفات سلبیه ۱۲
۵۳	مسک هفتم	در احوال بعثت نبی ص	سبیل دوم در عدل متضمن یک شعبه و هفت مسک
۵۷	مسک هشتم	در معجزات آنحضرت	شعبه در بیان معنی عدل ۲۰
۶۹	مسک نهم	در دیگر دلائل نبوت آنحضرت	مسک اول در بیان حسن و قبح عقلی ۲۰
۷۴	مسک دهم	در بیان احوال معراج	مسک دوم در عدالت خدا ۲۱
۸۶	مسک یازدهم	در وفات آنحضرت	مسک سوم در استحسان تکلیف ۲۳
سبیل چهارم در امامت متضمن یک شعبه و نه مسک			مسک چهارم در قضا و قدر ۲۵
۹۵	شعبه	در تعریف امام	مسک پنجم در معانی لطف ۲۸
۹۵	مسک اول	در بیان وجوب نصب امام	مسک ششم در بیان اصلح ۲۹
۹۸	مسک دوم	در شراکط امام	مسک هفتم در سئدالامام و اعراض ۳۰
۱۰۰	مسک سوم	در طریق شناختن امام	سبیل سوم در نبوت متضمن یک شعبه و یازده مسک
مسک چهارم در خلافت بنیامیر متضمن یک باب و دو دلیل			شعبه در تعریف نبی ص ۳۱
۱۰۲	پدایه	در آداب مناظره	مسک اول در حسن بعثت ۳۱

دلیل اول	آیه تبلیغ متضمن حدیث قدیر	۱۰۴
دلیل دوم	حدیث منزلت	۱۲۵
سکات پنجم	در مطاعن متضمن چهار طریق	
طریق اول	طین ابو بکر متضمن طین نیک	۱۴۵
طریق دوم	در مطاعن عشر متضمن دو طین	
طریق اول	مانع شدن از احضار قرطاس	۱۸۳
طین دوم	احراق خانه جناب فاطمه	۲۰۴
طریق سوم	در مطاعن عثمان متضمن چهار طین	
طریق اول	احراق قتران	۲۱۵
طین دوم	والی و حاکم کردن فساد و فجاء	۲۱۸
طین سوم	اسراف مال بیت المال	۲۲۲
طین چهارم	ذلیل کردن اصحاب را	۲۳۶
طریق چهارم	طین شتر متضمن طین با نرجا	۲۶۰
سکات ششم	روغ نسیه جدا کرده و خیابان کفرینه	۲۶۷
سکات هفتم	در امامت و خلافت دو بار دوم	۲۹۵
سکات هشتم	در اثبات وجود و وجود امام و حازم	۲۹۷
سکات نهم	در بیان رجعت	۳۰۴
سبیل پنجم در معاد متضمن یک شیوه چهارده سکات یک خاتمه		
شمیه	در معنی معاد	۳۰۸
سکات اول	در اثبات معاد	۳۰۸
سکات دوم	در فناء کل اشیا	۳۱۰
سکات سوم	در احوال وقت احتضار	۳۱۲
سکات چهارم	در احوال عالم برزخ	۳۱۳
سکات پنجم	در علامات قیامت	۳۱۴
سکات ششم	در نفع صور	۳۱۶
سکات هفتم	در حشر و وحش	۳۱۸
سکات هشتم	در احوال مجانین و اطفال	۳۱۹
سکات نهم	در میزان و حساب	۳۲۰
سکات دهم	در بیان حوض کوثر	۳۲۴
سکات یازدهم	در بیان صراط	۳۳۰
سکات دوازدهم	در احوال بهشت	۳۳۱
سکات سیزدهم	در احوال دوزخ	۳۳۹
سکات چهاردهم	در بیان توبه	۳۴۷
خاتمه	متضمن حکایت لطیف	۳۵۱

لَسْتُ بِمَنْزِلِ
أُولَئِكَ شَرُّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ أَمْرِ

محمد شاه المنان که درین آوان میمنت ترومان کتاب استطاب جلیل سببی به



بسیح تمام ظل العباد صغیر الافراد السید و احمد حسین صانده الله عن کل

د و طبع اثنا عشر باهت سبب علی طبع



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَيْمَلُ وَأَحْمَدُ أَهْلًا وَأَسْبَحُ تَسْمِيَةً وَتَجْمِيدًا وَتَنْزِيهَاً وَتَوْحِيدًا لِرَبِّنَا
 الْخَلِيلِ الَّذِي هَدَانَا سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ الْمَوْصِلِ إِلَى أَصُولِ الدِّينِ الْأَحْيِيلِ ۝
 وَوَقَفَنَا لِقَاءَ الدَّلِيلِ ۝ الَّذِي تَنِيهِ شِفَاءُ الْعَلِيلِ ۝ وَرَوَّاعُ الْغُلِيلِ ۝ بِرَأْسِ
 سَاطِعٍ وَحُجَّ قَاطِعٍ ۝ لَا هَوِيَّةَ إِلَّا نَفْسُ سَبِيلِ التَّسْوِيلِ ۝ مَبْتَنِيَّةٌ عَلَى أَصُولِ
 أَحْيِيلَةٍ وَفُرُوعِ ذَاتِ تَنْزِيلٍ ۝ فَأَصْبَاهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ظَلِيلٌ ۝ وَ
 عَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ ۝ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيْنَةٍ ۝ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيْنَةٍ
 ۝ وَاشْكُرْ مِنْ عِبَادَةٍ قَلِيلٍ ۝ وَالصَّلَاةُ الْكَامِلَةُ بِأَكْمَلِ التَّكْمِيلِ ۝ فِي كُلِّ بَكْرَةٍ
 وَأَحْيِيلٍ عَلَى خَيْرِ سَلِيلٍ ۝ مِنْ سُلَالَةِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ ۝ مُحَمَّدٌ الْمُبَشِّرُ فِي
 التَّوَارِثِ وَالْإِنْجِيلِ ۝ الْمَنْزِلُ عَلَيْهِ جَبْرَيْلُ ۝ بِالْوَحْيِ وَعَهْدُ التَّنْزِيلِ ۝ الَّذِي
 يَأْتِيهِ زَيْنٌ يَدِيهِ وَلَا مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا بَاطِلٌ ۝ وَذُرِّيَّتُهُ وَأَوْصِيَاءُهُ لِلْعَصَوَاتِ
 أَخُو النَّجِيلِ ۝ بِالشَّرَفِ الْمَجْزِيلِ ۝ وَالْمَجْدِ الْأَيْمَلِ ۝ الْحَازِنِ لِقَصَبَاتِ السَّبْعِ

فی مضہار التفضیل، الراغبین فی العلم العالمین بعلم التزیل والتاویل
 لا ینکرہم الا من ہو جف نذیل، او جلف رخیل، او خرف ذلیل،
 او من بصیر یجھل العمی کھیل، وبغشاً وۃ البغی کلیل، فهو یجھل الحق والی اللہ
 یمیل، فعلیہ من اللہ عذاب ویل، اما بعد محمد بن ایزد ومان، خالق کون وسمک
 ونست سرور انس وجان، خاتم مسلمان، محمد البشیر البشر، وسقبت خلفاء الراشدین الاثنی
 عشر صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے کتا ہی بندہ بے بصاعت، سراپا اصاعت مگنام، اقل
 الانام، راجی رحمت ایزدی، ستید محمد محمدی، بن المولی الاولی الہام، الفاضل التمام
 منتقل الی جوار رحمت رب العلی، المولی السید علی، بخضر اللہ ولی، کہ جب میں برے
 از دمان، و شطرے از آوران ریعان، حاضر زیم، ارم نظم، علمے دین، اور ادبی صفت
 النعال میں جاگزین، اور خرم افادات کا خوشہ چین، اور گلشن افاضات کا سیر بین،
 رہا اور یہ حضور سیری اوکی مجالس قدس، اور آئین انس، میں ایسی شئی کہ جیسے
 سبزہ بیکانہ حضا چین سے، اور پایہ زبر و انہ نظار شمع انجمن سے، جو یہاں تک کہ مزج آلال
 فیض نظر، رحمت آثار سے سرسبز اور شاداب، اور استغناءات انوار ضیاء سے
 طرف محافل معارف دینی کے باریاب، ہو اظلمات تقلید قدسی سے باہر آیا، اور نور حق
 حق حقیق ولین سایا، خس و خاشاک ظن و تخمین سے صفحہ خاطر پاک و صاف، اور
 جلاہ مصقل یقین سے آئینہ دل شفاف، ہوا راہ دین اور ایمان میں مہمکی، اور راسخ دلی
 اور ثابت قدمی، حاصل کی، اور تحصیل علم دین میں حکم طلب العلم فریضہ علی
 کل مسلم و مسلمۃ بقدر فرمن یعنی کوشش کامل کی، الحمد للہ علی ما وقفہ لہذا
 التوقیف، و شق فیہ لہذا التشریف، پس بذریعہ توسل بیکار فیض آثار، والاتباع

جائز نہیں ہو پس ضرور ہو کہ اپنے عقائد دین اور ایمان کو تحقیق حاصل کریں، اور اس کے دلائل و براہین کو تشدد فی اللہ بنظر تامل و انصاف دیکھیں تا بقصد انصاف و الذین جاہدوا فی سبیل اللہ ینصرہم سبیلنا جانب خدا سے راہ راستی پائیں، اور اپنے عقائد دینی اور ایمانی میں ایسے راسخ ہو جائیں، کہ کبھی قریب شیاطین حین و انس نکسائیں، بدین نظریہ رسالہ میں نے علم کلام میں لکھا، اور اصول خمسہ کو مدلل و براہین، کہ مورث علم و یقین، میں بیان کیا، اگرچہ اس بارہ میں کتاب میں زبان عربی اور فارسی میں بہت میں مگر چونکہ سمجھاؤں کا ہر شخص پر دشوار تھا اس لیے میں نے عبارت اسکی زبان اردو میں سلیس طور پر تحریر کی تاکہ سمجھاؤں کا عام، اور نفع اوں کا تام، ہو اور نام اس رسالہ کا سوسو اسم سبیل رکھا نفع اللہ بہا سائر المؤمنین والمستضعفین، وجعلہا سبب الہدایۃ الضالین المضلین، بحمد و عذرتہ المعصومین، صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین، واضح ہو کہ اس کتاب میں باقی سبیلین ہیں۔

سبیل اول توحید میں

اور او میں ایک شعبہ اور میں مسلک میں شعیہ و جوب معرفت باری تعالیٰ میں جانا چاہیے کہ اس میں شک نہیں ہو کہ خلقت نوع انسان کی طرف خیال کرنیے بدایت عقل سمجھا جاتا ہو کہ یہ خلقت بہ نسبت اور مخلوقات کے اشرف المخلوقات ہو کیونکہ جتنے حیوانات اور نباتات اور جمادات میں سیکو ہم اپنے ہی نفع کے واسطے پاتے ہیں اور سب چیز پر ہم غالب اور قوی بنائے گئے ہیں علاوہ اسکے دلیل ہماری اشرفیت کی بہ نسبت اور حیوانات کے یہ ہو کہ ہم میں اور اک اور عقل بھی ہو جسکے ذمیرے تمام عالم کا انتظام چلنا ہی تمام حیوانات ہمارے تابع رہتے ہیں ہاتھی آنا ہوا

سبیل اول توحید
و معرفت باری تعالیٰ

جانور جو جسکو ایک لڑکا تابع کیے رہتا ہی شیر آتنا بڑا شجاع اور بیا در جانور ہو کہ وہ ہم
 اپنی عقل کے ذریعہ سے پکڑ لیتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں پس اسی عقل کے ذریعہ سے
 سوچنا چاہیے کہ آخر ہم جو کچھ عدم سے عالم وجود میں آئے اور سب مخلوقات سے عزیز
 بنائے گئے کہ ہم میں گویائی اور نطق بھی ہو اور اک اور عقل بھی ہو تو ضرور اس کوئی
 مصلحت ہوگی کسی غرض کے واسطے ہم پیدا ہوئے ہونگے ایسی صورت میں اس پر
 کر نیو اسے کو پہچانا چاہیے تاکہ ہم اس کے حکم کو دیکھیں کہ اس واسطے ہم کو دنیا میں پیدا کیا
 کس بات سے وہ خوش ہوتا ہی اور کس بات سے ناراض ہوتا ہی کیونکہ اس کو
 جسے ہم کو پیدا کیا عقل دی یا اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا اگر نہ پہچانیں اس کے حکم کو نہ جانیں
 تو خوف ہو کہ ہم سے ایسے امور وقوع میں آویں جو خلاف مرضی اس نعمت کے ہوں جس کے
 سبب سے ہم کو نازل کیے ایسی حالت میں از روئے عقل کے دفع خوف واجب ہو اس
 ظاہر ہوا کہ معرفت خدا بھی واجب ہو اور اس کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہو کہنت
 لکن انھن فیما فاجبت ان اعدو فخلقت لکی اعدو میں ایک گنج پنهان تھا پر
 میں نے پسند کیا اس بات کو کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا میں نے مخلوق کو تاکہ لوگ مجھے پہچانیں
مسلك اول اثبات واجب الوجود میں جانا چاہیے کہ جب
 پہچانا واجب ہو تو جس دلیل سے ہم اس کو پہچانیں اور اس کے وجود کے قائل ہوں
 کسی طرح سے ہو مگر ہم ان دلائل حکما و تکلیف کو جو بہت ہی اوپر بطلان و قیاس و بطلان
 ترجیح بلا مرجح کے ہیں متروک کرتے ہیں آئیے کہ اس قسم کے دلائل کا ہر ایک کی سمجھ میں
 آنا مشکل تھا اور میں نے اس رسالہ کو سلیس طور پر لکھا ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ میں آجائے
 اور نفع اس کا عام ہوا و چونکہ خدا نے اپنے وجود پر اسی مخلوقات عالم کو استدلال کی ہو

نیز بت واجب الوجود

کہ ہر عام خاص کے لیے مفید، و اسی سبب سے ہم بھی اسی دلیل کو بیان کرتے ہیں کہ جس
 دفع ہو کہ ہم دلیل خدا کے موجود ہونے کی عجائب مخلوقات عالم اور غرائب مصنفات
 دنیا و فنان کا رد دل علی الموتر و المخلوقات علی الخالق المدبر چنانچہ ایک شخص
 اعرابی چلی گئی کسی نے پوچھا کیا دلیل ہے خدا کے موجود ہونے کی اوسے فوراً کہا البعدۃ
 تدل علی البعید و اثر الاقدام علی المسیر اضماء ذات ابراج و ارض ذات
 قباہر و کلدان علی اللطیف الخبیر یعنی فیکفی اونٹ کی جو کمین ہا میں پڑی ہو تو
 اوس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ اس طرف سے کوئی اونٹ گیا ہو اور اسی طرح جو کمین ہا تو بکا
 فشان کیا جاتا ہو تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ اوس سے کوئی گیا ہو پس یہ آسمان آتا
 صاویج و جبین آفتاب اور ماہتاب اور ستارے ہیں اور زمین اتنی بڑی زمین
 اور نہ زمین اور شے ہیں ان دونوں سے کیا نہیں سمجھا جاتا کہ انکا کوئی پیدا کر نیوالا
 قادر علی حکیم برحق ہر فی الواقع جو شخص بغور و تامل خیال کرے اور مخلوقات عالم کو
 دیکھے تو بیشک اُس کے وجود کا یقین کر سکتا ہو کہ کیونکر آسمان کو ہمارے ہنر نہ شایاہ کے
 کس حکمت سے نصب کیا کہ جبین نہ ستون ہیں نہ کسی چیز سے علاقہ ہو اور زمین کو سطح
 ہمارے نفع کے واسطے فرش کیا جس پر ہم چلتے پھرتے ہیں اوس سے انواع و اقسام کے غلے
 پیدا کر کے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور آفتاب اور ماہتاب کو ہنر نہ شمع کے پیدا کیا کہ
 اوسکی روشنی سے ہم نفع اوشاتے ہیں دین اور دنیا کا کام کہتے ہیں دن اور رات
 کو پیدا کیا تاکہ لوگ دلو کا کام کریں اور شب کو آرام کریں اور اوس دن اور رات کے
 اختلاف سے جزا اگر می برسات وغیرہ ہوتا ہو جسکے سبب سے انواع و اقسام کے
 غلے اور میوے اور درخت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں انسان اور حیوان کی اوس سے

امثال از غوامض

سید الفیروز
انسان

دن کی ہوتی جو پانی کو پیدا کیا جس سے سب مخلوقات کو نفع پہنچے جو خدایہ قدرت کی عظیم
آبادیوں کی خدایات کو پیدا کیا جس سے ہر قسم کے جدا جدا فائدے مقصود ہیں کیسکو ماری ماری
مقرر کیا کوئی ہماری سواری کے واسطے پیدا ہوا کسی پر ہم اپنا سہارا دے کر تجارت کرتے ہیں
کسی سے ہم غلبہ پیدا ہونیکا سامان کرتے ہیں قطع نظر ان کے اگر انسان اپنی ہی خلقت میں
غور و فکر کرے تو اسی سے خدا کو پہچان سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے میں نے عرض کیا تھا
خود ہوتا ہے اپنی ذات کو پہچانا دے خدا کو پہچانا دیکھنا جاسیے کہ لاتعداد انسان کی
ایک قطرہ ہستی سے ہی جو کیفیت اور گندہ چیزیں جب وہ سعی و جہد میں تھک پائی تو ایک کیفیت
سے دوسری کیفیت کے ساتھ بدلتی رہی پہلے تو اسکا خون ہوا پھر گوشت بنا بعد کے
پھر اجسم گوشت و ہڈی و استخوان و رباطات و عضلات و عروق و غیرہ سے یکجہت تیار
درست ہوا اور منہ اسکا لنگی پٹھہ کی طرف ہوا تاکہ احیاناً اگر انکے پیٹ پر صدمہ پہنچے
تو جنین کے اعضائے رئیس و شریف پر مثل قلب و جگر و ریه مسدود نہ ہو سکے کہ
نہایت نازک میں صدمہ نہ پہنچے اگر صدمہ پہنچے تو جنین کی پٹھہ پر پہنچے کہ وہ فی الجملہ
سمت ہی عرض بعد درست ہونے جسم کے اوسین روح داخل ہوتی اور غذا اسکی خون
جس مقرر ہوئی کہ جس طرح و وقت پانی دینے سے شاداب و سرسبز ہوتا ہے اور پھر تاکہ
اوسے طرح وہ جنین بسبب پہنچنے اپنی غذا کے اوسے جاتے سنگت تاریک میں
تروما زہ ہوا اور یونانیو تارہا جس طرح خلقت اسکی پوری ہونی کو مدد نہیں اسکی
اس قدر طاقت ہوئی کہ ہوا کی برداشت کر کے سردی گئی کو سہ کے انگہ اسکی
وہابی روشنی کو دیکھ سکے اس وقت تک خالق عالم بقوت تمام مان کے بہت
کس حکمت سے باہر آیا کہ حرکت دوری کر کے پاؤں کو بند کیا اور سر کو نیچا لایا گو وہ لڑکا

تا اولئذ تو اسکا دونوں پانوں کی طرف سے ایسی جائے تنگ سے باہر آنا بہت دشوار تھا کہ پیر کے متفرق ہو جانیکا احتمال تھا اسی طرح احتمال تھا کہ اگر دونوں ہاتھ بسبب بھین مجری کے بلند ہو جاتے تو پیر اور اسکا پیدا ہونا بہت مشکل تھا چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اس قسم کی پیداائش غیر طبعی باعث تلف جان ہوئی ہی غلامہ جب لڑکا تنگ سے رحم سے دست گاہ دینا میں آیا تو خدا نے اپنی قدرت کا ملہ سے اسکی غذا کے واسطے دو نہر لیں پتا نوں کے سقر کر کے کہ اونے غذاے لطیف و نرم چشنے شیر کے جاری ہوئے جس سے بھوک اور پیاس سے سیری حاصل ہوا کی جب کچھ قوت زیادہ بہم پہونچی کہ غذا سخت کوضم کر سکے اور سوخت خدا نے دانتوں کو پیدا کیا کہ غذا اسے درشت کو چبا دے اور باسانی فرد کرے اور جلد ہضم ہو تیا تنگ کہ بتدریج مرتبہ جوانی کو پہونچا تیرا کہ مرد ہو تو خدا نے اسکے چہرہ پر د اُرمی دی تاکہ باعث اسکے وقار اور دبیدہ اور صابت کا ہو اور اگر عورت ہی تو اسکے رخسار و نکو بالوں سے صاف و پاک بنایا کہ باعث زیادتی حسن اور خوبصورتی چہرہ کا ہو مردانہ کی طرف رغبت کریں سبب بقائے نسل انسان ہو قطع نظر ان سب باتوں کے ہر انسان کی صورت کو خواہ مرد ہو یا خواہ عورتیں ایک دوسرے سے جدا اور ممیز پیدا کیا کہ ورون آدمی دنیا میں موجود ہیں مگر ایک دوسرے سے صوت میں ملحق ہو پایا جاتا ہی بلکہ حضرت آدم سے تا ایندم کتنے لوگ گذرے ہیں مگر کیسی شکل غیر ممیز دوسرے سے نہیں باقی جیسا کہ تصاویر عقیدہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی علاوہ اسکے خدا نے ہر ایک کی آواز و نگو بھی جدا پیدا کیا یہ سب اسی واسطے کہ آپس میں تمیز ہو دنیا کے استقامات میں فساد نہ پڑے فقہا س لک اللہ احسن الخالقین ان سب باتوں کو غور کرنے سے بیشک انسان سمجھیکا کہ ان سبکا

یہ کہ حق تعالیٰ امر بادرکارہ ہر یسے جس کام میں مصلحت ہوتی ہو اور سکو بارادہ و اختیار اپنے
 اگر تا ہو اور جس چیز کے کہ نیکو دور از مصلحت سمجھتا ہو اور سکونین کرنا اور نیک کاموں کو اپنے بندہ کے
 چاہتا ہو اور برے کاموں کو نہیں چاہتا اسلئے کہ فعل قبیح کرنا اور اس کے کہ نیکو پسند کرنا صفات
 نقص ہے اور کامل بالذات کو ہر نقصت سے بری ہونا ضرور ہر سائر تعویین خداوند عالم
 شکم پر دوزاد کلام سے یہ ہر کہ پروردگار عالم قادر بر اس بات پر کہ کلام کو جس چیز میں چاہا
 پیدا کر دے کو گو گنہ گنہ جسطرح خدا نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا و کلام اللہ موسیٰ سے
 تکلیما مقصود اس کلام سے یہ ہر کہ خدا نے اپنے کلام کو درخت زیتون میں پیدا کر دیا اور
 نیز وقت ہند عار قوم موسیٰ خدا نے اوس آواز کو اس طرح پھیلا دیا کہ سننے سنا کہ وہ آواز
 اوپر اور نیچے گئے اوپر نیچے داہنے اور بائیں ہر طرف سے آتی تھی کوئی بہت خاص معلوم
 نہ تھی تھی و جنبہ اوپر بیان کیا کہ خدا ہر امر پر قادر ہے پس ایجاد کلام پر بھی قادر ہو گا و آٹھویں
 خدا صادق ہے کیونکہ جو شے بولنا بڑا ہی اور امر قبیح خدا کے واسطے جائز نہیں ہے

و من اصدق من الله قیلا

مسک سوم صفات سلبیہ میں اور وہ بھی آخر میں پہلے اس کا کوئی شریک
 نہیں ہو سکتا ات وجہ لا شریک ہو اور دلیل اس پر دو طرح سے ہر عقلی و سمعی عقلی یہ ہر کہ
 اگر دو خدا ہوتے تو یا باہم متخالف ہوتے یا متوافق ہوتے در صورت تخالف انعام
 عالم میں خلل پڑتا مثلاً ایک کہنا کہ اس وقت رات ہو اور دوسرا کہنا کہ دن ہو تو اگر
 دونوں کا کہنا ہو تا تو اجتماع ضدین بلکہ تضادین ہوتا اور اگر دونوں کا کہنا ہو تا تو دونوں کا
 عجز لازم آتا اور اگر ایک کا کہنا ہو تا تو وہی ایک خدا ہو تا اور در صورت توافق اگر
 دونوں نے مخالفت ایک دوسرے کی ممکن نہیں تو بھی دونوں کا عجز لازم آتا اسلئے کہ ہر ایک

صفات سلبیہ

اپنے کام میں سبب مخالفت دوسرے کے عاجز ہو گا اور اگر ایک مخالفت کر سکتا ہو دوسرا
مخالفت نہیں کر سکتا تو وہی ایک خدا ہی اور دوسرا عاجز اسکو دلیل تمنع کہتے ہیں
اسی دلیل کی طرف اشارہ ہے لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسد تاجیئہ اگر ستیہ خدا ہو
تو انتظام عالم فاسد ہو جاتا بسبب حکم رانی و دونوں کے یا بسبب عجز و دونوں کے دلیل نگیر یہ کہ
اگر وہ خدا ہوتے تو بطرح ایک خدا نے اپنی فیاضی ازلی ظاہر کی اور ایک لکھ کر ہی ہزار
پیغمبر بھیجے کہ سب اسکی خدائی اور یکتائی کا اہل دنیا سے اقرار لیتے رہے تو اسطرح
ضرورت تھا کہ دوسرا خدا بھی بھیج دیتا اور کوئی پیغمبر بھیجتا کہ اسکی خدائی کو ثابت کرے
ان سب پیغمبروں کی تکذیب کرتا اور عقل باور نہیں کرتی کہ ایک خدا تو بایں وہ نبی خدائی
اور یکتائی ثابت کرے اور دوسرا خدا بچارہ سکین و غریب بن کر چپ چاپ بیٹھا
اور اس خدا کی دعویٰ یکتائی کی تکذیب نہ کرے اور یہ دلیل ماحوذ ہے قول جناب امیر
علیہ السلام سے لیکن دلیل سمعی پس بہت ہیں اس مقام پر فقط سورہ توحید کو ہم لکھتے ہیں
حق تعالیٰ فرماتا ہے قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یولد ولم یولد لہ لم یمکن لہ کفاح احد
یسنے کہ اے رسول ان یہودیوں نے کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ خدا ایک ہی اور وہ ذات کے
اور مصداق صفات کے اور از روئے عدد کے اور وہ خدا پاک و پاکیزہ ہے نہیں نقص و قبیح
یا ملک الملوک ہے نہ کوئی چیز اس سے متولد ہوئی ہے حبیا کفار کہہتے تھے کہ فرشتے خدا کی
بیٹیاں ہیں اور یہود و عیسائی کہہتے تھے کہ خدا کا بیٹا ہے بلکہ وہ کسی شے سے
پیدا ہوا ہے یا نہ باب نہیں رکھتا اور نہ کوئی چہرہ خدا کے ہمراہ و شل اور شاہد ہے و دوسرے
نفعی صفات زائدہ ہے جیسے جتنی صفتیں اسکی ہیں عین ذات ہیں پس مصداق ذات
وصفت خدا میں ایک ہی چیز ہے ایسا نہیں ہے کہ ذات ایک چیز ہو اور صفت ایک دوسری

چیز ہو اگر ایسا ہو تو ذات خدا کا کامل ہونا غیر چیز سے لازم آوے حالانکہ وہ غنی اور
 کامل بالذات ہو کسی چیز کا محتاج نہیں ہو اور نیز صفات کے زائد علیہ الذات ہو یہی
 تعدد و قدم لازم آتا ہو حالانکہ قدیم ایک ہی ہو اور ایسی طرف جناب امیر علیہ السلام شہاد
 و تائید غایۃ التوحید فی الصفات عنہ یعنی توحید کامل وہی ہو کہ صفات خدا
 کو انکی ذات کے علاوہ نہ سمجھے بلکہ علین ذات سمجھے خلاصہ یہ ہو کہ صفات جناب باری کے
 مثل ہر صفات کے نہیں ہیں کہ ہم کسی امر کے پائے جائیں محتاج دو چیز و شک بین
 ایکے ات اور ایک صفت مثلاً علم کہ انرا و سکا انکشاف اشیا ہو وہ ہم میں جب محال ہو
 کہ ذات ساتھ صفت علم کے ملے تب ہم عالم ہوں اور جناب باری چونکہ کامل الذات ہو
 پس غیر کا صفت علم کے اوپر سب چیزیں آشکارا ہیں پس وہ عالم ہو بنفسہ نہ بعلم بلکہ وہ
 ایسا عالم ہو کہ علین علم ہر اسی طرح سب صفات کو قیاس کرنا چاہیے اور مثال کسی عالم
 سمجھنے عوام کے یہ ہو کہ آفتاب ماضی ہو ساتھ ایسی صورت کے جو کہ غیر آفتاب ہو اور صورت
 ماضی ہو لیکن اپنی ذات سے نہ ساتھ لانے صورت دیگر کے والا ہر صورت میں ایک صورت ملے
 حاجت ہوگی پس ایک صورت میں غیر تنہا ہی صورت لازم آوے گی قیاس سے خدا کسی چیز سے
 مرکب نہیں ہو ورنہ محتاج ہوگا اپنے اجزا کا کہ بغیر اجزا کے کامل نہیں ہو سکتا اور محتاج
 شان سے ممکنات کے ہو حالانکہ خدا واجب الوجود ہو جو جسے خدا جم نہیں ہو اور
 یہ عرض ہو کہ ہم ہر دو محتاج ہوگا اجزا کا اور مکان کا کیونکہ جسم وہ ہو جو طول اور عرض
 اور عمق رہتا ہو پس جو چیز ایسی ہوگی خواہ مخواہ کسی جگہ میں پائی جائیگی پس خدا بھی
 محتاج ہوگا کسی جگہ میں پائے جائیگا اور خدا کا محتاج ہونا محال ہو اور اگر عرض ہو
 تو بھی محتاج کسی محل کا ہوگا کیونکہ عرض وہ ہو جو قائم بالغیر ہو مثل رنگ وغیرہ کے

و اما کلمات
در بیان صفات

کہ جسم میں ہو کر پایا جاتا ہے اور احتیاج نشان سے ممکن کے ہونہ واجب الوجود ذکر خدا
الہیئت اپنی صراح و غیر صراح میں خدا کی جسمیت کی روایت کرتے ہیں بعض لکھتے ہیں
کہ خدا عرش کے اوپر بیٹھا ہے اور جسم او کا ہر چار طرف عرش کے باہر کی ہشت
تہہ چھ ہشت نکلا ہوا ہے اور ہر شب جمعہ کو گدے پر سوار ہو کر دنیا میں آتا ہے اور بعض
لکھتے ہیں کہ جب طوفان نوح آیا تھا تو خدا اس قدر رویا تھا کہ آنکھیں او سکی آشوب
کرائیں اور فرشتے او سکی عیادت کو آئے اور بعض لکھتے ہیں کہ خدا بیٹے دی کی مشور
اور واری اور سر کے بال او کے کچھری میں اور صبح بخاری میں ہو لیکر زل جہنم
یقیناً و یقول حل من نزیل حثی یضع رب العرش قدمہ فیہا کینے براہ میں
لوگ ڈالے جائینگے اور وہ کئے جائیگا اور بھی کچھ ہی آخر کار خداوند جبار اپنی ایک انگ
جسم میں ڈال دیا غرض اس قسم کے اقوال منہ خرافات خابلاہ اور سمیہ اور شہدہ ہست
بہت ہیں کما تک لکھیں پانچویں خداوند عالم کسی مکان میں نہیں ہے اور اس کے
واسطے کوئی محبت ہے والا محتج ہو گا اور اس مکان کا اور احتیاج شاہ ممکن اور
مادت کے ہونہ واجب اور قدیم کے بعض روایات میں ہے کہ بعد افعال خبر خدا
ایک یہودی ابو بکر کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ ہی پیغمبر کے خلیفہ میں ابو بکر نے یہ
کہا ہاں اس یہودی نے کہا ہیںے توریت میں دیکھا ہے کہ انبیاء کے خلیفہ ہو گئے
زیادہ کلم رکھتے ہیں آپ بتلائیے کہ اس وقت خدا کماں ہے آسمان پر باز میں ابو بکر
کہا خدا آسمان کے اوپر عرش پر بیٹھا ہے اور یہودی نے کہا تو اس سے معلوم
کہ زمین خدا سے خالی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ خدا ایک جگہ ہے اور ایک جگہ
ابو بکر نے کہا یہ کلام کا فرد نکا ہے یہاں سے دور ہو نہیں تو ابھی تک مارو العا ہودہ یہودی

ص
و اما کلمات
در بیان صفات

و اما کلمات
در بیان صفات

تجب کرتا ہوا اور دین اسلام کو ہنستا ہوا جلالت اس کے راہ میں قبلہ دنیا و دین جناب
 امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا یہودی جو تو نے
 سوال کیا اسکو بھی میں جانتا ہوں اور جو تجکو جواب ملا اس سے بھی واقف ہوں
 اب مجھ سے جواب سن کہ خدا ہی نے ہر مکان کو پیدا کیا اس کے واسطے کوئی مکان فیہ نزی
 بلکہ باعتبار علم و قدرت کے وہ ہر جگہ موجود ہے اور اسکا علم ہر جگہ کو گمیرے ہوئے ہے اور وہی
 تدبیر اور قدرت سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے اگر مین تکو خبر و دن اس چیز سے جو
 تمہاری کتاب میں ہے اور اسکو مانو تو ایمان لاؤ گے اس یہودی نے کہا البتہ حضرت
 فرمایا کیا تمہاری کتاب میں نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ
 مشرق سے آیا ہو چھا کھانے آتے ہو کھا خدا کے پاس سے بعد اسکے دوسرا فرشتہ
 مغرب سے آیا ہو چھا کھانے آتے ہو کھا خدا کے پاس سے پھر ایک فرشتہ ساتویں طبقہ
 آسمان سے آیا اسنے بھی کھا مین خدا کے پاس سے آتا ہوں پھر ایک فرشتہ ساتویں
 طبقہ سے آیا اسنے بھی کھا مین خدا کے پاس سے آتا ہوں اسوقت حضرت
 موسیٰ نے کھا مین تسبیح کرتا ہوں اس خدا کی جس سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے اور نہ
 اس سے کوئی جگہ قریب ہے اور نہ کوئی جگہ بعید ہے یہ سنکر اس یہودی نے کہا
 ایسا ہی ہو بیشک آپ خلیفہ برحق ہیں اور دوسرا غاصب مطلق ہو چھٹے خدا
 کسی چیز میں حلول نہیں کرنا یعنی کسی چیز میں نہیں در آتا جیسے کوزہ میں پانی اور
 ستون میں رنگ اور نہ کسی چیز کے ساتھ متحد ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض متصفوہ کہتے ہیں کہ
 خدا عارف مین در آتا ہے معاذ اللہ جیسے شیطان مرد مین حلول کرتا ہے اور عارف
 ساتھ متحد ہو جاتا ہے جیسے لکڑی آگ میں جلا کر آگ ہو جاتی ہے اور بطلان اسکا ظاہر

بطلان قریب معلوم

اجمال فی سبیل توحید

اجمال فی سبیل توحید

کیونکہ اگر خدا کسی چیز میں حلول کرے تو محتاج محل کا ہوگا اور مکان میں پایا جائیگا حالانکہ خدا محتاج کسی چیز کا نہیں ہوا اور بر بیان ہوا کہ خدا کسی مکان میں نہیں ہوا اور خدا کسی چیز کے ساتھ متحد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دو چیز میں متعارف نہیں واجباً و ممکن کے بلکہ مطلقاً دو چیز میں حقیقتاً ایک نہیں ہو سکتیں اس لیے کہ اگر دو نون موجود ہیں تو ہر اتحاد کمان اگر دو نون معدوم ہیں تو شئ ثالث جدید ہوا اگر ایک معدوم اور ایک موجود ہے تب بھی اتحاد میں الموجودین نہوا اور اتحاد میں الوجود والعدم بالہاتہ باطل ہو پس حلولیہ اور اتحادیہ کا مذہب باطل ہوا باقی رہا مذہب عینیہ کا کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ہر چیز میں خدا ہی چنانچہ کہتے ہیں ۵

خود کو زہ و خود کو زہ کر و خود کل کو زہ خود بر سر آن کو زہ خریدار بسیار اور اسی طرح بہت سے اقوال ان کے ہیں پس بنا برائے لازم آئی کہ کہتے اور سُور اور گوہ اور پشیاب معاذ اللہ سب میں خدا ہیں اور قویات عیبہ اور ثبيلات غیبہ بیان کرتے ہیں کہی خدا کو بڑیا اور ملکات کو بامواج اور کہی خدا کو سیاہی اور ملکات کو بحروف تشبیہ دیتے ہیں جیسے بطرح امواج میں دریا اور حروف میں سیاہی ہیں اور فرق فقط اعتباری ہوا و بطرح سے خدا میں خلق اور خلق میں خدا ہی مولوی ام

فرماتے ہیں ۵

چون زیرنگی اسیر رنگ شد موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد
یہ حضرت موسیٰ اور فرعون دونوں خدا ہی تھے کہ آپس میں لڑے اور اگر کہا جائے کہ درمیان خالق اور مخلوق واجب اور ممکن کے فرق اعتباری کہنا درمیان تنہا نہیں اور متناقصین عنیت کا قائل ہونا ہی جیسے کہیں کہ سفیدی میں سیاہی ہوا اور زردی میں

اور آسمان عین زمین ہی اور فرق اعتباری ہی اسکو عقل کسی طرح باور نہیں کرتی تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ طور تصوف و رابطہ العقل ہی کہ عقل متوسط یعنی عقل انسانی اسکا درک نہیں کر سکتی بلکہ اسکے ادراک کے لیے عقل ملکی چاہیئے ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ جب اس طریقہ نامعقول کو ہماری عقلیں تصور ہی نہیں کرتی مگر تو ہم اسکی تصدیق کیونکر کریں تبصرتحققین نے کہتے ہیں کہ وجود مطلق خدا ہی اور وجوہات خاصہ ممکنات میں ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تو بڑی ہی ہے کہ ہر عام خاص برصادق آتا ہے پس کیسے کہ زیر خدا ہی عمر خدا ہی ہے مگر خدا ہی پس مصداق خدا غیر متناہی ہو گئے تعجب ہی کہ حضرت اہلسنت وودخدا کے قائل کو کافر کہیں اور ہزاروں خدا کے قائلین کو کافر نہیں کہتے بلکہ انکو اپنا پیر بنا تے ہیں اور نیز بنا بقول بسنیت بطلان کل شرایع کا لازم آتا ہی ایسے کہ کون مرسل ہوا اور کون مرسل ٹھہرا اور جنم اور جنم میں جتنے والا اور اعمال خیر و شر کو نوالا سب خدا ہی ہو گا پھر احکام شریعت اور تعلیمات سب نعمتو اور بیکار ہو جائینگے ساتویں جب یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا جسم نہیں ہی اور نہ کسی مکان میں ہی نہ کسی چیز میں ہی حال ہے کہ او اسکو کوئی دیکھے کیونکہ کسی چیز کے دیکھنے کے واسطے آنکار و دکھا ہونا ضروری ایک تو یہ کہ بصارت درست ہو دو دوسرے وہ چیز اور دیکھنے والا دونوں مقابل ہوں تیسرے بہت قریب ہو جو تحفہ بہت دور ہو یا پنجوبین کوئی چیز عامل جمیع بہت شفاف ہو جیسے ہوا ساتویں دیکھنے کا قصد بھی رکھنا ہو آٹھویں اندھیل ہو جس کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا ہمارے مقابل میں ہو اور ہم اس کے قریب جا کر مثل جسم کیف کے او اسکو دیکھیں حالانکہ خدا خود فرماتا ہی لا یدر کہ الالبصار دھویدا راک الالبصار او اسکو بینایان نہیں پا سکتیں میں بلکہ وہ بینائیوں کو درک کرتا ہی اور جب حضرت موسیٰ

الطلال البيضاء

اپنی قوم کے کہنے سے واسطے اتمام حجت کے خدا سے رویت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا
 لیکن تیرا جی تو ہرگز کبھی جھکونہ دیکھیکا پس جب حضرت موسیٰ نے نہ دیکھا تو پھر دوسرے کوئی
 کیونکر دیکھ سکتا ہے اور حضرت اہلسنت جو دیکھا خدا کے قابل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم خدا کو
 روز قیامت کا لہرہ فی لیلۃ البدر دیکھینگے جسے جیسے چودھویں رات کا چاند
 قابل غور ہے کہ خدا کو چاند کے ساتھ شبیہ دہی حالاکہ خدا فرماتا ہے فلا تعظموا الله الامثال
 اور یہ فرماتا ہے ایسے کھٹلہ شئی پس جب خدا کے لیے شیل ہوا تو توحید و خصلت ہو گئی ایسے
 کہ جب مرئی ہوا تو مثل مریات متلو نہ کے گورا کا لانیلا سیلا کسی رنگ میں ہو گا پس اس
 سلسلہ سے اہلسنت کلا عجبہ اور مشہر ہو گئے اور بلکہ امام رازی نے خدا کو ہم بلا کیفیت دیکھینگے
 ایک بات لغوی ایسی کہ قرنی لیلۃ البدر میں بلکہ کہان ہی علاوہ اسکے یہ رویت جو چشم
 سر کی ہے اس میں بلکہ محال ہے جیسا کہ شرط ثانیہ رویت میں بیان ہوا پس ثابت ہوا
 کہ رویت خدا ہی محال ہے مگر البتہ جو لوگ مؤمنین و متقین اور صلحا اور متقین ہیں ان کا
 دل چشم بصیرت سے اوسکو دیکھتا ہے جیسا کہ کسی نے جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا
 آپ نے خدا کو دیکھا ہے جو اسکی عبادت کرتے ہیں فرمایا کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں عبادت
 کروں اوس چیز کی جسکو نہ دیکھا ہو اور اسی نے عرض کی کیونکر دیکھا ہے فرمایا لاکھوں
 ظاہر میں اوسکو نہیں دیکھا ہے لیکن دل کی آنکھوں نے نور ایمان سے اوسکو دیکھا ہے
 آنکھوں میں حق تعالیٰ محل حوادث نہیں ہے یعنی ایسے صفات و وسوسہ نہیں پائے جیسا
 جسکے سبب سے ایک کیفیت سے دوسری کیفیت ہو جائے جیسے سہو نسیان بیماری
 آرام خوشی رنج غضب غصہ وغیرہ کہ بیماری میں انسان ضعیف ہو جاتا ہے رنج
 و غم میں دلبر صدمہ پہنچتا ہے غصہ میں چہرہ لکا رنگ شمرخ ہو جاتا ہے ان سب سے

در صل

الکلی فی صفت

خدا پاک اور پاکیزہ ہر ایسے کہ ہر تغیر حادث ہو اور ذات باری تعالیٰ قدیم ہو

سبیل دوم عدل میں

اور اوہمیں ایک شعبہ اور سات مسلک ہیں تشبیہ بیان معنی عدل میں ہر چیز کے

وضع الشی فی محلہ کے ہیں یعنی ہر چیز پر جابھو کوئی کام بیجا نہ ہو پس خدا کوئی فعل قبیح

اور غیر مناسب نہیں کرتا اور نہ فعل واجب و مناسب کو ترک کرتا ہو

مسکات اول بیان میں حسن اور قبح عقلی کے حسن وہ ہو کہ کرنا والا

اوس کا جب اوس فعل کو کرے تو عقلا کے نزدیک قابل تعریف کے ہو اور قبح وہ ہو

کہ جب اوس کو کرے تو عقلا اس کی مذمت کریں جانا چاہیے کہ عقل صحیح اس کو رد کر

کرتی ہو کہ اچھائی اور بُرائی کا سوئی فی نفسہ ہو نہ بسبب حکم کسی حاکم کے بلکہ یہی حسن

و قبح ذاتی شارع کو باعث امر و نہی کر نیکا ہو کیونکہ بیدار ہوتے عقل ہم دیکھتے ہیں کہ ادا کا

بعض امور میں عقل مستقل ہو حاجت کسی شارع کی نہیں ہو جیسے حج بولنا اچھا ہو اور

جھوٹ بولنا بُرا ہو اسی طرح انصاف کرنا امانت کو واپس کرنا دیتے ہوئے کو نکالنا

ان سب باتوں کو عقل کہتی ہو کہ اچھی ہیں جاہے کوئی آمر امر کرے یا نہ کرے اور ظلم کرنا کیونکہ

ناحق قتل کرنا جھوٹ بولنا خیانت کرنا عقل کہتی ہو کہ یہ سب باتیں بُری ہیں اگرچہ حکم

شرع نہ ہو تو اچھی عقل ان باتوں کے حسن و قبح پر حکم کرتی اسی سبب سے جو لوگ باند

کسی شریعت کے نہیں ہیں مثل براہمہ وغیرہ کے وہ بھی اس حسن و قبح کے قائل ہیں مگر

اشاعرہ اہلسنت جنہوں نے عقل سے ماتمہ دے دیا ہو کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز فی نفسہ

اچھی اور بُری نہیں ہو اور شارع تزجج بلا مرجح ایک کو حکم کر نیکا کرتا ہو اور دوسرے کو

منع کرتا ہو پس جسکو شارع نے حکم کیا وہ اچھا ہو جسکو نہی کیا وہ بُرا ہو عقل کو کچھ دخل نہیں ہے

حالاتیکہ یہ باطل ہی اس واسطے کہ مثلاً اگر کوئی شخص مائل کسی بہانہ یا جھگل میں لڑکپن سے رہا ہو کہ وہ ان کسی قسم کے دین کی بات جاری نہ ہو کوئی حکم شارع کا وہ ان نہ پہنچا ہو اوکس سے کوئی کہے کہ اگر تو سچ بول لگا تو مجھے تھکوا ایک روپیہ اور اگر تو جھوٹ بول لگا تو مجھے تھکوا ایک روپیہ دو لگا تو بیشک وہ شخص سچ ہی بول لگا اس سے معلوم ہوا کہ اجماعی اور برائی چیزوں کی فی نفسہ ثبات ہی نہ شدہ مگر جتنی آیات قرآنی بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ جناب باری فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيتَاكَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَحْنِي عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ اِنَّ آيَاتٍ لِّمَنْ يَّهْتَدِي سَبِيلًا وَاَمَّا فِي نَفْسِكَ مِمَّا اَتَتْ بِهَا رَأْسُكَ فَكَفَسْتَا وَاَمَّا فِي نَفْسِكَ مِمَّا اَتَتْ بِهَا رَأْسُكَ فَكَفَسْتَا وَاَمَّا فِي نَفْسِكَ مِمَّا اَتَتْ بِهَا رَأْسُكَ فَكَفَسْتَا

وہ حالت خدا

مسلم دوم جاننا چاہیے کہ خداوند عالم عادل ہی ظلم نہیں کرتا بڑے کاموں کو عمل میں نہیں لاتا جو چیز بہتر اور واجب ہو اور سکو ترک نہیں کرتا مگر محال کے ساتھ بندہ کو تکلیف نہیں دیتا بے فائدہ کام اوکس سے صادر نہیں ہوتا کیونکہ بڑا کام وہی کرتا ہو جو اس کی برائی سے واقف نہ ہو یا جانتا ہی مگر اس کے ترک پر قادر نہیں ہو جیسا کہ آگ نہ جلانے پر اختیار نہیں کرتی یا مجبور ہی کہ کوئی شخص غیر مجبور اس سے بڑا کام کرادے یا قدرت رکھتا ہی مگر اس بڑے کام کا محتاج ہو جیسے کوئی بھوکا فقیر چوری کرے یا محتاج ہی نہیں ہو مگر بے فائدہ اس کام کو کرتا ہی یہ سب باتیں خدا کے واسطے محال ہیں کیونکہ پہلی صورت میں خدا کا جمل لازم آتا ہی دوسری تیسری صورتیں عجز جو تھی میں احتیاج یا پنجویر میں سفاہت مگر اہل سنت خدا کی مدالت کے قائل نہیں ہیں کتنے میں ہو سکتا ہی کہ قیامت کے روز خداوند کریم جتنے انبیاء اور

امام اور اولیاء میں سب کو جنم میں ڈال دے اور جتنے کفار بت پرست مشرک گنگار فاسق
 و فاجر ہیں سب کو بہشت میں لیجائے اور سکے واسطے کوئی عیب نہیں ہو نہ اس کو کوئی اس
 بات پر الزام لگا سکتا ہو اس لیے کہ وہ مالک ہو اور مالک کو تصرف اپنے ملک میں
 ہر طرح سے ہو سکتا ہو اور بہشت اس کے کوئی شئی قبیح نہیں ہو اس لیے کہ قبیح اشیاء تو اسی کے
 حکم سے ہوتا ہیں یہ حکم محکوموں پر جاری ہو گا نہ خود حاکم پر حالانکہ یہ باطل ہو کیونکہ اگر
 ایسا ہو کہ خدا سے کوئی کا قبیح ہو تو کسی پیغمبر کی نبوت کا یقین نہ ہو کیا معلوم خدا نے
 جھوٹے پیغمبر کو معجزہ دیا ہو یا سچے پیغمبر کو اور جب پیغمبر ہی کا یقین نہ ہو تو پھر کسی امر سرعی کا
 اعتبار نہ ہو گا پھر خدا کا جہنم سے ڈرنا بہشت کا وعدہ کرنا سب کا اعتبار جاتا رہ گیا کیا معلوم
 خدا نے سچ کہا یا جھوٹ کہا پھر کسی اعتبار پر کوئی خدا کی عبادت کرنے لگا اور یہ کہنا اگلا
 کہ مالک کو ہر طرح کا تصرف اپنی ملک میں جائز ہو اور کسی طرح ظلم نہیں ہو اگرچہ
 انبیاء کو جنم میں ڈالے کیونکہ ظلم کے معنی تصرف فی ملک الغیر کے ہیں پس ہم کہتے ہیں
 کہ یہ تقریر محض عام فہمی کی ہو کسی مالک کو اپنی ملک میں تصرف بھیج جائز نہیں ہو اور
 معنی ظلم کے دفع اشیاء لانی حملہ کے ہیں نہ وہ جس کے تم مدعی ہو اور یہ کہنا تمہارا کہ قبیح اشیاء
 بحکم حاکم ہی بنے سلاک اول میں باطل کیا اور ثابت کیا کہ اشیاء فی نفسہ حسن اور قبیح
 ہیں ملا وہ اس کے خدا خود فرماتا ہوتا اللہ یا مری بالعدل والاحسان الایۃ توجب
 خدا دوسرے کو عدل و انصاف کا حکم فرماتا ہو اور برے امور سے منع کرتا ہو تو
 کیونکر ہو سکتا ہو کہ دوسرے کو حکم کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس سے یہ بھی
 ظاہر ہو کہ خدا نیکو محال امر کی تکلیف نہیں دیتا لیکھتے اللہ نفساً لا یسک
 کیونکہ تکلیف محال قبیح ہو عدالت کے خلاف ہو مگر اشاعہ اہلسنت تکلیف محال کے

قائل ہیں کہتے ہیں ہو سکتا ہی کہ خدا اس شخص کو جو زمین گیر ہو گئے کہ آسمان براؤ و جہاؤ
آفتاب کو بکڑ لایا کسی سے کہے سارے دریا کا پانی ایک دفعہ پی جایا سوئی کے ناکہ سے
پہاڑ کو نکال دے جب بندہ یہ سب کر کے تو خدا اس پر عذاب کرے شاید ان اللہ
لیس بظلام للعبدیہ کا ایمان ہی نہیں لائے

تو متھان تکلیف

مسک سوم اس بات کو جاننا چاہیے کہ خدا نے اپنے بند و مکو جو عبادت کی
تکلیف دی نیک کام کر نیک حکم دیا بد کام کر نیکو منع کیا یہ سب فعل خدا کا تحصیل برکت
اور اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہیں پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہو بلکہ خود بند و مکو نفع
پہونچتا ہی اگر کوئی کہے کیون خدا نے بلا تکلیف کے بہشت میں داخل کر نیکو قبول نہیں کیا
تو ہم کہیں گے اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ نیک اور بد عادل اور ظالم سب پہنچتے
جائیں اور سب لوگ نیک کام کی طرف رغبت کریں برے کام سے باز رہیں اور
سوائق اپنے اعمال کے اور استحقاق کے بہشت میں درجے پائیں ہر شخص کا مرتبہ
علمیہ و ملحدہ پہنچانا جائے پس یہ میں حکمت اور عدالت ہی کہ جب کا جیسا مرتبہ ہو جیسے
کام ہوں ویسا اس کو عوض ملے اور بغیر لحاظ اسکے اچھے برے سب کو بہشت دے دینا
ایسا ہی جیسے بادشاہ اور چار کو ایک جگہ بٹھا دینا

نکوئی با بدن کردن چنانست

دوسرے یہ کہ انسان مرنی الطبع پیدا ہوا ہی یعنی معاملات دنیا میں اور زندگی
بسر کر نہیں ایک دوسر کا محتاج ہو پس اگر تکلیف خدا انہوئی تو کوئی شخص کسی
بات سے نہ ڈرتا کیونکہ مواخذہ دنیا و آخرت کا خوف تو ہوتا نہیں لامحالہ معاملات
دنیا میں ایک دوسر کو قتل کرتا کسی پر کوئی ظلم کرتا کسی کا کوئی مال چھین لیتا کسی

عورت کے ساتھ کوئی زنا کرنا یہ سب امور باعث فتنہ و فساد کے ہوتے اور ان نظام
 دنیا میں خلل پڑتا اس واسطے خدا نے تکلیف دی اور ڈرایا کہ اگر بڑے کام کر دے
 تو حکومت میں بیجا بیٹھے اگر اچھے کام کر دے تو بہشت میں پہنچائیں گے یہی باعث ہے کہ
 ہر ملت کے لوگ خدا کا خوف کرتے ہیں اور اس سبب سے اکثر لوگ ظالم نہیں کرتے
 کسی کا مال غصب نہیں کرتے اب اس بات کو بھی جاننا چاہیے کہ خدا نے جو بندہ
 تکلیف دی تو او کو اختیار بھی دیا ہے مجبور پیدا نہیں کیا ہے نیک کام ہو خواہ بد کام
 سب انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے نہ یہ کہ خدا مجبور کرانا ہے جیسا کہ ہنسنت کہتے ہیں
 کہ بندہ اپنے فعل میں مجبور ہے جو کام ہو جو جری زنا قتل نفس غصب کفر ب کام
 بندے سے خدا ہی کرتا ہے اور مجبور اور سب پر خدا ہے کہ تا ہی جیسا کہ عقائد کفری میں ہے
 واللہ خالق افعال العباد من الکفر والإیمان والطاعة والعصیان
 یعنی جسے کام بندہ دے ہیں جیسے کفر و ایمان طاعت و عصیان سب کو خدا ہی پیدا کرتا ہے
 حالانکہ یہ صریح باطل ہے اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ خدا سے بڑھ کر کوئی عالم
 نہ ہو کہ خود ہی گناہ کر دے اور خود ہی اس پر عذاب کرے جیسے کوئی شخص اپنے
 کسی غلام کو حوض میں گر دے اور مجبور اس کو سزا کرے کہ تیرا بدن کیوں جھگا
 یہاں پر ایک حکایت لطیف ہے جس کا لکھنا مناسب معلوم ہوا یعنی ایک روز
 بملول دانا ابو حنیفہ کے گھر گئے سنا کہ اپنے شاگردوں نے کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
 باتوں کو کہتے ہیں ہم ان کو نہیں مانتے ایک تو وہ کہتے ہیں کہ شیطان جنہم میں جھگا حالانکہ
 شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے آگ کو آگ کیا جلائی دوسرے وہ کہتے ہیں کہ
 خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کوئی خیر موجود ہو اور او کو نہ دیکھ سکتا

بیان اینکہ خداوند تعالیٰ غفار
 است و مجبور

صورت چنانچہ

تکلیف بدولت انانہ و العرفہ

تیسرے وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے مجبور نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ بندہ جو کام کرتا ہے بکا خالق خدا ہی بندہ اپنے فعل میں مجبور ہے تبدیل نے جب یہ سنا ایک سیلا اور حاکم زور سے ابو حنیفہ کے حوالہ کیا اور چلے دیے وہ دھیللا ابو حنیفہ کی پشتانی پر لگا ابو حنیفہ اور سب شاگرد اسکے دوسرے اور اوٹلو پکڑا اور ماروں رشید کے پاس لیگے اور اوٹلو کی شکایت کی تب ہبلول نے ابو حنیفہ سے کہا میں نے کیا غلط کیا اونے کہا ایک ڈھیللا کھینچو مارا کہ سر میرا درو کر رہا ہے ہبلول نے کہا درو کو دکھلاؤ کہاں ہے ابو حنیفہ نے کہا درو کو ہبلول کوئی دیکھ سکتا ہے ہبلول نے کہا ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جو چیز موجود ہو اسکو ضرور دیکھ سکتے ہیں درو بھی موجود ہے کیوں نہیں دکھائی دیتا علاوہ اسکے تو جو ٹھکرتا ہے کہ درو ہوتا ہے کیونکہ ابھی تو نے کہا ہے کہ شیطان آگ میں نہ جلیگا آگ کو آگ کیا جلا سکتی ہے میں نے بھی مٹی کے ڈھیلے سے تھکوا مارا اور تیرا بدن بھی مٹی کا ہے مٹی کو مٹی کیا اذیت پہنچا سکتی ہے اسکے علاوہ تو کہتا تھا کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل نہیں ہے جو کام کرتا ہے خدا کرتا ہے میں نے تھکوا کہاں مارا بلکہ خدا نے مارا میں مجبور ہوں یہ سنکر ابو حنیفہ بہت خیف ہوا کچھ جواب نہ چل سکا اور سب لوگ ہانستے اٹھائے

قصدا و قدر

مسلم چارم قصدا و قدر کے بیان میں جاننا چاہیے کہ قصدا کے چند معنی ہیں گاہے بعض خلق و ایجاد آتا ہے جیسا کہ تفسیر فقہنا حق سبع سموات میں لکھا گیا ہے اور کسی بمعنی حکم جیسے وقضی رتاک الکعبید والا یاہ اوکھو بمعنی اعلام و اخبار کقولہ تعالیٰ وقضینا الی بنی اسرائیل اور گاہے بمعنی علم اور گاہے بمعنی اتمام اور گاہے بمعنی ختم کے آتا ہے بیانات کہ بعض علمائے دس اور بعضوں نے اس سے بھی زیادہ معنی بیان فرمائے ہیں اور ہر ایک کی سند دی ہے اور اس طرح

معنی قدر کے بھی بہت ہیں جسے علم و اعلا حکم و خلق و تعین و اندازہ و مقدار و توسط
بیان افراط و تفریط و تنقیح و تنقیح و تکمیل و جمالی الی غیر ذلک اور ہر مقام پر معنی مناسب
مقام مراد ہوتے ہیں پس جہاں کہیں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کل امر بقضاء
قدر ہے مراد اس سے معنی علم یا اعلام ہلاکہ و انبیاء و اوصیاء اور وقوع ہر فن
علم تعین و اندازہ خدا یا حکم و ارادہ و تکلیف و عدم النفع خدا کے ہیں نہ یہ کہ کل جواد
و کائنات یا نہایت کہ افعال عباد و مخلوق و ایجاد خدا ہیں اس لیے کہ اگر افعال عباد
فعل خدا ہوں تو بندہ مجبور ہو گا حالانکہ بیشتر اس سے ہم ثابت کر چکے کہ بندہ اپنے
افعال اختیار ہی میں مجبور نہیں ہے ورنہ تکلیف لغو اور باطل ہو جائیگی اور یہ بھی
واضح رہے کہ علم خدا کسی فعل کے صدور کی علت نہیں ہے پس کوئی یہ نہیں کہہ سکتا
کہ چونکہ علم خدا میں ہی گزرا تھا کہ ہم شہاب میں اس سبب سے ہمیں شہاب ملی
جیسا کہ اہلسنت کہتے ہیں کہ بندہ گناہ کرنے میں مجبور ہے اس واسطے کہ خدا عالم کلیات
و جزئیات ہے و زلزلا سے خدا جانتا تھا کہ ہم گناہ کریں گے پس اگر ہم گناہ نہ کرتے
تو علم خدا کا غلط ہو جاتا اس لیے ضرور ہوا کہ ہم گناہ کریں مثلاً خدا جانتا تھا کہ ابو جہل
ایمان نہ لاوے گا پس جمال تھا کہ وہ ایمان لاتا ورنہ علم خدا کا جہل ہو جاتا جواب
اسکا اقول بطور معارضہ کے یہ ہے کہ جسطرح خدا کو پہلے سے بندہ کے فعل کا علم ہی
اوسی طرح جو رتبہ اولیٰ اپنے فعل کا بھی علم ہی پس ہم کہتے ہیں کہ مثلاً خدا و زلزلا سے
جانتا تھا کہ میں زید کو فلان سال میں پیدا کروں گا آیا اب ہو سکتا ہے کہ اس سال
زید کو پیدا نہ کرے یا نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو علم خدا کا جہل ہو جائیگا اور
اگر نہیں ہو سکتا تو خدا مجبور ہوا پس جو تم اس بات کا جواب دو گے وہی جواب

قال بعض من علم
فی حدیث من قال
کل امر بقضاء
قدر

تو علم خدا کا جہل ہو جاتا

ہم تمہاری بات کا دیکھنے کا ثانیہ جواب بطور حل کے یہ ہے کہ ہم اوپر بیان کر چکے
 کہ علم خدا کا تکت فعل کی نہیں ہے کیونکہ علم تابع معلوم کے ہے جیسا معلوم ہوتا ہے
 ویسا ہی علم ہوتا ہے اس کے کہ علم کو اس معلوم کے موجود ہونے میں کچھ اثر ہو
 پس جو چیز جیسی ہونے والی تھی اوسیکے مطابق خدا کو علم ہوا نہ یہ کہ جیسا خدا کو
 علم ہوا ویسی ہی وہ چیز واقع ہوئی مثلاً ہم جانتے ہیں کہ قیامت ضرور ہوگی اور
 یہ علم ہمارا مطابق واقع کے ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ چونکہ ہمارے علم میں گذرا ہے
 اس سبب سے قیامت ضرور ہوگی بلکہ چونکہ قیامت ضرور ہوگی اس سبب سے
 ویسا ہی ہم کو علم ہوا یا این ہمہ ہم کہتے ہیں کہ خدا کو ازل میں علم اسکا ہوا کہ میں فلان
 وقت میں فلان فعل یا اختیار خود کروں گا یا فلان بندہ فلان فعل یا اختیار خود
 کرے گا پس اگر خدا یا بندہ اس فعل کو یا اختیار نہ کرے بلکہ مجبوری کرے تو علم خدا
 جمل ہو جائیگا یا تجملہ بندہ کی طرح سے اپنے فعل میں مجبور نہیں ہے جیسا کہ جبر ہے
 اور قدر یہ کہتے ہیں اگر کل امور قضا و قدر کے اور حوالہ کیے جائیں اور بندہ مجبور
 ٹھہرایا جائے تو ثواب و عذاب اور وعدہ و وعید خدا کا افعال عباد پر سب
 بیکار ہو جائے اور کوئی جائے ملامت و مذمت خدا کو بند و نیر باقی نہ رہے اور
 اللہ الحجة البالغة غلط ہو جائے اور بند و نکی حجت خدا پر غالب رہے اور جب
 بندے عذر مجبوری پیش کریں تو خدا معاذ اللہ ساکت اور لاجواب نہ ہو جائے
 اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ ایسا بھی نہیں ہے کہ خدا نے بالکل اختیار نیک و بد کا
 بند و نکر دیا اور خود مجبور ہو گیا خدا کو اوس میں کچھ دخل و اختیار نہیں رہا جیسا
 مفوضہ کہتے ہیں بلکہ جب انسان نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو خدا کی جانب سے

لطف و توفیق خیر شامل حال ہوتی ہر اور جب اپنے سو اختیار سے بڑے کام کا ارادہ کرتا ہو تو بیا اوقات خدا بحسب مصلحت او سکون مانع ہو جاتا ہو اور کبھی بحسب مصلحت اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہو جسکو خدا لان من اللہ کہتے ہیں اور اسی امر کی طرف معصوم نے اشارہ فرمایا ہو کاجابر و کالتوفیق بل امر بین الامین ۛ

مسکات پنجم بیان میں معنی لطف وغیرہ کے جاننا چاہیے کہ معنی لطف کے یہ ہیں کہ خدا ایسا کام اپنے بند و نیکے ساتھ کرے جس سے بند و نیکو تکلیف اور اقتدار اور تکلیفات شرعیہ کے حاصل ہوا اور بھی اپنے خاص بند و نیکے ساتھ جو قابلیت او کی رکھتے ہوں ایسا امر عمل میں لاوے جس سے قریب کر دے طاعت کی طرف اور بعید کر دے معصیت سے مگر نہ اسطور پر کہ او سکون مجبور کر دے او فس فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر اور لطف بحسب عقل کے خدا پر واجب ہو یعنی عقل اور اک کرتی ہو اس بات کو کہ بمقتضائے حکمت و مصلحت اور عدالت کے یہ بات جناب باری کے لیے ضروری ہو بطرح سے علم اور قدرت اور وجوب وجود او کے لیے ضروری ہو اسلیے کہ اگر لطف ممکن نہ تو تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہو اور وہ بیشک قبیح ہو جیسا ہم اوپر لکھ چکے اور اگر لطف مقرب نہ تو نقص غرض لازم آتا ہو اور نقص اپنی غرض کا کارسما ہو نہ کا حکیم نہ ہی غیر کا سمیٹنا اور امانت کا مقرر کرنا عمل خیر پر ثواب کا وعدہ کرنا بڑے کاموں پر وغیرہ عذاب کرنا اور مثل اسکے سب لطف خدا میں داخل ہو گئے کہ جب خدا نے عبادت کی تکلیف دی جیسا کہ فرمایا ہو و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

زبان لطف

یعنی باری کی طرف سے
چن اور انسان کو
اسو سکون کر دے
گوین ۛ

توضیر ہوا کہ خدا واسطے عبادت کے ہلکوا عصا و جوارح اور عقل کامل بھی عطا کرے اور اس عبادت کے طریقہ کے بھائی کوئی شخص ہمارے واسطے بھیجے کہ وہ پیغمبر آور غہ شریعت ہوا اور کوئی شخص مافظا اس شریعت کا بھی ضرر نہ کرے

کہ وہ امام پر ہی سب سے لطف کیے

مسلم ششم بیان میں مسئلہ اصل کے جاننا چاہیے کہ خدا کے امور خواہ بحسب دنیا کے بہون خواہ دین کے عین مصلحت ہین جتنے امور خدا کے ہیں یہ اصل واقع ہوتے ہین اگرچہ ہلکوا ضرور ہین ہر کہ اون سب مصالح کو ہم سمجھ کیز جیسا کہ بہت سے حشرات الارض وغیرہ خدا نے پیدا کیے جو خالی مصلحت سے نہیں ہین مگر عقل ہر بشر کی او سکون ہین دریافت کر سکتی جتنا پختہ قلبہ ہوا علی سب کا بہ نسبت سہرہ کے مشہور ہر انسان اگر اپنے ہی جسم کو خیال کرے کہ او سیک کی قدر عروق اور عضلات اور شرائین و اور دہ و گوشت و پوست اور ہڈیاں ہین تو سیکے مصالح کو نہیں دریافت کر سکتا کہ کس مصلحت سے خدا نے پیدا کیا پس یہ تصور ہماری سمجھ کا ہر نہ خداوند حکیم کے فعل کا اس سے اعتراض اہل سنت کا جو اس مادہ میں کرتے ہین سب دفع ہو گیا جتنا پختہ صاحب نے جو محققہ و وقہ میں لکھا ہر کہ شیطان کو پیدا کرنا اور او سکون مصلحت دینا انسان کے برکات کی واسطے او سکون قدرت دینا یہ سب اصل کے خلاف ہر تہیں یہ سب تو بہات و تہیات مانو ذوق سے اوسی اول بن قاس کے ہر کیونکہ شیطان کا ہونا بھی د و راز مصلحت نہیں ہر کہ اس سے امتحان ہر نیک و بد کا ہونا ہر جو لوگ کہ انبیاء و اوصیاء اور مومنین مخلصین ہین وہ شیطان کے قول پر عمل نہیں کرتے پس

مسلم ششم بیان میں مسئلہ اصل کے جاننا چاہیے کہ خدا کے امور خواہ بحسب دنیا کے بہون خواہ دین کے عین مصلحت ہین جتنے امور خدا کے ہیں یہ اصل واقع ہوتے ہین اگرچہ ہلکوا ضرور ہین ہر کہ اون سب مصالح کو ہم سمجھ کیز جیسا کہ بہت سے حشرات الارض وغیرہ خدا نے پیدا کیے جو خالی مصلحت سے نہیں ہین مگر عقل ہر بشر کی او سکون ہین دریافت کر سکتی جتنا پختہ قلبہ ہوا علی سب کا بہ نسبت سہرہ کے مشہور ہر انسان اگر اپنے ہی جسم کو خیال کرے کہ او سیک کی قدر عروق اور عضلات اور شرائین و اور دہ و گوشت و پوست اور ہڈیاں ہین تو سیکے مصالح کو نہیں دریافت کر سکتا کہ کس مصلحت سے خدا نے پیدا کیا پس یہ تصور ہماری سمجھ کا ہر نہ خداوند حکیم کے فعل کا اس سے اعتراض اہل سنت کا جو اس مادہ میں کرتے ہین سب دفع ہو گیا جتنا پختہ صاحب نے جو محققہ و وقہ میں لکھا ہر کہ شیطان کو پیدا کرنا اور او سکون مصلحت دینا انسان کے برکات کی واسطے او سکون قدرت دینا یہ سب اصل کے خلاف ہر تہیں یہ سب تو بہات و تہیات مانو ذوق سے اوسی اول بن قاس کے ہر کیونکہ شیطان کا ہونا بھی د و راز مصلحت نہیں ہر کہ اس سے امتحان ہر نیک و بد کا ہونا ہر جو لوگ کہ انبیاء و اوصیاء اور مومنین مخلصین ہین وہ شیطان کے قول پر عمل نہیں کرتے پس

اللہ اعلم بالصواب

یہ امر باعث مزید اجر و حسنات کا اونکے ہوتا ہے اور جو لوگ دشمن انبیاء اور اوصیاء و اہلبیت اطہار میں وہ بسبب اوسکے اغوا کے مستحق انواع عذاب و نکال کے ہوتے ہیں اور شیطان اور اتباع اوسکے اپنے سوا اختیار سے جہنم میں جاتے ہیں اس میں خدا کے اوپر الزام نہیں ہو سکتا ایسے کہ خدا نے انکے ساتھ احسان کیا اور نعمت وجود بخشی مگر انھوں نے باحسان فراموشی اپنے تئیں قابل جہنم کیا خدا کا اس میں کیا قصور ہے

مسئلہ ہفتم مسئلہ آلام و اعراض کے بیان میں جانا چاہیے کہ یہ دار دنیا رنج و مشقت بلا و محنت سے خالی نہیں ہے ضرور ہے کہ ہر فرد بشر اس دار فانی میں انواع آلام روحانی و جسمانی میں مبتلا ہوا اور اس ابتلا میں بھی بہت مصالح خفیہ و جلیہ میں پس یہ کوئی خیال نہ کرے کہ یہ امور خلاف اوسکے عدل کے ہیں کہ اپنے بند و نکور رنج و مصیبت میں مبتلا کرے کیونکہ جو مصیبت و رنج کہ بند و نکو خدا کی طرف سے پہونچتا ہے وہ عین عدل و حکمت ہے کہ جس کا نفع خود بند و نکی طرف عائد ہوتا ہے اوس رنج و مصیبت کا عوض انصاف مضاعف بعض کو خدا دینا ہی میں دیدیتا ہے اور بعض کو آخرت میں کہ جسکے مقابلہ میں یہ مصائب متلاشی اور مصلحت اور لاشئ اور باطل ہو جاتے ہیں مثلاً ایک شخص کو تکلیف چند قدم چلنے کی دین اور فی قدم لاکھ روپے اوس کا عوض دین پس ایسی تکلیف کو عقلاً نہایت مستحسن جانینگے البتہ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا بند و نکو مصیبت و بلا میں مبتلا کرے اور میر کچھ عوض اوس کا دینا یا آخرت میں نہ دے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ تپ ایک شب کی گھارہ ہو گناہ مان گذشتہ و آئندہ

در بیان آلام و اعراض

اور مثل اسکے سبب سے حدیثین میں تحقیق ہے کہ جو لوگ انبیاء و صلحاء میں اوں کو جو مصیبت و رنج پہنچتا ہو تو وہ باعث اوں کے زیادتی مدارج عالیہ کا ہوتا ہے اور جو لڑکے غیر مکلف مرتے ہیں یا اوں کو صدمہ پہنچتا ہو تو وہ باعث زیادتی اجر و ثواب ابویں کا ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے

سبیل سوم نبوت میں

اور اوس میں ایک شعبہ اور گیارہ مسلک ہیں شعبہ تہذیب نبی میں بنی وہ شخص ہے کہ جنس آدمی سے ہوا اور خدا کی جانب سے واسطے ہدایت کرنے خلق کے بلا واسطہ کسی آدمی کے بھیجا گیا ہو اور اوں کو رسول بھی کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ نبی اعم ہے اس سے کہ شریعت تازہ رکھتا ہو جیسے ہمارے پیغمبر اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ ہیں یا شریعت تازہ رکھتا ہو بلکہ شریعت سابقہ کا مروج ہو جیسے یحییٰ و زکریا و داؤد و سلیمان وغیرہم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں اور رسول وہ ہے کہ شریعت تازہ رکھتا ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ نبی اعم ہے باین معنی کہ اوں کو احکام خدا پہنچانے خواہ حکم تبلیغ ہو یا نین اور رسول جب ہو گا کہ حکم تبلیغ بھی ہو جیسا نبوت جناب رسول خدا قبل از خلقت آدم کنت نبیا و ادھر بین الملائک و الطین اور رسالت حضرت کو چالیں سکے ہیں نبی

مسلم اول حسن بعثت اور اوں کے وجوب میں

جاننا چاہیے کہ نبی کا بھیجنا واسطے ہدایت خلق کے خدا کو ضرور و لازم ہے مگر نہ لزوم و وجوب شرعی کے طور پر بلکہ نظر حکمت و مصلحت اوں کے بہت ضروری ہے

انہی

انہی

انہی

کہ کسیکو واسطے ہدایت عنق کے نیچے اولاً اسواسطے کہ انبیاء کا بھیجا لطف ہو اور ہم پر
 لکھ چکے کہ لطف نظر بحکمت و مصلحت خدا پر واجب ہے تاکہ علانی گمراہی اور خسران
 ابدی و ہلاکتِ سرمدی سے بچے اسواسطے کہ اکثر ہی کہ عقل آدمی کی نیک و بد کے
 دریافت کرنے سے عاجز ہو اگرچہ حسن و قبح عقلی ہو یا بین معنی کہ لوازم ذاتی اشیاء سے ہو
 کہ کبھی عقل سمی اوسکو ادراک کر لیتی ہو مگر یہ ضرور نہیں ہو کہ عقل انسان کی کل اہم کے
 حسن و قبح کو دریافت کر سکے ایسی حالت میں انسان کل امر کو نہیں سمجھ سکتا کہ
 کون کون باتیں اچھی ہیں اور کون کون باتیں بُری ہیں کن کن باتوں سے خدا
 خوش ہو تا ہو اور کن کن باتوں سے خدا ناراض ہو تا ہو ایسی صورت میں ضرور
 ہوا کہ خدا کسی شخص کو بھیجے کہ وہ ہکونیک وید امر و نکو بتلائے کہ ہم بموجب اس کے
 کہنے کے نیک کام کو کریں اور بد کام سے باز رہیں ورنہ محبت خدا بند و پیر تمام نہو
 جسوقت کہ وہ عذر کریں راتنا لولا ارسلناک رسولاً فانت و
 نکون من المومنین خدا و نذا کیون نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کسی رسول کو
 پس متابعت کرتے ہم تیری آیات کی اور ہوتے ہم ایمان لانیوالون سے
 دوسری دلیل یہ ہے کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہے یعنی اپنے کاموں
 اور زندگی کے بسر کر رہیں ایک دوسرے کا محتاج ہو بغیر اجتماع و اعانت ایک
 دوسرے کے انتظام و نیا درست نہیں ہو سکتا مثلاً انسان محتاج ہو غذا و لباس
 اور گھر وغیرہ کا اور ہر کام کے واسطے انہیں سے کسی شخص کا معین ہونا ضرور ہے
 کیونکہ غذا انہیں مل سکتی جب تک کہ زراعت کرنا اور اوسکا کاٹنا اور صاف کرنا
 اوسکو پسینا اور پکانا تو اسی طرح لباس بھی نہیں مل سکتا جب تک کہ رُوئی کا

بونا و سکو صاف کرنا اور کاتنا اور بتا اور سینا یہ سب سنو اور مگر نہیں ہو سکتا۔
 کہ اسباب کا امتیاز کرنا والا اور بنانے والا اور مزدور وغیرہ بنون علیٰ ہذا القیاس
 بہت سے امور میں جنکا انسان محتاج ہو پس اگر ایک شخص ان سب کا نمونہ
 اپنے واسطے کرے تو یہ غیر ممکن ہے بعض ہی چیز کے حاصل کرنے میں عمر اور سبکی تمام
 ہو جائیگی پس ضرور وہ اپنے کا نمونہ کسی دوسرے کا محتاج ہوگا ایسی ضرورت
 اجتماع و احتیاج یکدیگر میں ضرور گمان فتنہ و فساد کا آپس میں پایا جاتا ہے پس
 ضرور ہوگا کہ کوئی شخص ایسا خدا کی طرف سے بھیجا جاوے جو اودن لوگوں کے
 واسطے ایک ضابطہ اور قاعدہ شریعیہ مقرر کرے تا سبب اسکے ایک دوسرے کا
 ظلم و تعدی نہ کرنے پائے جیسا کہ بحث عدل میں بیان ہوا تیسری دلیل
 حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جیسا کہ حاصل ہے کہ جس شخص
 نے اس بات کو جاننا کہ پروردگار عالم موجود ہے تو اس بات کو بھی سمجھنا کہ وہ
 پروردگار عالم رضا و غضب بھی رکھتا ہے اور اسکی خوشنودی و غضب کو کوئی
 نہیں پہچان سکتا مگر وحی سے یا کسی رسول کے ذریعہ سے جس شخص کے واسطے
 وحی نہیں آتی او سکو ضرور ہے کہ کسی پیغمبر کو تلاش کر کے پیدا کرے اور اس سے
 احکام خدا کو دریافت کرے پس جو امر باعث اسکی خوشنودی کا ہے او سکو
 عمل میں لاوے جو باعث اس کے غضب کا ہے او سکو ترک کرے
 مسلك دوم نبی میں شہ طہی کہ معصوم ہوا اور عصمت سے مراد یہ ہے
 کہ لطف خدا سب امور میں اس طرح اس کے شامل حال رہے کہ جس کے سبب سے
 وہ کسی وقت خلاف مرضی خدا کے کوئی فعل عمل میں نہ لاوے اور یہی غریب

اما مہد اثنا عشریہ کا ہی کہ کل انبیاء گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے قبل نبوت کے اول بعد نبوت کے عہد اور سہوا ہر طرح سے پاک و معصوم ہیں مگر اہلسنت عصمت مطلقہ انبیاء کے قائل نہیں ہیں اور قبل نبوت ہر گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو بلکہ کفر تک جائز جانتے ہیں اور بعد نبوت کفر کو اور کبار کو عہد آجائز نہیں کہتے لیکن سہوا کبار کو اور عہد اصغائر کو رد کرتے ہیں اور غیر امور تبلیغی میں کذب کو بھی جائز کہتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے کذبات ثلاثہ کی حدیث کو انکو اپنے صحاح میں تصحیح کرتے ہیں اس لیے کہ تعلق تبلیغ سے نہیں رکھتے ہیں صحاح اہلسنت میں ہی کہ حضرت ابراہیمؑ تین جھوٹ بولے ایک توحب کفار نے اونکو عید گاہ جانیکے واسطے کہا تو اونھوں نے سارونکو دیکھ کر کہا اتنی سقیمہ میں بیمار ہوں حالانکہ بیمار نہ تھے دوسرے حضرت سارہ کو کہا ہذا اُختی یہ بہن میری ہی حالانکہ وہ اونکی بی بی تھیں تیسرے بتوں کے معاملہ میں کہا بل فعلہ کبیرہ اس بڑے بت نے توڑا ہی حالانکہ خود توڑا تھا اور بعض خطائے حضرت یوسفؑ کے قائل ہیں کہ معاذ اللہ اونھوں نے زلیخا سے زنا کا قصد کیا اور بعض خطائے حضرت آدمؑ کے قائل ہیں کہ اونھوں نے باوجود ممانعت خدا کے دانہ گندم کھا لیا اور بعض خطائے حضرت داؤدؑ کے قائل ہیں کہ معاذ اللہ وہ زن اور یا بر عاشق ہوئے اور اونکو بے حد قتل کرا دیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسا ہوئے کہ نماز قضا ہو گئی جب خیال ہوا تو گھوڑوں کو بگینا قتل کروا دیا لا انظر کسی پیغمبر کو خطا سے نہیں چھوڑا اور کتاب تخریص الانبیاء لکھی یہ سب فقط ثلاثہ کے کفر اور بت پرستی اور شراب خواری اور زنا کاری کے عیب چھپانے کے لیے

فی صحیح الترمذی
ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ ﷺ
ابراہیم فی شیء تعطی الا
فی ثلث قولانی یقیم
ولم یکن یقینا و قولی
اُختی و قولی بل کبر
ہذا حدیث من صحیح ۱۲
ص ۵۲۰
جب پلکھو

بیک عصمت انبیا

مگر ہمارے علمائے کتاب تنزیہ الانبیاء لکھی اور سب باتوں کی تاویل اور جواب نبوی
لکھے ہیں میں نے بخیال طول کے اس رسالہ میں نہ لکھا اور دلیلین عصمت انبیاء کی
عقلی و نقلی بہت ہیں میں دو باتیں مختصر کرتا ہوں ایک تو یہ کہ اگر پیغمبر سے
گناہ ہو تو اس کے کسی قول اور فعل پر اعتماد نہ رہے پس امر و نہی دو وعدہ و وعید
اور سب کچھ اعتبار نہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ شاید انھوں نے جھوٹ کہا ہو دوسرے
اگر انبیاء سے گناہ ہو کرے تو اس کی وقعت لوگوں کی نظر و بین باقی نہ رہے گی اور اس کی
نقصیت اثر نہ کرے گی کیونکہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ خود فصاحت دیگر ریاضیت آپ تو
خود یہ گناہ کرتے ہیں ہمارے تئیں کیا نصیحت کرتے ہیں بس غرض بعثت انبیاء سے
مفقود ہو جائیگی اور نقص غرض لازم آئے گا اور ہم اوپر لکھ چکے کہ نقص غرض
کار شمار ہو نہ کار حکیم

در انکار غلطی

سبل سوم نبی کو چاہیے کہ عقل و ذہانت میں سب سے کامل ہو موقوف
نہوین تو اس کی طرف کوئی رغبت نہ کرے اور اس کے حکم کو کوئی نہ مانے اور نبی کو چاہیے
کہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ متصف ہو جیسے عفت و عجا
کرم و سخاوت حیا و غیرت رحم و مروت تواضع و مدارا خوف خدا و ترک دنیا
و غیرہ و نیز پیغمبر میں ایسی باتیں نہ ہونی چاہئیں جو باعث نفرت خلایق کا ہو
جیسے کمذات ہو یا قوم رذیل سے ہو مثل حجام دُعیاء جلاہ و غیرہ کے اور
مان باب بھی انبیاء کے حضرت آدم سے لیکر اوس نبی تک چاہیے کہ سب
پاک و پاکیزہ صحیح النسب ہوں کوئی زنا زادہ نہ ہو اور نبی کو چاہیے کہ عیوب
ذاتی مثل غصہ و قساوت و بد خلقی و کینہ و حسد و غیرہ سے بھی پاک ہو اور

انبات انکلا و اعداد
ببینم خدا و مسلمان بودند

عیوب خافی مثل کوری و لنگی و برص و جذام و غیره سے بھی بری ہوتا کہ لوگ
اوس سے نفرت نہ کریں اور فائدہ بعثت کا محبت نہ وہدا یہ قدر
معنی ہے کہ یہ بات اجماع الامم سے ہے کہ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مان باب تا آدم سب مسلمان ہوئے
تھے کافر و مشرک تھے جیسا کہ اہلسنت قائل ہیں کہ پیغمبر خدا کے مان باب
کافر تھے بس معاذا اللہ نقل کفر کفر نباشد پیغمبر خدا کے لیے بھی ایک قسم کا کفر یعنی
کفر تبعی جو کفار کے لئے ہوتا ہے ثابت کرتے ہیں حالانکہ باجماع امت ہمارے
پیغمبر ہر طرح کے کفر سے بری تھے کنت نبیاً و ادم بین الماء والطين کو
دیکھو اور کفر تبعی کو دیکھو علاوہ اسکے یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ خود حضرت نے
فرمایا لھو زل یفقلنہ اللہ من اصحاب الطاہرین الی ارحام المطہرات
یعنی برابر خدا مجھ کو نقل کرتا رہا اصحاب طاہرین سے طرف ارحام مطہرات کے
اور قرآن میں جو حضرت ابراہیمؑ کے باب کو خدا نے آزر کہا ہے (جو کافر تھا) تو
مجازاً لکھا ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے باب کا نام تاریخ تھا اور وہ مسلمان تھے
اور آزر چچا تھا جو نیک تاریخ لکھنے میں حضرت ابراہیمؑ کے مر گئے تھے اس سبب
آزر نے پرورش کیا تھا اسوجہ سے وہ اوسی کو باب کہا کرتے تھے جیسا کہ
مجدالدین فیروز آبادی نے قاموس میں استرا لکھا ہے اور کتب سیر و تواریخ
سے بھی ظاہر ہوتا ہے

در بیان نشان نبی

مسلك چهارم بیان میں پہچاننے نبی کے جاننا چاہیے کہ طریقہ
پیغمبروں کے پہچاننے کا اور دعوی نبوت میں صادق ہو یا نہ ہے کہ اونکے احکام

تعلیق مجوزہ

معجزات اور خوارق عادات موافق دعویٰ کے ظاہر ہوں اور معجزہ وہ ہی
 جس کا واقع ہونا طاقت بشری سے باہر ہو تاکہ لوگ ایسے اعریب کو دیکھ کر کچھ
 تصدیق کریں اور سمجھیں کہ بیشک یہ شخص واسطے ہدایت کے خدا کی طرف سے
 بھیجا ہوا ہی اور شعبدہ اگر چہ عوام لوگوں کی عادت کے خلاف ہی مگر جو لوگ
 اس پیشہ کے ہیں ان کے نزدیک یہ سب باتیں بہت سہل و آسان ہیں اور
 سحر کو بھی معجزہ نہیں کہہ سکتے ایسے کہ سحر اگر مقام مجزہ میں موثر ہو تو لازم آوے
 کہ خدا تصدیق کا ذب کی کرے اور تصدیق کا ذب قبیح ہو اور ہم ثابت کر چکے
 کہ خداوند عزوجل ہر قبیح سے منزہ ہے اسی واسطے ضروری کہ سحر مقابلہ میں معجزہ
 نہ چل سکے بلکہ خدا اس کو اپنی قدرت سے باطل کر دے تاکہ نبی اپنے دعویٰ میں
 جھوٹا نہ ہوئے پائے جس طرح فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابل میں بی بی
 سانپ بنایا مگر حضرت موسیٰ نے جب اپنے عصا کو ڈال دیا تو وہ اڑ رہا ہو گیا
 اور سب سانپوں کو جھجک کر مٹا گیا اور سوقت وہ سب ساحر ایمان لائے اور
 موافق دعویٰ کے اس واسطے قید کی تاکہ اگر موافق دعوے کے اس سے
 معجزہ ظہور میں نہ آوے تو وہ نبی نہیں ہے اپنے دعوے میں جھوٹا ہے جیسے
 میلہ کذاب کی نقل مشہور ہے کہ اس سے کہنے لگا کہ پیغمبر خدا نے ایک کنوئیں
 میں جس کا پانی بالکل خشک ہو گیا تھا آپ دھن ڈال دیا فوراً پانی نکل آیا دھن
 کہا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں غرض ایک کنوئیں میں جس میں تھوڑا پانی رہ گیا تھا
 اوسنے اپنا تھوک ڈال دیا جس قدر اوس میں پانی تھا وہ بھی خشک ہو گیا
 اسی طرح کہنے لگا کہ پیغمبر خدا نے ایک شخص کانے کے واسطے

حکایت مسکرات کذاب

دعا کی اور کسی آنکھ روشن ہو گئی اور سنے بھی ایک کانے کو بٹا کر اس کے واسطے دعا کی جو آنکھ ابھی تھی وہ بھی جاتی رہی اس سے ظاہر ہوا کہ خارق عادت مدعی نبوت سے چاہیے کہ موافق اس کے دعوے کے بتائید رہانی طور میں آؤ گے جیسے مرد و نکاح زندہ کرنا پانی کے اوپر چلنا ماہتاب کو دو ٹکڑے کرنا اور مثل اسکے یہ سب امور عینیک دلیل اور حقیقت اور صدق دعوے کی ہو گئی اگر ایسا ہوتا تو کبھی خداوند عالم جو مٹے شخص کے ہاتھ سے ایسے امور ظاہر نہ کرنا کیونکہ اس سے گمراہی حقائق کی متصور ہو پس کیونکر ہو سکتا ہو کہ خداوند عالم اپنے بند و نیکو گمراہی میں ڈال دیتا اس سے ثابت ہوا کہ خرق عادت بلا دعویٰ حقیقت کفار اور غیر کفار سے بھی ہو سکتا ہو پس اگر کفار سے خرق عادت ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں قال اللہ تعالیٰ سنستدرج جہنم من حدیث لا یعلمون و ہم لہم ان کیدی متین پس ہو سکتا ہو کہ بنظر بعض اعمال حسنہ کے جو کفار سے ہوئے ہوں جناب باری اور کو کوئی خرق عادت عطا کرے لیکن ضرور ہو کہ با دعویٰ حقیقت وہ خرق عادت نہ پہلے کے ورنہ تصدیق کا ذب لازم آوے گی و ہو محال اور اگر کسی مؤمن سے خرق عادت ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں جیسا کہ محقق طوسی نے لکھا ہے و کرامات الاولیاء حق مگر اولیاء اہلسنت چونکہ کلام ان کے ایمان ہی میں ہو پس اگر کوئی خرق عادت اونسے فرض بھی کیا جائے تو وہ داخل استدراج ہوگا بعض علمائے اہلسنت نے اسکی تصریح کی ہو کہ مدعی اُنو بہت سے خرق عادت ہو سکتا ہے ایسے کہ جسم و جسمانی کمال ہو تا بہرہ عقل باطل ہو پس مثل شہاب

روایات اولیاء اہلسنت

نہیں ہو خلاف مدعی نبوت بکذب کہ او اس سے اگر خرق عادت ہو سکے تو جو حب
اشتباه ہوگا اور تصدیق کا ذب کہ امر قبیح ہو لازم آوے گی انتہی محصل ما قال آب
مین کتا ہوں کہ پیران اہلسنت تو اکثر مدعی الوہیت ہیں حضرت پیران پیر
سبحانی نا عظم ستانی فرماتے تھے مقصور ذرات انا الحق کتا تھا یا نیز ید بطامی
لا اکہ الا انا فاعبدون کتا تھا تو لوی روم فرماتے ہیں ۵

گفت مستانہ عیان آن ذوفنون | لا اکہ الا انا فاعبدون

اور اسی طرح ۵

نیست اندر جتہ ام غیر از خدا | چند جوئی در زمین و در سما

غرض اسی طرح کہ بہت اقوال کفر و زندقہ کے مشہور اور معروف ہیں ہم نے
سمجھے کہ قول فرعون انا ربکم الاعلیٰ اور ان اقوال کفر و ضلال میں
کیا فرق ہو آہل جب مدعی الوہیت سے خرق عادت جائز ہو تو ان حضرات
سے بھی جائز ہو سکتا ہو اور اصل یہ ہو کہ ان دعویٰ و نہیں حضرات اہلسنت سچے نہیں

ہیں بلکہ یقیناً سے پیران نے پرند مریدان سے پرانند انکے معتقدین نے جوٹھ
جھوٹھ اپنے دل سے گڑھے ہیں اور منتی سبکا طرف تذکرہ فرید الدین عطار اور

نفحات جامی کے ہوتا ہو پس دعویٰ تو اتر کا بھی کذب محض ہی

مسک پنجم بیان میں نور محمدی اور حالات آبا و اجداد و انحضرت

حدیث میں ہو کہ انحضرت نے فرمایا اول ما خلق اللہ نور ہی پہلے جن خیر کو

خداوند عالم نے پیدا کیا وہ ہمارا نور تھا اور نسب نامہ انحضرت کا اسطر سے ہی

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

بیان نور محمدی
مسک پنجم

بن مرہ بن کعب بن لوئ بن غالب بن قمر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن
خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نصر بن نزار بن معد بن عدنان بن آد
بن آؤد بن الیمع بن یمع بن سلامان بن البنت بن حل بن قیدار بن
اسمعیل بن ابراہیم بن تاسخ بن ناعور بن شمعون بن ارغون بن قانع بن
عابر بن شامخ بن ارشد بن سام بن نوح بن ملک بن شوش بن اخنوخ
بن الیارد بن ہملائل بن قینان بن انوش بن شیت بن آدم اور قصہ
پر بزرگوار کا اور حضرت کے یہ کہ جب اہل کتاب نے بعض علامات سے
پہچان کر کے پتھر آخر الزمان انہیں کے صلب سے پیدا ہونے کو درپے عداوت
اور ان کے مار ڈالنے کے ہوئے اور وہ لوگ ہر روز ان سے آثار غیبیہ و امور
عجیبہ مشاہدہ کیا کرتے تھے ہر چند وہ لوگ درپے ہلاکت ہوئے مگر کبھی اون
حضرت پر ظفر نہ پائی ایک روز عبد اللہ شکار کے واسطے گئے بہت سے
اہل کتاب تلواریں لیے شام کی طرف سے ان کے مار نیکی واسطے پہنچے جب
بن عبد مناف جو حضرت آمنہ کے باپ تھے وہ اس صحرا میں موجود تھے
اونہوں نے دیکھا کہ بہت سے سوار عجیب قسم کے جنگی ٹکلیں دنیا کے لوگوں سے
علامہ بن غیب سے ظاہر ہوئے اور اون دشمنوں کے شر سے عبد اللہ کو
بچا دیا وہب یہ حال دیکھ کر گھر آئے اور اپنی بی بی سے کہا میں چاہتا ہوں
کہ آمنہ کا عقد عبد اللہ کے ساتھ کر دوں غرض کسی دوست کے واسطے
سے عبد المطلب کے پاس پیام بیجا اونہوں نے قبول کیا اور آمنہ کا عقد
ساتھ عبد اللہ کے کر دیا اور عبد المطلب جو اور حضرت کے دادا تھے ان کا نام

عبد المطلب

اور ان کا نام

شہیدہ المحمدہ تھو وہ بیٹے حضرت ہاشم کے تھے منقول ہے کہ جب حضرت ہاشم نے مدینہ میں
 سلمیٰ سے جو حسن و جمال صوری و معنوی میں کتا سے روزگار تحین عقد کیا تو نطفہ
 طیبہ عبدالمطلب کا رحم طاہر میں سلمیٰ کے فترار پایا پس نور محمدی پیشانی سے
 سلمیٰ کے اس طرح چمکتا تھا کہ سب عورتیں دیکھنے کے واسطے آتی تھیں اور اس
 نور کو دیکھ کر حیران ہوتی تھیں اور جس درخت و کوہ و سنگ وغیرہ کے پاس
 گذرتی تھیں تو اس سے آواز السلام علیاٹ یا خیر البشر کی آتی تھی
 سلمیٰ ان عجائبات کو دیکھ کر حضرت ہاشم سے بیان کرتی تھیں اور اپنی قوم سے
 چھپایا کرتی تھیں یہاں تک کہ ایک شب کو ایک آواز سنی کہ کوئی کتا ہے اسلی
 شجکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھے ایسا فرزند دیا کہ جو سب اہل شہر و اہل صحرا سے
 بہتر ہے بعد چند روز کے حضرت ہاشم نے سفر کیا چلتے وقت سلمیٰ سے کہا ہم تلو وہ اما
 سو پہنچے جاتے ہیں جو خدا نے حضرت آدم کو سپرد کیا اور آدم نے شیثؑ کو
 اس طرح ایک دوسرے کو سپرد کرنا آیا ہے اب میں اس نور کو تمہارے سپرد کرتا ہوں
 تم اسکی حفاظت کرنا اگر ہماری غیبت میں وہ لڑکا پیدا ہو تو لگو جاہیے کہ دل
 و جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھو اور حتی الوسع اسکو حاسد و نکلی نظر سے اور
 دشمنوں کے شر سے بچانا اگر میں سفر میں مر گیا تو تم اس لڑکے کی پرورش کرنا
 جب جوان ہو تو اسکو مکہ میں اس کے چچا کے پاس پہنچا دینا سلمیٰ نے قبول کیا
 بعد اسکے اپنے بھائیوں سے بھی چند وصیتیں کیں اور شام کی طرف روانہ ہوئے
 جب وہاں پہنچے اور شغل تجارت سے فارغ ہوئے چاہا کہ مدینہ میں واپس
 آویں کہ موت نے مہلت ندری یہاں جب وقت وضع حمل سلمیٰ کا قریب پہنچا

تو اوصون نے ہاتھ کی ایک آواز سنی کہ اے سلی اس مولود کو لوگوں کی نظر و نئے
 بچانا کیونکہ اسکی ذات سے بہت سے لوگ فیضیاب ہونگے سلی نے ویسا ہی کیا
 دروازہ نکو بند کر دیا پس شیبۃ الحمد پیدا ہوئے کہ نور محمدی اونسے جھک رہا تھا
 جب پیدا ہوئے اسی وقت قسم کیا جب سلی نے گود میں لیا تو اونکے سر میں
 سفید بال دیکھے اسی سبب سے اونکا نام شیبۃ الحمد رکھا اور سلی نے انکی ولادت کو
 لوگوں نے پوشیدہ کیا ایک مہینے کے بعد جب عورتوں نے سنا تو مبارکباد دیے گو ان
 اوس لڑکے کے حالات عجیبہ کو دیکھ کر تعجب کرتی تھیں جب دو مہینے کے ہوئے تو
 بیرون سے چلے سب یہودی دیکھ کر حسد سے بہت غلین اور بیتاب ہوتے تھے
 کیونکہ جانتے تھے کہ عنقریب نور محمدی اس لڑکے سے ظاہر ہوگا اور ان لوگوں کے
 دین کو برباد کرے گا انصرصن روزیروز قوت و شوکت اور ستانت و فصاحت
 اونکی زیادہ ہوتی جاتی تھی جب جوان ہوئے تو اپنے چچا کے یہاں پیام بھیجا کہ
 تم اپنی ذریت سے غافل ہو اور کچھ خبر نہیں لیتے اور اپنے گھر کا چراغ دوسروں کے
 گھر میں جلاتے ہو پس مطلب اوسی وقت سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے
 جب وہاں پہونچے تو شیبۃ الحمد کو لڑکوں کے ساتھ کھیلنے دیکھا اوس نور کے سبب سے
 پہچانا اور اونٹ کو بٹھایا جب قریب آئے تو شیبہ نے کہا آپ میرے چچا معلوم
 ہوتے ہیں اوصون نے کہا ہاں میں ہوں مطلب اور اونکو اپنے ساتھ سوار
 کر کے کدروانہ ہوئے شیبہ نے کہا اے چچا جلد چلو ایسا نہ کہ ہماری مانگے عزیز
 سن یا میں اور جانے نہ دین یا یہود خبر پائیں اور آزار پہونچائیں اوصون نے
 کہا تم اسکی فکر نہ کرو خدا بچائے والا ہے جب یہودیوں کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ستر

آدمیوں نے سلج ہو کر تعاقب کیا جب گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کان میں پہنچی تو شبیبہ نے کہا اچھا دوسرے راستہ سے چلو اور انھوں نے کہا تمھاری پیشانی کا نور ایسا ہے کہ جدھر جائیگے اسکے ذریعہ سے لوگ پہنچ جائیگے خلاصہ عین یہ کپڑا کر کے پیشانی کو چھپایا مگر وہ نور نہ چھپا تب شبیبہ نے اپنے بچے سے کہا ہلکو اور تارو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو جب زمین پر اترے تو سجدہ کیا اور خدا سے دعا کی جب وہ یہودی قریب پہنچے تو ایسا عجب غالب ہوا کہ کچھ ضرر نہ پہنچا آخر سب کہنے لگے یہ برکت ہمارے شہر سے لیے جاتے ہو شبیبہ کو سکھو دید و کہ اولی مان کے پاس پہنچا دین مطلب نے کہا ایسا نہو گا ہم تمھارے مکر کو خوب جانتے ہیں آخر وہ لوگ پھرے پھر بے گنے لگے انھوں نے سحر کیا کیا سوچ کر ہم آئے تھے اور کیا ہو گیا دوسری مرتبہ پھر تلواریں کھینچا راون سینے دونوں بزرگواروں پر حملہ کیا مطلب نے بھی تیر و کمان اپنا ہاتھ میں لیا اور جند یہودیوں کو واصل جنم کیا آخر ایک دفعہ سب ٹوٹ پڑے مطلب بھی خدا کا نام لیکر اون سے لڑتے جاتے تھے اور شبیبہ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ یکا یک دوسرے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑوں کی آواز اور ہتھیاروں کی جنبکار کان میں پہنچی دیکھا کہ شجاعان آؤس و خزرج قوم سلمی سے شبیبہ کی تلاش میں چلے آتے ہیں یہ دیکھ کر سب یہودی بھاگ گئے سلمی نے مطلب سے کہا تم کون ہو جو میرے لڑکے کو ایسے جاتے ہو اور انھوں نے کہا میں اسکا چچا ہوں سلمی نے کہا تب تمکو اختیار ہو شبیبہ نے رو کر کہا اے مادر مہربان تمھاری مخالفت سے مجھ کو خوف معلوم ہوتا ہے مگر خانہ خدا کی مجادریکا بھی نہایت اشتیاق ہے سلمی نے رو کر کہا خیر جاؤ مگر ہلکو

ہول نہ مانا غرض مطلب شیبہ کو ساتھ لیکر مکہ پہنچے تو جمال سے اونکے تمام کوہ و صحرا
 روشن ہو گیا لوگوں کو نہایت تعجب ہوا مطلب کے پاس آکر پوچھنے لگے یہ کون
 شخص ہے جسکو آپ اپنے ساتھ لائے ہیں اونھوں نے مصلحتاً کہا یہ ہمارا غلام ہے
 اسی سبب سے شیبہ کو لوگ عبدالمطلب کہا کرتے تھے آخر الامریست دنوں تک
 یہ بات پوشیدہ رہی اور لوگ اس نور کو دیکھ کر تعجب کیا کرتے تھے اور یہ نہ
 جانتے تھے کہ یہی پیغمبر آخر الزمان کے دادا ہیں جب مطلب نے انتقال کیا تو
 ریاست مکہ کی عبدالمطلب کے ساتھ قرار پائی اور اہل مکہ سب مطیع و فرمان بردار
 ہوئے اور بہت تعظیم و احترام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ابرہہ بن الصلیح بادشاہ
 حبش نے قصد کیا کہ خانہ کعبہ کو گرا دے جب مکہ میں پہنچا تو وہاں کے لوگوں کا
 اسباب لوٹ لیا سبھاؤنکے عبدالمطلب کے اونٹوں کو بھی لے لیا عبدالمطلب اس
 بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب عبدالمطلب پر اسکی نظر
 پڑی تو اونکے حسن اور نور و دبیرہ سے نہایت متعجب ہوا کہنے لگا تمھارے آماؤ
 اجداد میں بھی یہ حسن و جمال تھا اونھوں نے کہا البتہ ابرہہ نے کہا بیشک تم لوگ
 شریف خاندان اور سردار قوم ہو پس اونحضرت کو اپنے تخت پر بٹھایا آؤ کے پاس
 ایک بہت بڑا ہتھی سفید رنگ کا تھا جسکو انواع و اقسام کے در و جواہر سے
 آراستہ کیا تھا اور اسکی وجہ سے سب بادشاہوں پر فخر کیا کرتا تھا اس
 ہتھی کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے سامنے طلب کیا جب عبدالمطلب کے
 پاس آیا تو اونکو سجدہ کیا اور کہی اپنے بادشاہ کو اسنے سجدہ کیا تھا اور قدرت
 خدا سے وہ نفل کہنے لگا سلام ہو تجھ پر ای نور بہترین خلایق تمھیں صاحب عزت

صاحب باطن و ظاہر

جنگ

و شرف ہو کسی سے مغلوب نہ ہو گئے جب ابرہہ نے یہ سب دیکھا تو ڈرا و حکم دیا کہ اس ہاتھی کو یہاں سے لجاؤ اور عبدالمطلب سے کہا تم کیسوا سٹے یہاں آئے ہو جو مطلب ہو بیان کروا و عنون نے کہا ہمارے اونٹ تیرے لشکر نے لوٹ لیے ہیں او کو واپس کر دے ابرہہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اپنے مال کے طالب ہوئے اور وہ گھر چوتھارا مایہ فخر و مباہات ہو اور میں اوسکے گرانے کے لیے آیا ہوں تمہیں اوسکے بارہ مین مجھ سے کچھ نہ کہا حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ انارث المال و للبیئت سربا آخر یعنی مین مالک مال ہوں اسیلے اوسکا طالب ہوں اور اس گھر کا یعنی خانہ کعبہ کا ایک مالک دوسرا ہی کہ اگر اوسکا جی چاہیگا تو بچالیکا اس کلام سے اوسکے دامین ایک عرب چھایا الغرض ابرہہ نے وہ سب اونٹ منگا دیے بعد اسکے وہی سفید ہاتھی لیکر لشکر گران کے ساتھ خانہ کعبہ کے گرانے کے واسطے چلا جب وہ ہاتھی قریب خانہ کعبہ کے پہونچا لیٹ گیا ہر چند اوسکو مارا مگر وہ ہانسنے نہ ہلا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ ہاتھی قریب در مسجد کے پہونچا تو عبدالمطلب نے اوس سے کہا تو جانتا ہی کہ کیسوا سٹے تجھ کو بیان لے آئے ہیں اوسنے سر ہلایا کہ ہیز او عنون نے کہا تجھ کو لے آئے ہیں کہ خانہ خدا کو تجھ سے گراوین آیا تو گراوینگا اوسنے سر ہلا کر کہا نہیں آخر ہر چند اون لوگوں نے کوشش کی اور اوس ہاتھی کو مارا مگر اوسنے دہانے آگے قدم نہ بڑھایا آخر اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا او سو قت خدا نے بہت سے چڑے بشکل خطاف جسکو عوام میں ابابیل کہتے ہیز دریا کی طرف سے بھیجے کہ ہر ایک کے ساتھ تین شکر گریزے مسور کے برابر تھے ایک جو بیچ میں اور ایک ایک چنگل میں وہ سب طیور اون لوگوں کے سر و ہزار و ہزار تھے

جسکے سر پر وہ سنگریزہ کرتا تھا نیچے سے نکل جاتا تھا اور وہ فوراً ہلاک ہو جاتا تھا
 اور ہم کے بدن پر بھی بہت سنگریزے گرے جس سے بدن اور سکا پارہ پارہ ہو گیا
 اور اصل جہنم ہوا واضح ہو کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب
 میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ کی شادی آمنہ کے ساتھ ہو گئی تو وہ سو عورتیں حضرت
 سے عبداللہ کے مرگئیں اور جب اوس نور کے جدا ہو نیکا زمانہ قریب ہو تو کسی
 چمک اور سین پیدا ہوئی کہ کسی کی نظر حیرے پر عبداللہ کے نہیں ٹھہرتی تھی اور جس
 درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تھے وہ اونکو سجدہ کرتا تھا اور جب عبداللہ نے
 انتقال کیا تو پیغمبر خدا وصینے کے نئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ابھی پیدا ہی نہیں
 ہوئے تھے اور جب حضرت آمنہ نے انتقال کیا تو سین حضرت کا چار برس کا تھا
 اور بعضوں نے چار مہینے کا کہا ہے اور صغر سن میں حضرت کے مان باپ کے
 انتقال کر جانکی مصلحت تھی کہ مان باپ کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہے
 پس کیونکر ہو سکتا تھا کہ پیغمبر ہو کر غیر کی اطاعت کرتے بلکہ غیر و نکو چاہیے کہ پیغمبر
 کی اطاعت کریں اسی واسطے خدا نے حضرت رسول کے مان باپ کو سن
 طفولیت میں اوٹھالیا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مکہ معظمہ میں غامد
 کعبہ کے آگے سوائے عبدالطلب کے کسی دوسرے کے واسطے مسند نہیں
 بچھائی جاتی تھی اور اونکے لڑکوں نے بسبب اونکے دبدبہ اور بزرگی کے
 کوئی اوس پر نہیں بیٹھ سکتا تھا مگر جب حضرت رسول آتے تھے اور اوس
 مسند پر بیٹھ جاتے تھے تو اونکے اعام چاہتے تھے کہ منع کریں اور سوقت
 عبدالطلب کہتے تھے چوڑا دواس میرے فرزند کو کہ یہ بہت برا شخص ہے

وقعت در کتب آنحضرت

عنقریب تم لوگوں کا سردار ہو گا اور بہت جلد تمام خلق کا پیشوا ہو گا پس
 عبدالمطلب اور حضرت کو اپنی گود میں بٹھالیتے تھے اور شفقت سے پیٹ پر ہاتھ
 پھیرتے تھے اور بار بار بوسہ دیتے تھے اور پیار کرتے تھے چونکہ عبداللہؐ اور ابوطالبؑ
 ایک ماں سے تھے اس سبب سے عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ سے کہا کہ بیٹے
 تمہارا بہت بڑا شخص ہو تم اسکی حفاظت کرنا کیونکہ یہ لڑکا یتیم ہی ماں باپ کے
 زیرِ تحمیل اسکے مال پر مہربان رہنا کہ کوئی اسکو ضرر نہ پہنچا سکے خلاصہ جب
 وقت وفات عبدالمطلبؑ کا قریب پہنچا تو حضرت کو سیدہ ہرثمہؓ یا اور بوسہ لیا
 اور رونے لگے اور ابوطالبؑ سے کہا کہ تم اسکی حفاظت کرنا اور اپنا پارہ جگر
 سمجھنا جب اسکی ترقی کا زمانہ ہو تو تم اسکی بیرونی کرنا اور جان و مال سے
 اسکی مدد کرنا ابوطالبؑ نے قبول کیا اور ان سب باتوں کا عہد کیا اور سوقت
 روح نے عبدالمطلبؑ کی مفارقت کی اور سینِ پیغمبرؐ کا اسوقت آٹھ نو
 برس کا تھا پس ابوطالبؑ نے اور حضرت کو اپنے سینے سے لگایا اور رات
 دن میں کبھی ایک ساعت بھی اونسے جدا نہ ہوتے تھے بلکہ اپنے پیچہ میں سلاتے
 تھے اور ہر بات کا خیال رکھتے تھے واضح ہو کہ بنا بر مذہب حقہ امامیہ اثنی عشریہ
 حضرت ابوطالبؑ بڑے مؤمن پاک اعتقاد تھے معاذ اللہ کبھی کافر نہ تھے جیسا کہ
 اہلسنت کا پندار ہی اور ملتِ ابراہیم پر تھے اور وصی عبدالمطلبؑ کے تھے جیسا کہ
 کل آبائے طاہرینؑ انکے اوصیاء حضرت اسمعیلؑ سے تھے اور یہ بات اکثر
 احادیث سے ثابت ہے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہنے لگا کہ وہ
 لوگ اپنے مخالفین گمان کرتے ہیں کہ ابوطالبؑ کافر تھے حضرت نے فرمایا

وفات عبدالمطلب
 و زینب بنت جحش

بیانِ اہلِ ابوطالب

وہ لوگ جو مٹے ہیں نہیں دیکھتے کہ ابو طالب رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں ۵

الم تعلموا انا وجدنا حمداً | نبیاً کوموسیٰ خطی اول الکتاب

یعنی ابو طالب کفار اور یہود سے کہتے ہیں کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں نے محمد کو نبی پایا جس طرح موسیٰ نبی تھے اور انحضرت کی نبوت اگلی کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور توریت اور انجیل میں بھی موجود ہے اور قصائدِ خرافت ابو طالب کے تعریفِ رسول خدا میں کتب مخالفت و موافقت میں موجود ہیں کہ چنگی لفظوں سے سراپا ایمان نکلتا ہے۔

مسلم ششم بیان میں احوال ولادت باسعادت آنحضرت

ابو طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک شب میں حجر اسماعیل میں سویا تھا کہ ایک خواب عجیب ہوا کہ ایک دیو کا جب وہاں سے چلا تو راہ میں ایک کاہنہ سے ملاقات ہوئی اوسنے دیکھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے کیونکہ انب کا رہے ہو چہرہ کا رنگ کیوں متغیر ہے میں نے کہا ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے کہ ایک درخت میری پیٹھ میں سے نکلا اور آتنا بڑھا کہ سر اس کا آسمان تک پہنچ گیا اور شاخیں اوسکی مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں اور اوس درخت سے ایسا نور نکلتا تھا کہ سب عرب و عجم اوسکو سجدہ تعظیم کرتے تھے اور یوں اونیوما نور اوس درخت کا بڑھتا جاتا تھا کہ لوگ قریش سے چاہتے تھے کہ اوس درخت کو اکھاڑ کر حسینک دین جب اوسکے قریب جاتے تھے تو ایک جوان خوش رو پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے ہوئے جاتا تھا اور اوسکی کمر کو توڑ دیتا تھا اور آنکھیں نکال لیتا تھا پس

احوال ولادت آنحضرت
کتاب عبد المطلب

مین نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ ایک شاخ کو اوسکی پکڑ وں اوس جوان نے منع کیا اور کہا تمہارا قصہ سینہ میں ہی مین نے کہا درخت میرا ہی اور میرا حصہ نہیں ہے اوسنے کہا یہ حصہ اون کو گوگنا ہی کہ جو اس درخت سے ٹکے ہوئے مین یہ خواب دیکھ کر مین چونک بڑا بہت خائف ہوا اوس کا ہنہ نے جب یہ سنا رنگ اوسکا متغیر ہو گیا کہنے لگی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہارے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا بعضوں نے کہا ہی کہ وہ جوان خوشتر و حضرت ابوطالب تھے جو اپنی زلیست تک شتر کفار سے جناب رسول خدا کے محافظ رہے لیکن ہمارے علمائے موثقین فرماتے ہیں ہو سکتا ہی کہ اوس جوان سے مراد غالب کل غالب حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام ہوں کہ ہر وقت پیغمبر خدا کے معین و مددگار رہے برابر شتر کفار سے بچا یا کیے ہمیشہ لڑا یونہیں اور حضرت کی سپہ رہے شجاعان عرب کی کمر توڑی کفر کو بج ورنے کندہ کیا تو کمر توڑا کسی لڑائی سے مثل ثلاثہ قرآین کے مخدہ موثر اخلاصہ ولادت باسعادت اون حضرت کی جمعہ کے روز ستر مویں ربیع الاول کو واقع ہوئی جس سال اصحاب فیل ہلاک ہوئے تھے اور وہ زمانہ بادشاہ نوشیروان کا تھا کہ حضرت فرمایا کرتے تھے مین پیدا ہوا زمانہ مین بادشاہ عادل کے حدیث میں ہی کہ شب ولادت اور حضرت کی شیطان آسمان پر جانیسے منع کیا گیا اور پہلے ابلیس ساتون آسمان تک جاتا تھا اور آسمان کی خبر مین سنا کرتا تھا اور جو لوگ اوسکی پرستش کرتے تھے اونہیں کو کاہن کہتے تھے وہ خبر مین اونسے کہا کرتا تھا جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تین آسمان سے منع کیا گیا

۴
راخ ہوا کہ اوس وقت
کی خبر نہ تھی نہ پہنچا

۵
مرا اوس سے جو کہ اون
حضرت کی ولادت تک

۶
حضرت کی ولادت تک

۷
انجیل علیہ السلام

۸
نبوت میں ان اہم باتوں کو

۹
باز کرنا نہایت اہم ہے

۱۰
اور ان کی خبر نہ تھی نہ پہنچا

۱۱
و اوقات ولادت حضرت

چار آسمان تک جایا کرنا تھا جب حضرت رسول پیدا ہوئے تو کل آسمانوں سے
 سنح کیا گیا اور تیر شہاب سے آسمان سے نکلا لایا اسی وجہ سے جب حضرت پیدا ہوئے
 تو کاہنوں کا علم جاتا رہا اور بھی ساحر و نکاح کزور ہو گیا اور دنیا میں جتنے بڑے تھے
 اوسس انکو بیکے سب منہ کے بل گر پڑے اور طاق کسریٰ جو ایسا سحکم بنا تھا کہ
 ابھی تک کسی قدر باقی ہو رہا تھا مین آیا اور چودہ کنگرے اوسکے گر گئے اور دنیا
 اوسکے شق پڑا جو ابھی تک موجود ہی اور جو مکان کنا رے و جملہ کے اوسنے بنایا تھا
 وہ گر گیا اور تہ آب ہو گیا اور دریا چہ سا وہ جو قریب کا شان کے ہی اور اوسکو
 لوگ پوجا کرتے تھے خشک ہو گیا اور آتشکدہ فارس جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا
 اور رودخانہ سا وہ جو برسوں سے خشک پڑا تھا اوسمین پانی جاری ہوا اور اوس
 شب مکہ کی طرف سے ایک ایسا نور جیلا کہ تمام عالم کو گھیر لیا اور سب بادشاہوں
 تخت سرنگون ہو گئے اور کل بادشاہ اوسس روز گونگے ہو گئے بات بین کر سکتے
 تھے اور سب فرشتے اور پیغمبر و انکی روحین حضرت کی بیدایش کے وقت موجود
 ہوئے اور رضوان خازن بہشت بھی حوریوں کے ساتھ نازل ہوا اور آفتاب
 اور طشت سونے چاندی کا حاضر کیا اور بعد بیدایش کے بہشت کے پانی سے
 غسل دیا اور عطر و دوس سے مسح کیا اور پیش پرا و حضرت کی مہربوت کی اور
 ابرہیم سفید جو بہشت سے لائے تھے اوسمین حضرت کو لپیٹا سب فرشتوں نے
 اور حضرت پر سلام کیا صغیہ بنت عبد المطلب کہتی ہیں جب وہ حضرت زمین
 آئے اور سرا و شایا تو کہا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ اور وہ گھر
 نور سے اور حضرت کے روشن ہو گیا جب مین نے جاہا کہ اوسکو غسل دوں

آواز آئی اے صفیہ تکلیف مت کر دہنے اسکو پاک و پاکیزہ سجایا اور وہ حضرت
مختون اور نات بریدہ پیدا ہوئے تھے اور اونکی بیٹی پر لکھا ہوا تھا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ہر کیف جب حضرت چار مہینے کے ہوئے تو اونکی
مان نے انتقال کیا حضرت نے اس صدمہ سے تین روز تک کچھ نہ کہا یا برابر
رویہ کیے عبد المطلب بہت بیچین ہوئے اپنی لڑکیوں کو مانگہ اور صفیہ کو بلایا کہ
کہا اس لڑکے کو چپ کرادو اور کوئی دالی تلاش کرو ورنہ سب عورتیں بی بی کا
کی آئین کر حضرت نے کسی کا دودھ نہ پیا یا تاک کہ چار سو ساٹھ عورتیں بزرگان
قریش سے جمع ہوئیں مگر کسی کا دودھ نہ پیا تجدد المطلب یہ حال دیکھ کر بہت غمگین
ہوئے اور گھر سے باہر نکل کر کعبہ من آئے عقیل ابن ابی وقاص جو ایک مرد پرستار
اونے عبد المطلب سے تشویش کی وجہ پوچھی اونھوں نے وجہ بیان کی
عقیل نے کہا عبد اللہ بن حارث کی بیٹی حلیمہ بڑی عورت پارسا اور صاحب
عفت و شرافت ہے وہ دودھ رکھتی ہے عبد المطلب نے فوراً اپنے عنسلام
شمر دل کو اون پر سوار کر کے قبیلہ بنی سعد کی طرف جو مکہ سے دس کوس تھا
روانہ کیا اور کہا بہت جلد عبد اللہ بن حارث کو ہمارے پاس حاضر کرو غرض وہ
گیا اور تموزی دیر میں عبد اللہ کو اپنے ساتھ لے آیا عبد المطلب نے اسکو گلے سے
لگایا اور پہلو میں بٹھایا اور کہا میں نے اسواسطے تجکو بلایا ہے کہ تم میرا پوتا چار
مہینے کا ہی مان نے اسکی انتقال کیا اسکی مفارقت میں برابر رویا کرتا ہی اور
کسی عورت کا دودھ نہ پیتا میں نے سنا ہے کہ تیری لڑکی کے دودھ ہوتا ہے
اگر تو اسکو دودھ پلانیکے واسطے بھیجے تو میں تجکو اور تیرے سب قبیلہ کو مالدار

عبد اللہ بن حارث
عبد اللہ بن حارث

آرام خاندان حضرت

کرد و نگاہاں شد یہ سکن خوشی گیا اور اپنی لڑکی سے جا کر کہا علیمہ نے غسل کیا اور
لباسا سے پاکیزہ پہنے اور اپنے باپ عبداللہ اور شوہر کہیں سعد کے ساتھ
عبدالطلب کے گھر آئیں جب حضرت کو ادنی گو دین دیا تو اونہون نے بائیں
طرف کو منہ میں دیا اگر او حضرت نے قبول کیا اور داہنی طرف رخ کیا چونکہ وہ
ہمیشہ سے خشک تھا کسی لڑکے کو اوس سے دودھ نہ پلایا تھا اس سبب سے
وہ تامل کرتی تھیں کہ ایسا موجب اوس سے دودھ نہ ملے تو پھر داہنی طرف بھی
رخ کریں غرض اسی طرح وہ بائیں طرف دودھ پلانیو جا ہی تھیں اور حضرت
داہنی طرف رخ کرتے تھے یہاں تک کہ علیمہ نے عاجز ہو کر کہا لو بیو نکو بھی معلوم ہو جا
کہ اس میں دودھ نہیں ہے جب حضرت نے منہ میں لیا تو او میں سے اس قدر دودھ
جاری ہوا کہ منہ سے بھر کر باہر گزرتا تھا علیمہ کو نہایت تعجب ہوا کہ کسے لگین قسم خدا کی
میرے بارہ لڑکے ہوئے سکو بائیں طرف سے دودھ پلایا ایک قطرہ بھی داہنی
طرف سے اون سب سے نہ چکا اور اب اس قدر دودھ جاری ہو کہ میں کیا کہوں
عبدالطلب یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہنے لگے اے علیمہ اگر تم بیان رہو تو ہم تمہارے
ساتھ بہت کچھ سلوک کریں گے اور نکال بھی دیں گے وہ چپ ہو رہیں جب عبدالطلب نے
دیکھا کہ ان لوگوں کو بیان رہنے میں تامل ہو تو کہا خیر اس لڑکے کو میں تمہارے
حوالہ کرتا ہوں دوسرے طوے ایک تو یہ کہ اس کی بہت حفاظت و نگہبانی کرنا لکھا
اس سے غافل نہ ہونا علیمہ نے کہا آپ کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے مجھ کو خود
اس لڑکے سے محبت ہو گئی ہے پھر عبدالطلب نے کہا دوسرے ہی بات یہ ہے
کہ ہر جمعہ کو اس کو میرے پاس لے آنا کہ دیا وہ جدائی اس کی گوارا نہیں ہے علیمہ نے

مقبول کیا اور اپنے گھر لے آئیں بیان ہر روز یوما فیوماء معومات اور امور عجیبہ
 اور حضرت سے ملاحظہ کرتی تھیں ایک روز انہوں نے قرینہ سے سمجھا کہ یہ
 سیر کے واسطے صحرا جانے کی خواہش کرتے ہیں پس حضرت کو لباسہائے فاخرہ
 پہنائے اور اپنے ڈکون کو ساتھ کیا اور بہت تاکید کر دی غرض جب حضرت میدان
 آئے تو کوہ و دشت سب نور سے اور حضرت کے روشن ہو گیا اور جس پہر
 اور درخت کے پاس سے گذرتے تھے یہ آواز آتی تھی السلام علیک یا احمد
 السلام علیک یا حامد السلام علیک یا محمود السلام علیک
 یا صاحب القول العدل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو تمام
 اسکا جو تیرے ساتھ ایمان لاوے اور عذاب خدا ملے اس کے واسطے جو
 تیرے حکم کو نہ مانے اور کافر ہو جاوے وہ حضرت مجی ہر چیز کے سلام کا جواب
 دیتے جانتے تھے اور چلے جاتے تھے۔

در بیان نبوت

مسک مفتہ احوال میں بعثت کے اس بات کو جانا چاہیے کہ اکثر
 احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا چالیس برس کے سن میں ساکتسویں
 ماہ رجب کو واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوئے اور پیغمبر بھیجے گئے اور اسکو
 بھی سمجنا چاہیے کہ بعد مبعوث ہونیکے وہ حضرت ابنی شریعت سے بموجب
 عمل کرتے تھے اور انحضرت کی شریعت سب شریعتوں کی ناسخ تھی اور قبل
 مبعوث ہونیکے اختلاف ہر بعض اہانت کہتے ہیں کسی طریقہ پر نہ تھے اور اسکا
 بطلان تو بدیہی ہے اور بعض کہتے ہیں دین ابراہیمی پر اور بعض دین سحی پر اور
 تحقیق ہمارے لہا کی یہ ہے کہ اپنے طریقہ پر تھے کہ وہ حضرت خود پیغمبر تھے

کنت نبیاً و احدث بین الماء والطين شارباً کا کسی دوسرے پیغمبر کے
 پیرو نہ تھے بلکہ بجائے خود بالعام و وحی و غیر عمل و عبادت خدا کیا کرتے تھے
 فائدہ جانا چاہیے کہ وحی یعنی غیب کی خبر جو حضرت کو معلوم ہوا کرتی تھی
 کسی طرح سے تھی ایک تو یہ کہ کوئی امر خواب میں معلوم ہوا کرتا تھا دوسرے
 قلب اقدس میں القا ہوا کرتا تھا تیسرے آواز غیب سنائی دیتی تھی
 چوتھے حضرت جبریل آیا کوئی دوسرا فرشتہ اگر پیام خدا کہ جایا کرتا تھا
 منقول ہو جب حضرت جبریل پیغمبر خدا کے پاس آتے تھے تو مودب غلاموں کی
 طرح حضرت کے سامنے بیٹھا کرتے تھے اور جب آتے تھے تو خانہ فلک آستانہ کے
 باہر ہر کو مقام جبریل کہتے ہیں کھڑے ہوتے تھے جب اجازت ملتی تھی تو گھر میں
 داخل ہوتے تھے بعض روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا قبل زمانہ بعثت کے
 اکثر کوہ جرا پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور خلوت میں عبادت خدا کیا کرتے تھے
 اور خداوند عالم روئے صادقہ اور الہامات اور فرشتوں کی آواز سے
 حضرت کی تائید و شرماتا تھا اور اس حال کو سوائے جناب امیرؑ اور خدیجہ کے
 کوئی نہ جانتا تھا جب عمر و حضرت کی سینتیں برس کی ہوئی تو خواب میں
 دیکھا کہ ایک فرشتہ نکارتا ہوا رسول اللہ ﷺ اور ایک روز کہ کے پہاڑ و غیر
 ابوطالب کے دُنبے چارہ رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے دکھلائی دیا دسٹے
 کہا یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا تو کون ہے کہا میں جبریل ہوں خدا نے
 آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو پیغمبری و رسالت کی خبر دوں پس جبریل ہتھوڑا
 بانی آسمان سے لائے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے ہاتھوں کو زمین پر

تیسری

 علاء غل گار
 کو بیت درکہ
 ۱۲

 آمد حضرت
 زید و حضرت

مارا کہ اوس سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا پس خود وضو کیا اور پیغمبر کو بھی تسلیم کیا
 بعد اسکے ناز سکائی حضرت نے جناب امیر کے ساتھ ظہر کی ناز پڑھی جب
 گھر میں آئے تو حضرت نے خدیجہؓ اور جناب امیر کے ساتھ عصر کی ناز پڑھی دوسری
 مرتبہ جس پہلے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور کرسی عورت و کراست
 اور حضرت کے واسطے لے آئے اور تاج نبوت کو سر پر اوس بادشاہ دین
 و دنیا کے رکھا اور لوہے حمد کو ہاتھ میں دیا اور کہا اس کرسی پر بیٹھو اور
 اپنے خدا کی حمد کرو و عرض پہلے اور حضرت کے ساتھ عورت و عین حضرت خدیجہؓ
 ایمان لائیں اور مرد و عین حضرت علیؓ اور بروایت فریقین جب یہ آیت
 نازل ہوئی و انذار عشیدت اکابر بنی یمنے اسی رسول جو تمھارے
 عزیز و قریب ہیں ان کو ڈراؤ تو پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؓ کو بلا کر فرمایا ایک
 صاع گیسون کی روٹی تیار کرو اور ایک گوسفند کا گوشت بھی پکاؤ اور
 ایک کاسہ دودھ کالے آؤ اور فرزند ان عبد المطلب کو بلاؤ کہ گھر میں
 ابو طالبؓ کے جمع ہوں غرض چالیس آدمی جمع ہوئے ابو طالبؓ کہنے لگا محمدؐ کو
 گمان ہے کہ ہم لوگوں کو خوب پیٹ بھر کے اتنی ہی جین میں کھلا دینگے یہ نہیں جانتا
 کہ ہم میں سے ہر ایک آدمی ایک دنبہ کھا جاتا ہے اور سیرین ہوتا ہے اور بڑا
 کاسہ دودھ کابی جاتا ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا اتھا حاصل جب عباسؓ
 و حمزہؓ و ابو طالبؓ و غیرہ گھر میں ابو طالبؓ کے جمع ہوئے تو حضرت امیرؓ نے
 اوس روٹی کو گوشت میں ڈال کر اور کاسہ شہیر کا اون لوگوں کے سامنے
 رکھا پہلے حضرت رسولؐ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا بسم اللہ کہنا اون سب کو

پختہ کلام
 سہ دن و شب

ناگوار ہوا چونکہ سب جھوٹے تھے اس سبب سے کمانا شروع کیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے مگر وہ کمانا کم نہوا اور دودھ بھی پینے پیا اور پھر واسطی طرح باقی رہا ابولیب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا تمہارے صاحب نے عجب سحر کیا کہ اس تھوڑے کمانے سے بیکوسیر کر دیا اور ابھی تک باقی ہی حضرت یہ نہ کہ چکے ہوئے بعد اسکے وہ سب لوگ چلے گئے حضرت نے فرمایا ای علی آج اسے ایسا کلمہ کہنا مگر مصلحت میں جب ہو رہا کل پھر اسی طرح کمانا تیار کر دو اور ان لوگوں کو بلاؤ کہ اپنی حجت ان پر تمام کروں غرض جب دوسرے روز کمانا تیار ہوا اور اسی طرح اون بے سیر ہو کر کمایا اور وہ کمانا اسی طرح باقی رہا تب حضرت نے فرمایا ای فرزند ان عبدالمطلب میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ کوئی شخص عرب سے اپنی قوم کے واسطے کوئی چیز بہتر نہیں لایا اوس سے جو میں تم لوگوں کے واسطے لایا ہوں کہ وہ چیز تمہارے واسطے دنیا و آخرت دونوں میں بہتر ہو یہ بتلاؤ کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ تمہارا دشمن صبح یا شام تمہاری فکر میں آیا جا رہا ہے تو تم یقین کر لو گے اون سینے کہا البتہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں حضرت نے فرمایا پس جانو کہ خدا میرے پیچھے پیغمبر کیا ہو اور تمام عالم کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہو اور حکم کیا ہو کہ جسکے پہلے اپنے عزیز و قریب کو اس امر کی دعوت کروں اور خدا آخرت سے خوف دلاؤں تم لوگ ہمارے عزیز و قریب ہو تم لوگوں نے اس معجزہ کو دیکھا جو شخص اس کمانیکے بعد ایمان نہ لادیکا خدا اوسکو عذاب میں مبتلا کرے گا آئی فرزند ان عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو بھیجا

نصائح حضرت زین العابدین

مگر یہ کہ اس کے واسطے ایک وزیر اور وصی اور جانشین اس کے عزیزوں نے مترار دیا پس جو کوئی تم میں سے پہلے ایمان لاویگا وہی میرا وزیر اور وصی اور خلیفہ ہوگا جس طرح موسیٰ کے وصی ہارون تھے پس تم میں سے کون ایسا ہو چیلے میری بیعت کرے اور وہ میرا معین و مددگار ہو اور میں اس کو اپنا وزیر اور وصی اور خلیفہ قرار دوں جب حضرت نے اس طرح کے کلمات کہے سب چپ ہو رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت امیرؓ اذنتہ کھڑے ہوئے اور کہا جس طرح آپ کہتے ہیں اسی شرط سے میں بیعت کرتا ہوں جو آپ حکم کریں اس کی تعمیل کروں حضرت نے فرمایا ٹھہر جاؤ جلدی مت کرو شاید جو لوگ تم سے بڑے ہیں وہ قبول کریں پھر حضرت نے مضمون سابق کا امادہ کیا مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت علیؓ نے اسی طرح سے کلمات اطاعت و فرمانبرداری کے عرض کئے تیسری مرتبہ حضرت نے جناب امیرؓ کو پاس بلایا اور بیعت لی اور وہ سب اسی طرح وہانے اذنتہ آئے

مسلم ششم بیان میں چند معجزات آنحضرت ص کے جانتا چاہیے کہ ہمیں ثلاث نہیں کہ آنحضرت نے دعویٰ پیغمبری کا کیا جس کے سب اہل ملت قائل ہیں پس تصدیق اس دعویٰ کی یہ ہے کہ آنحضرت نے بموجب اپنے دعویٰ کے معجزات دکھلائے پہلا انہیں سے جو عہدہ اور متواتر ہے معجزہ قرآن ہی اور وہ قرآن کلام خدا ہی ہے جو لوگوں کے پاس متداول ہے کوئی چیز سوائے کلام خدا کے زیادہ اوسمیں نہیں ہے البتہ کم مہونیکا احتمال ہے کہ دشمنان دین نے آیات فضائل اہل بیت و شائب دشمنان اہل بیت کو اوسمیں سے

درجہ آنحضرت

درجہ آنحضرت

بجاء قرآن از ادب فصاحت

نکال دیا ہوا اور مجروح ہونا قرآن کا کئی طرح سے ہی ایک تو فصاحت و بلاغت کی
راہ سے ہی آوریہ امر ایسا ہی کہ صاحبان مذاق عربیت کے نزدیک تو اجمالاً بدینیت
سے ہی جب فصحا کے کلام میں فقرات قرآن کا ایک نکر ملا دیا جائے تو وہ مثل
سعل دیا قوت کے خنز فریزو نے علیحدہ نظر آویگا لیکن وہ لوگ جو ناواقف اس
زبان سے ہیں ان کے لیے متواتر ہونا اس خبر کا کافی ہے کہ باوجودیکہ اس
زمانہ میں بڑے بڑے فصحا و بلغاء عرب موجود تھے مگر کوئی اس کے مقابل میں
بلکہ ایک چھوٹے سورہ کے مقابل میں بھی اپنا کلام نہ لاسکا باوجودیکہ حضرت
فرمایا کہ اگر تمکو ہماری پیغمبری میں شک ہو تو مثل اس قرآن کے تم بھی لاؤ
مگر نہ لاسکے اور اپنا مارا جا قید ہونا ذلت اور خناسب گوارا کیا اگر نادریہوتے
تو بیشک اسکا جواب دیتے چنانچہ مشہور ہے کہ بعض لوگوں نے قصائد شعرائے
جاہلیت کے جسکو سب سے متعلقہ کہتے ہیں مقابلہ میں قرآن کے لا کر کعبہ میں لٹکا تھا
جب یہ آیت نازل ہوئی وقیل یا ارض بلع ماءک ویا سماء استلع
وغيض الماء وقضى الامر واستوت على الجودي وقیل بعداً
للقوم الظالمین تو سب رسوائی کے خوف سے رات کے وقت مارے
خجالت کے اپنے قصیدوں کو اتار لیگے اسی طرح ابن ابی العوجاء اور ثعلبہ
اور فرقہ دہریہ سے ان بے مکہ معظمہ میں اس بات پر اتفاق کیا کہ چاروں مگر
قرآن کا جواب لکھیں اور آپس میں عہد کیا کہ ایک ہی سال میں اسکا جواب
لکھنا چاہیے غرض بعد ایک سال کے سب جمع ہوئے ایک کھنے لگا جب میں نے
یہ آیت دیکھی یا ارض بلع الماء الایۃ تو اپنے ارادہ سے باز آیا

دوسرے نے کہا جب میں نے یہ آیت دیکھی فلما استیئسو امنہ خلصوا
 نجیاً تو اپنے قصد سے باز آیا اسی طرح سب آپس میں کہہ رہے تھے کہ حضرت اُم
 جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گزرے یہ سنکر اون سب سے فرمایا قل لئن
 اجتمعت الانس الجن علی ان یا تو امثل هذا القرآن لایاتون
 بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیراً اور ایک عرب نے اگر پیغمبر خدا
 سے کہا آپ کہتے ہیں کہ قرآن فصیح الکلام ہی حالانکہ اوسین تین باتیں ہم ایسی
 دیکھتے ہیں جو سراسر فصاحت کے خلاف ہی ایک تو ہنر وادوسرے کبار
 قیسرے عجباب یہ سنکر حضرت نے ایک شخص عرب کو جو بہت بڑھاتا اور
 سب عرب سے زیادہ فصاحت و بلاغت میں مشہور تھا اوسی وقت طلب
 کیا جب وہ اگر بیٹھا اوس سے فرمایا قحودہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کیا اجلس
 وہ بیٹھ گیا پھر کیا قحودہ اوٹھ کھڑا ہوا پھر کیا اجلس وہ بیٹھ گیا جب تین بار
 مرتبہ ایسا ہی ہوا تو وہ عاجز آکر کہنے لگا اتخذت نے ہزوا وانا شیخ کبار هذا
 منك عجباب یہ سنکر وہ معترض بہت نادم و شیمان ہوا اس سے ثابت ہوا
 کہ قرآن میں کوئی لفظ فصاحت کے خلاف نہیں ہو اور اس قرآن کے مقابل
 جو کلام سیلہ کذاب کا ہو اسکی رکاکت اور سخافت اور نہریت خود ظاہر ہی
 اونے جب سنا کہ حضرت پر سورہ فیل نازل ہوا ہی کہنے لگا میرے واسطے ہی
 سورہ فیل نازل ہوا ہی الفیل ما الفیل وما ادرک ما الفیل لہ
 ذنب وثیل وخرطوم طویل اسی طرح اوسکا قول ہوا ان الذین
 یفسلون ولا یجدون ما یلبسون اولئک ہما المفسلون اور

ایسا ہی اوسکا کلام ہی والتاء ذات البروج والنساء ذات الفرج
یہ کلام ایسے ہیں کہ جبکو ذرا سی عربیت ہوگی وہ انکی خرافت کو سمجھگا کہ کس قدر
پوچھ و پھر ہیں و دوسرے عدم اختلاف کی راہ سے ہی جیسا کہ حق تعالیٰ
فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا
یعنی اگر یہ کلام کسی دوسرے کا ہوتا تو بیشک ایک دوسرے مضمون میں کہیں
نہ کہیں برتناقص اور اختلاف ضرور ہوتا اور بعض لازمہ ہوں نے جو تناقص
اور اختلاف کا بعض مقامات میں شبہ کیا ہے وہ اس سبب سے ہے کہ معنی
مقصود کلام خدا کو نہیں سمجھے ہیں تیسرے اس راہ سے ہے کہ قرآن میں
آداب کریمہ اور شرائع قومیدہ ایسے مستحکم ہیں کہ کسی کوئی نہیں بدل سکتا
نہ کوئی او میں نقص لگا سکتا ہی مثل انتظام احوال عباد رفیع نزاع و فساد
مساملات و مناکحات فرائض و معاشرات مدد و احکام حلال و حرام
و غیر وہ جسکی مناسبات کے حکماء فرنگ بھی قائل ہیں کہ باوجودیکہ تیرہ سو برس کا
زمانہ ہوا مگر ابھی تک کوئی قانون شریعت محمدی قابل تغیر و تبدیل نہوا
حالانکہ نصاریٰ کے بیان برابر قانون بدلا کرتا ہے چوتھے بہت قسے قصص
انبیاء کے ایسے ہیں جنکو ہر ایک نہیں جان سکتا تھا بہت سی غیب کی خبریں
ایسی ہیں جو کسیکو معلوم نہ تھیں اور ان سبکو خدا نے قرآن میں فرما دیا ہے
اور جو باتیں کفار اور منافقین اپنے گمرو میں کیا کرتے تھے اور ان سب
باتوں نے اپنے رسول کو خبر پڑتا تھا اسی طرح بہت سی باتیں خدا نے
ایسی خبر دی ہیں جو واقع ہوئیں جیسے ابولہب ایمان نہ لاو یکار و مفاہر

مقدمہ اختلاف

عجائب قرآن و احکام

عجائب قرآن و احکام

جگہ پر کھڑے ہیں پس ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو امید نہ رکھتا ہو کہ یہ علم ہو
 ملتا بلکہ حضرت عمر باوجود ایک دفعہ جہاگ آئیکے فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایسی تمنا
 سردار لشکر ہو نیکی کسی سنوئی جیسی اوس روز ہوئی تھی آتے ہیں حضرت نے
 فرمایا بلاؤ علیؓ کو کیسے کہا اوکو آتھو چشم ہو گیا ہی عرض جناب امیر المؤمنین
 تشریف لائے پیغمبر خدا نے اوکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور آب دہن نکا دیا
 فوراً آنکھیں اجھی ہو گئیں گویا در و تھا ہی نہیں اور وہ علم نظیر شیم خبر شکن کے
 ہاتھ میں دیا حضرت مع لشکر کے لڑائی پر گئے اور جنگ کی اور جیسا پیغمبر نے
 فرمایا تھا خدا نے جناب امیر کے ہاتھوں پر فتح بھی دی تیسرا مقتول ہو
 کہ ایک مرتبہ جو وہ آدمی ذبح کی جو دھوین شب کو پیغمبر خدا کے پاس آئے
 اور کئے گئے جو پیغمبر ہوتا ہی اوسکے واسطے عجزہ ہوتا ہی اسوقت آپکا معجزہ کیا ہی
 فرمایا جو تم سب کو اوٹھو انے کہا اس ہاتھ کو حکم کیجیے دو ٹکڑے
 ہو جائے حضرت نے موافق کئے اون لوگوں کے ہاتھ کو حکم کیا کہ دو ٹکڑے ہو جائے
 فوراً ہاتھ دو ٹکڑے ہو گیا حضرت نے سجدہ شکر کیا پھر اون بنے کس
 ہاتھ صورت اصلی پر ہو جائے ویسا ہی ہو گیا پھر اون لوگوں نے
 کہا ایک سردار کا شوق ہو حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا یہ دیکھ کر وہ
 کہنے لگے یہ سب جادو ہی جو صحت اسما بنت عیس وغیرہ سے روایت ہو
 کہ ایک روز پیغمبر خدا نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو کسی کام کے
 واسطے بھیجا بیان جب پیغمبر خدا نے نماز عصر سے فراغت کی تو جناب امیر
 تشریف لائے حضرت رسولؐ اپنے سربارک کو حضرت امیرؓ کی گود میں

پیغمبر
 حضرت

پیغمبر
 جناب

رکھ کر سورہ اوراد و سبقت اور حضرت پروردگار نازل ہوئی تھی یہاں تک کہ آفتاب
 قریب غروب کے ہو گیا جب وحی منقطع ہوئی تو حضرت نے فہرہ لایا امی علیؓ
 تم سے نماز پڑھی کیا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں آپ کے مبارک کوزمین پر رکھ دیتا
 یہ سن کر حضرت نے دعا کی خداوند اعلیٰ طاعت میں تیری اور تیرے رسول کی
 تھا آفتاب کو اس کے واسطے پھیر دے آسمان کستی ہن قسم خدا کی دیکھا میں نے
 کہ آفتاب پھر ااور بلند ہوا یہاں تک کہ زمین پر چکنے لگا اور وقت فضیلت عصر
 ہو گیا اور جناب امیر نے نماز پڑھی بعد اسکے آفتاب دفعتہ غروب کر گیا اور
 ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام کے واسطے بھی بعد وفات پیغمبر خدا کے
 واقع ہوا یہی شاعر کہتا ہے

ماه و خورشید و تاجا پر عدل آمده اند	حجبتش بهر علی شوق شد نش بهر نبی
-------------------------------------	---------------------------------

یا نچوان اُم سلمہ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدام اونکے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب فاطمہ تشریف لائیں اور ایک دیگچہ میں حریرہ یا ہریرہ پکا کر ساتھ لیتی آئیں پس پیغمبر خدا نے فرمایا ای فاطمہ علیؑ کو اور اپنے دونوں فرزندوں کو بلاؤ جب حضرت علیؑ اور حسنین ؓ تشریف لائے تو پیغمبر خدام ان سب حضرات کے ساتھ کمانین مشغول ہوئے او سوقت یہ آیت نازل ہوئی اِستَماٰی رِید اللّٰه لیذْهَب عَنْکُمُ الرِّجْسُ اَھْلُ الْبَیْتِ فِی طَهْرٍ کو تطہیر ایسے جس میں این نیست کہ چاہتا ہی خدا کہ وہ در کرتے تم لوگوں شک اور گناہ کو ای اہل بیت ۱۲ اور پاک کرے تم لوگوں جو حق پاک کرنیکا ہی بعد اسکے حضرت نے کلیم مبارک یعنی عباسؓ خیر بری کو ان آل عبا کے اوپر

منزل مائت و
معمود و مومنان
محبان فی سلسلہ
دعائہ و اذکار
کے

و اَللّٰهُمَّ هُوَ لَا
 اَهْلِيَّتِيْ فَاَذْهَبْ عَنْهُمْ الزَّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيراً خداوند ای
 میرے اہل بیت میں پس در کر ان لوگوں سے کثافت گناہ کو اور پاک کر
 حق پاک کر نیکآسمان نے اپنا سر بڑھایا اور کیا رسول اللہ میں بھی اس
 عبا میں داخل ہوں نہ رہا یا انجام تمہارا بخیر ہو پس بروایت اوسوقت جبیل آئے
 اور ایک طبق انار اور انگور سے پھر بہشت سے لائے جب حضرت نے انار و
 انگور کو ہاتھ میں لیا تو دونوں نے تسبیح خدا کی اور انحضرت نے نوش فرمایا
 بعد اسکے امام حسن اور امام حسین کے ہاتھوں پر بھی سبحان اللہ کہا اور اون دونوں
 شاہزادوں نے نوش کیا بعد اسکے حضرت علی کو دیا بعد تسبیح انحضرت نے بھی
 تناول کیا پس ایک صاحب نے پیپر کے اصحاب میں سے جو دہان میٹھے ہوئے
 تھے چاہا کہ اوس انار و انگور میں سے کھائیں کہ جبیل نے آواز دی خیر دارا میں
 ہاتھ نہ لگانا یہ سیوہ بہشت کا ہی اسکے کوئی نہیں کھا سکتا مگر پیپر یا و می پیپر اور
 اسی طرح انس سے مردی ہو کہ ایک روز رسول خدا سوار ہو لایک پہاڑ کے
 نزدیک گئے اور سواری سے اتر کر بار برتشریف لیگئے اور مجھ سے کہا تو
 فلان جگہ جا دہان علی میٹھے ہونگے اور سنگریز و نسنج خدا کرتے ہونگے
 اوںکو میرا سلام پہونچا اور اس استر کے اوپر سوار کر کے لے آانس کتا ہی
 میں دہان گیا اور علی کو سوار کر کے حضرت کی خدمت میں پہونچا دیا چنانچہ
 نے حضرت رسول کو دیکھ کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے
 نہرایا و علیات السلام را ابو الحسن آؤ میٹھو کہ اس مقام پر نہ پیپر

نیزوں کا ذکر اور ان کے معجزات

نیزوں کا ذکر اور ان کے معجزات

بیٹے بن کر میں سب سے بتر ہوں اور پیغمبر کی جگہ پر اور کابھائی بیٹا ہی اور تو ادون
 سب سے بتر ہو اُنس کتا ہو اتنے میں دیکھا میں نے کہ ایک ابرقرب سدا یا حضرت
 رسول نے ہاتھ بڑھایا ایک خوشہ انگور کا ہاتھ میں آیا اور سکور کھڑکھڑایا ای علی کھاؤ کہ یہ
 میری ہی خدا کی جانب سے ہمارے اور تمہارے واسطے اور ایک روایت میں ہوا میں
 کتا ہی کہ اوس ابر سے کھانے اور پیئے کی چیزیں دونوں اور حضرت نے تناول فرمایا
 اور پھر وہ ابر چلا گیا حضرت نے فرمایا اسل ابر سے تین سو تیرہ پیڑ اور تین سو تیرہ
 وحی پیغمبر نے کھایا اور پیا ہی اور میں اون سب پیغمبروں سے خدا کے نزدیک بزرگ تر
 ہوں اور علیؑ اون سب اوصیاء سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہی چھٹا جناب امیر
 مسمراتے ہیں ایک روز میں حضرت رسولؐ کے ساتھ تھا کہ بزرگان قریش اور حضرت
 کے پاس آئے اور کہنے لگے ای محمد تم ایسے امیر عظیم کا دعویٰ کرتے ہو جو تمہارے باپ
 دادا کیسے نہ کیا اب ہم تم سے ایک باککا سوال کرتے ہیں اگر قبول کرو گے تو البتہ ہم سمجھیں گے
 کہ تم پیغمبر ہو اور اپنے دعوے میں سچے ہو حضرت نے فرمایا وہ سوال کیا ہی اون نے
 کیا یہ درخت جو سامنے ہی اسکو حکم کرو کہ جو سے اوکھڑا آوے اور تمہارے پاس
 کھڑا ہو حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو تو ایمان لاؤ گے اون نے سننے کہا البتہ پس
 حضرت نے فرمایا ای درخت تو جانتا ہی کہ میں پیغمبر اور خدا کا رسول ہوں میں
 حکم کرتا ہوں کہ جو سے اوکھڑا میرے پاس آکر کھڑا ہو فوراً وہ درخت زمین سے
 اوکھڑا حضرت کی طرف چلا کہ او سکی آواز مثل آواز پر مرغ کے تھی اور اگر حضرت کے
 پاس کھڑا ہو گیا اور سر مبارک پر سایہ کیا جب یہ معجزہ وہ سب دیکھ چکے کہنے لگے
 اب حکم کیجیے کہ یہ درخت اپنی جگہ پر بچ جائے اور آدھا آپ کے پاس آئے اور آدھا

مسک ششم درخت حضرت
 انوارت درخت الباز بزرگ سے

و میں رہے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا پھر وہ کہنے لگے اب یہ نصف اوس درخت کے
 بجائے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا اوس وقت وہ کافر کہنے لگے یہ سب تمہارا حکم
 سنا تو ان حضرت امیر فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں پیغمبر خدا کے ساتھ باہر گیا اور ایسی
 منزل پر پہنچا کہ وہاں بانی نہ تھا لوگ پیاس سے بچپن تھے پس حضرت نے ایک
 طرف طلب کیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور دست مبارک کو اوس میں رکھا پس
 اونگیوں نے حضرت کی پانی جاری ہوا کہ سب لوگ اور گھوڑے اور اونٹ نے
 سیر ہو کر پیا اور بچنے اپنے برتنوں کو بھر لیا اور اوس لشکر میں حضرت کے بارہ ہزار
 اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے
 کہ ایک گڑھا کو دوا اور اوس میں کچھ بھجوا دیا حضرت نے اوس پر ہاتھ رکھا بعد اسکے
 اوس دست حق پرست پر پانی گرایا حضرت نے نام خدا لیا پس انگشتان مبارک
 سے چشمہ ہائے آب جاری ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت رسول
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مسجد بنائی تو محراب کے پاس ایک درخت خرگوش کا
 بہت بڑا خشک تھا جب حضرت خطیب پڑھتے تھے تو اوس درخت پر نکلیا کرتے تھے
 جب منبر تیار ہوا اور وہ حضرت منبر پر جا کر خطیب پڑھنے لگے تو وہ درخت رونے لگا
 حضرت نے منبر سے اتر کر اوس درخت کو گود میں لیا یا نہ کہ وہ چپ ہوا پس
 لوگوں نے فرمایا کہ اگر میں اسکو گود میں نہ لیتا تو یہ قیامت تک یوہن نالہ و فریاد
 کرتا رہتا اسی سبب سے اوس درخت کو خانہ کہتے ہیں جب بنی امیہ کا زمانہ
 ہوا تو اوس درخت کو کاٹ ڈالا مگر اوس جگہ کو ابھی تک لوگ اسطوائف خانہ
 کہتے ہیں تو ان منقول ہو کہ پانچ شخص اشرف قریش سے بیٹے ولید بن مغیرہ

اور کشتن
 اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت خاتم النبیین

اور حضرت علیہ السلام

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور عاص بن وائل اور عمارت بن قیس اور اسود بن عبد یثوث اور اسود بن مطلب
یہ سب انتہا سے زیادہ پیغمبر خدا کو اذیت پہنچا یا کرتے تھے اور برابر حضرت کے ساتھ
استنزاؤں کو خرید کیا کرتے تھے حضرت کو ناگوار گزرتا تھا مگر صبر کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت
مسجد الحرام میں بیٹھے تھے کہ یہ سب آئے اور استنزا کرنے لگے بعد اسکے طواف میں
مشغول ہوئے اتنے میں حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے رسولِ غم نہ کھاؤ
مجبور خداوند عالم نے بھیجا ہے کہ میں اپنے تمہارا عوصن لون اور انکو سزا دوں لیکر
جبریلؑ نے ولید کے ساتھی پانچوں طرف اشارہ کیا جب وہ چلا تو ایک تیرہ سالے کے
پاس سے گذرا اتفاقاً ایک تیرا دسکے کپڑے میں لپٹ گیا اسنے بھی مارے غور کے
کچھ خیال نہ کیا اور بے پروائی سے آگے بڑھا اتنے میں وہ تیرا دھکرا دھکی اڑی کے
پاس آتا رہا اور اوس میں چمبہ گیا کہ ایک رگ خرا میں سے کٹ گئی اس کے صدرمہ سے
وہ مر گیا اور عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا پس اوس میں ایک کانٹا گڑ گیا کہ
اس کے سبب سے اس کا پیر سبھ لکڑی کی جلی کے ہو گیا اور اوس صد مہ سے وہ مر گیا
اور عمارت کی ناک کی طرف اشارہ کیا کہ اوس میں پیپ بھر گئی اور اوس ہی وقت
وہ مر گیا اور اسود بن عبد یثوث کی طرف جو ایک درخت کی جڑ کے اوپر بیٹھا ہوا
اشارہ کیا وہ اپنا سر اس درخت کے اوپر دیدے پکٹنے لگا اور اپنا شہ کاٹو
نوچنے لگا یہاں تک کہ مر گیا اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اس وقت
وہ اندھا ہو گیا اور اس غصہ میں اسنے سر اپنا دیوار پر دیدے مارا یہاں تک
کہ مر گیا اسی بار میں حق تعالیٰ فرماتا ہے واعص من عن المشرکین انما اکفیناک
المستھذنبین یعنی اے رسول تم مشرکین سے اعراض کرو اور انکی باتوں کا

خیال نہ کرو تحقیق کہ چنے جو لوگ تم سے استنزا کرتے تھے اونے عوض لے لیا اور
 اونکو مقابلے بلا اور ہلاک کیا و سوان سفینہ جو آزاد کیے ہوئے رسول خدا کے
 وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ پیغمبر خدا نے میرے تین ایک لڑائی پر بیجا اور میں کشتی پر
 سوار ہوا اتفاقاً وہ کشتی تباہ ہوئی جتنے لوگ تھے اور جتنا اسباب تھا وہ سب
 غرق ہو گیا مگر میں ایک تختہ پر بیٹھ رہا وہ تختہ بتے بہتے ایک بہار کے نیچے جو دریائے
 بچ میں واقع تھا جا لگا جب میں بہار پر اتر ایک ایک موج نے اگر میرے تین
 اوٹھا کر دریا میں ڈال دیا پھر میں کسی طرح بہار کے کنارے آیا اور اوپر چڑھ گیا
 پھر موج نے میرے تین بھا دیا مگر ایسا ہی ہوا آخر میں ایک کنارے پر پہنچا
 شکر خدا بجالایا کہ اوس دریا کے میں حیران و سرگردان چہرہ اتھا کہ
 کمان جاؤں اور کیا کروں ناگاہ دیکھا میں نے ایک شیر جنگل سے نکلا اور
 میری طرف چلا میں نے اپنی جان سے صبر کیا اور خدا سے دعا کی خداوند میں
 تیرا بندہ اور تیرے پیغمبر کا آزاد کر وہ ہون تو نے ڈوبنے سے نجات دی تیرے
 بھی کعبہ اسکے میں نے شیر سے کہا ای شیر میں سفینہ عظام رسول خدا کا
 ہوں اور کمال خاطر و محذور ہر جب میں نے یہ کہا وہ شیر شل پانی کے میرے پاس آیا
 اور اپنے منہ کو میرے دہانے پانوں پر کبھی یا میں پانوں پر لگا اور میری طرف
 دیکھ کر میٹھ گیا اور اشارہ سوار ہو گیا کیا جب میں اوپر سوار ہوا تو وہ بہت جلد
 میرے تین ایک خبریرہ میں لیگا جان و رخت اور میوے بہت تھے اور
 نرین شیرین جاری تین میں نے وہاں اتر کر اوس نر سے پانی پیا اور
 اون سیو لے کھایا اور چند پتے لیکر اپنے بدن کو چھپایا اور کپڑوں کو پان میں بھگو

میں نے جو حال سفینہ
 زار کردہ رسول کے تھے

پاس رکھ لیا کہ شاید پیاس معلوم ہو تو اسکو چھوڑ کر پی لینگے بعد اسکے چہرہ اسکے اشارے میں اوپر سوار ہوا دوسرے دوسرے راستے سے مجھے دریا کے کنارے پہونچایا دیکھا کہ دریا میں ایک کشتی چلی جا رہی ہے میں نے رومال ہلایا جب اون لوگوں نے دیکھا تو قریب آئے اور میرے تین شیر کے اوپر سوار دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگے کہنے لگے تو انسان میں سے ہی یا جنات میں سے میں نے کہا میں سفینہ ہوں قلام رسول خدا کا یہ شیر اور عین حضرت کی برکت سے میرا تابع ہو چکا ہوں لوگوں نے حضرت کا نام سنا تو کشتی کو لنگر کیا اور دو آدمیوں کو چھوٹی کشتی میں بٹھا کر کپڑے میرے پٹے کے واسطے بھیجے میں شیر سے اتر آیا اور وہ لوگ دو کمرے دیکھ رہے تھے کہ میں کیا کرتا ہوں اور کپڑوں کو میرے پاس پسینہ لگایا میں نے پسینہ لیا اونہیں سے ایک شخص نے کہا تو میرے پاس آ کہ میں کندہ پر سوار کر کے کشتی تک پہونچا دوں شیر تو رسول خدا کے حق کی رعایت کرے اور میں اونکی امت سے ہو کر اونکی رعایت نہ کروں پس میں شیر کے پاس گیا اور کہا مجھ کو خدا خیر دے کہ تو نے میرے ساتھ احسان کیا وہ شیر یہ سن کر رونیکا اور جنتک میں کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی دکھائی دیا کی وہ اسی جگہ بیٹھا ہوا واضح ہوا کہ معجزات پیغمبر آخر الزمان کے بہت میں اور اکثر کتابوں میں لکھے ہیں میں نے بظرف اختصار یہ دس معجزے اس سالہ میں لکھے

مسکب نامہ جاننا چاہیے کہ سبب دلائل نبوت اور حضرت کے یہ ہر کہ وہ حضرت متصف تھے ساتھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے مثل صلاح و تقویٰ و صدق و امانت و عفاف و دیانت و خوف خدا و ترک دنیا وغیرہ کے

سید احمد دہلوی
دہلی

پس کیونکہ عقل گوارا کر سکتی ہو کہ ایسا شخص راست گو بیگناہہ اپنے اوپر تکلیف دہنا
 ازیت گوارا کرے لوگوں نے جہاد کرے مگر بار جہاد سے اور کچھ نفع دین و دنیا کا
 او کو مقصود نہ ہو کیونکہ حضرت کے حالات پر نظر کر نیسے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت کا
 زمانہ ہوا اسلام کو شوکت ہوئی اموال کثیر و زر مالے خطیر جہاد وغیرہ سے جمع ہوا
 تو آپ نے کبھی او میں سے نفع نہ اٹھایا بلکہ ہمیشہ تکلیف کے ساتھ بسر کیا کیے اور
 حضرت کے پیچے ہوئی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ خود قریش جو دشمن
 حضرت کے تھے وہ پیچے ہوئے قائل تھے اور اپنی قوم میں ان حضرت کو امین کہا
 کرتے تھے ع والفضل ما شہدات بہ الا عداۃ پچانچہ ایک روز
 حضرت نے کوہ صفا کے اوپر جا کر پکارا یا صبا آ جا یہ سنکر لوگ ہر طرف سے
 دوڑے اور حضرت کے پاس جمع ہو گئے تب آپ نے فرمایا ای فرزند ان
 عبد المطلب و ای اولاد فہر اگر میں تمکو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں
 یکم سوار ہمارے دشمن آئے ہوئے ہیں تو تم مجھ کو سچا جانو گے پسنے کہا البتہ ہم
 آج کو سچا سمجھتے ہیں تب حضرت نے فرمایا اسی طرح مجھ کو دعوی نبوت میں
 بھی سچا سمجھو اور اس بات کا یقین کرو کہ میں آیا ہوں کہ تمکو روز قیامت
 اور عذاب و دوزخ سے ڈراؤن ابولکب غصہ ہو کر کہنے لگا بس اس واسطے
 ہم لوگوں کو بلایا تھا یہ کہہ چلا گیا علاوہ اسکے یہ خیال کرنا چاہیے کہ ان حضرت نے
 ایسے گروہ میں نشوونما کی اور ایسی قوم میں مبعوث ہوئے جو باہم سے بدتر
 تھی نہ علم رکھتی تھی نہ حکمت جانتی تھی نہ کوئی کتاب تھی نہ اخلاق درست تھی
 بلکہ جاہل محض تھے کج ج میں جانوروں کی طرح ننگے ہو کر کعبہ کے گرد گھومتے تھے

ان فضیلتوں پر چنانچہ
 بی گناہان
 علیہ السلام
 اعتقاد رکھنے کے لئے
 دلیل دوم

آورداد ان آنحضرت
 قوت و دلاوت کے لئے

بیل سوم
 نبی خداوند آنحضرت
 در قوم جہاں

اور تالیان بجاتے تھے اور بیٹی بجاتے تھے اور اوجھلتے تھے یہ ان لوگوں کی عبادت تھی اور ابھی تک کہ تیرہ سلو برس ہوئے اوس مقام پر جانیسے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر احکام شریعت و اخلاق حسنہ و اطوار حمیدہ سے یہ لوگ دور تھیں جانور و فیسے پر تر میں جسطرف پاتے ہیں استنجا کرتے ہیں کچھ قبلہ کا خیال نہیں کرتے بیچائی ایسی کہ ننگے نہاتے ہیں پانی میں جانیسے وقت بکے سامنے اپنی عبا بالکل اٹھا لیتے ہیں اور عبا کے نیچے کچھ نہیں پہنتے ایسے لوگوں میں انحضرت نے ایسے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور علم و حکم و حیا و کرم و غفت و سخاوت و شجاعت و مروت سب صفات کمالیہ کے ساتھ بسر کی یہ سب باتیں اول دلیل انحضرت کی نبوت کی ہیں باآینہمہ ابتداء میں کس قدر حضرت نے تکلیفیں اٹھائیں کفار برابر فکر میں قتل کی رہے مگر ہر جگہ تائید خدا شامل حال رہی اگر بنی نہوتے تو خدا ہر مقام میں کیوں ان کی امانت کرتا کہ اس سے اعزاز باہل لازم آتا ہی جیسا کہ منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسول حجر اسمعیل میں بیٹھے تھے کہ قریش ایک بکری کی اوچھڑی انحضرت کے سر پر ڈال دی وہ حضرت بہت غمگین ہوئے اور اپنے چچا سے اگر شکایت کی ابو طالب نے جا کر تدارک کیا اسی طرح ام جہل جو ابولہب کی جوڑ دا اور ابوسفیان کی بہن تھی وہ ملعونہ کاٹنے خار خراکے راہ میں رات کو بچھا دیتی تھی کہ جب اوھر سے پیغمبر جائیں گے تو پانوں میں گڑ جائیں گے اور نیز منقول ہے کہ ایک مرتبہ کفار مکہ و انذوہ میں جمع ہوئے اور ایک حمد نامہ لکھا اور آپس میں حمد و سپان کیا کہ کوئی شخص بنی ہاشم کے ساتھ کھانا نہ کھائے اور کھانہ نہ کرے اور شادی بیاہ نہ کرے اور ان کی محفلوں میں شریک نہ ہو

یہ جہاں

تھیں جہاں کفار انھوں نے

جب تک کہ محمد کو ہمارے حوالہ نہ کریں کہ ہم اونکو بار ڈالیں جب یہ خبر ابوطالبؑ کو پہنچی
 سب بنی ہاشم کو جو چالیس آدمی تھے جمع کیا اور پہاڑ کے درہ میں سبکو لگائے اور
 خاؤ خدا اور رکن و مقام کی قسم کھائی کہ اگر ایک کا ناسی اسی اور حضرت کے جسم میں
 شبے کا تو میں تم سبکو قتل کر ڈالوں گا پس درہ کو پہاڑ کے خوب مضبوط و مستحکم بنایا
 اور رات اور دن ابوطالبؑ حضرت کی حفاظت میں رہا کرتے تھے جب رات
 پہوتی تھی تلوار لیکر سر حانے کھڑے ہوتے تھے اور حضرت آرام کرنے تھے اور
 ساعت بساعت اور حضرت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہجاتے تھے تمام شب
 اسی طرح سلاتے تھے اور دنکو اپنے بیٹوں اور محبتجو نکو متعین کرتے تھے کہ اون
 حضرت کی حفاظت کیا کریں آخر کار قریش کی طرف سے اتنی سختی ہوئی کہ کوئی
 اہل مکہ سے بنی ہاشم کے ساتھ کوئی چیز ڈرے نہ بیچتا تھا اگر کوئی بیچتا تھا تو اس کے
 اسباب کو وہ لوگ لوٹ لیتے تھے چونکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس مال بہت تھا وہی
 صرف بنی ہاشم ہوتا رہا اور اس عدنانہ پر چالیس آدمیوں نے ریسانہ لڑا
 سے مہر کی تھی اور اسکو کعبہ میں لٹکایا تھا اور وہ حضرت ہر سال حج میں آتے
 تھے اور اس قبیلہ سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کرو کہ ہم تمکو خبر دین اور اس سے
 جو تمہارے واسطے امور خیر کر نیسے بہشت میں ثواب مقرر ہیں ابولہب بھی خیر
 قہچھے پیچھے کتا جاتا تھا کہ جہیہ کہتے ہیں اسکو ہرگز قبول نہ کرنا غرض اسی طرح
 جابر برس ہو گئے کہ ان کفار قریش نے بنی ہاشم کو بہت تنگ کیا یہاں تک کہ نبوت
 ناقہ کشی کی ہوجنچنے لگی اور کفار ہمیشہ درپے قتل رہا کیے اور امان نہ دیتے تھے
 مگر دو مرتبہ ایک موسم عمرہ لینے ماہ رجب میں دوسرے موسم حج لینے ماہ ذی الحجہ

جب موسم حج آتا تھا بنی ہاشم دروئے نکل کر باہر آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے بعد اسکے پھر دوسرے موسم میں اسی طرح نکلتے تھے یہاں تک کہ یہ لوگ تکلیف سے بسر کر نیلے اور برابر فاقہ کشی ہونے لگی ایک مرتبہ قریش نے ابوطالبؑ کے پاس لکھو سمجھا کہ تم کتنا تکلیف اٹھاؤ گے محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو کہ ہم اونکو مار ڈالیں اور تمکو اپنا بادشاہ بنا دیں ابوطالبؑ نے ایک قصیدہ انشا کیا جس میں حضرت کی تعریف اور اپنے دینے سے انکار بیان کیا ہی جب یہ قصیدہ اون لوگوں نے سنا تو مایوس ہوئے ابوالعاص جو داماد رسول خداؐ کا کھانا تھارا تو نکو گدھے کے اوپر گھسوں اور خر مالاد کر مخفی بنی ہاشم کے پاس پہنچا یا کرتا تھا جب چار برس کامل اسی حال سے گزرے تو خداوند عالم نے ایک کیز از میں سے پیدا کیا کہ جو کچھ اوس عہد نامہ میں لکھا ہوا تھا شل قطع رحم و ظلم و ستم وغیرہ کے سوائے نام خدا کے سب کو وہ چاٹ گیا جبریلؑ نے آکر اس کیفیت سے اونحضرتؐ کو خبر دی اونحضرت نے ابوطالبؑ سے بیان کیا ابوطالبؑ اوٹھے اور کپڑے پہن کر باہر آئے اور مسجد میں قریش کے پاس کہ وہ سب وہاں جمع تھے داخل ہوئے جب ابوطالبؑ کو اون بھنے آتے دیکھا آپس میں کہنے لگے آخر عاجز اگر ہمارے پاس آئے کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ کریں ابوطالبؑ جب نزدیک آئے تو سب تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم آپکے مطلب کو سمجھے آپ آئے ہیں کہ ہم لوگوں کے ساتھ لمجائیے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کیجئے ابوطالبؑ نے کہا قسم خدا کی میں اس واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہی کہ خدا نے اوسکو خیر بھیجی ہی کہ جو کا خدمت لوگوں نے قطع رحم کا لکھا تھا سب کو دیکھا چاٹ گئی

فقط اللہ کا نام چھوڑ دیا تم لوگ وہ کاغذ نگاؤ اگر سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم نہ کرو اور اگر جھوٹ ہو تو مین اور نکو تمہارے حوالہ کرو نگا جی چاہے مار ڈالنا بھی چاہے زندہ رکھنا غرض اون لوگوں نے لیکو سمجھا اور اس کاغذ کو کعبہ کی جہت سے اوتر داسنگوایا اوسی طرح اوسکو سہمہ بند یا یا جب مہر و مگو خیال کیا تو سکی ہیز درست پائیں جب اوسکو کھولا تو دیکھا کہ جتنے الفاظ باطل تھے وہ سب صاف اوڑے ہوئے مین سوائے لفظ باسم اللہ تو کے کسی حرف کا نشان تک باقی نہیں رہا پس ابوطالبؑ نے کہا اسی قوم خدا سے ڈرو اور اطوار جاہلیت سے باز آؤ وہ سب چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا ابوطالبؑ نے اپنے گھر مین آکر اسی مضمون کا قصیدہ نظم کیا :

مسلم دہم بیان مین معراج نبویؐ کے جانا چاہیے کہ ہر شخص کو اس بانکا اعتقاد رکھنا ضروری کہ اوس حضرت کو معراج ہوئی مع جسم کے نہ فقط روح کے اور بیداری مین نہ خواب مین اور اسکا اعتقاد کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہے جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہو اور جو لوگ اقوال منہ خرافات حکما کو دیکھ کر معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین فتناء اوسکا عدم تدین اور عدم تدبیر قدرت باری تعالیٰ مین ہے اور ابطال اوسکا کتب مبسوطہ مین تفصیل مذکور ہے یہ رسالہ تمغائش اوسکی نہیں رکھتا اور تاریخ مین معراج کی اختلاف ہے درجہ اسکی یہ ہو سکتی ہے کہ معراج اوس حضرت کو کئی مرتبہ واقع ہوئی بعضون نے ایک سو پائیس مرتبہ لکھا ہے مگر اسمین اتفاق ہے کہ پہلی مرتبہ معراج حضرت کو مکہ مین ہوئی اور عمدہ دلیل معراج کی کلام باری ہے خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہے :

در معراج
مضمون مذکور کا
بیش تر مضمون
ایک سو مرتبہ
نبیؐ مین
معراج ہوئی اور
بعضون نے
ایک سو مرتبہ
معراج ہوئی
اور بعضون
نے ایک سو
پائیس مرتبہ
معراج ہوئی
اور بعضون
نے ایک سو
پائیس مرتبہ
معراج ہوئی

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
الذی بارک کما حوله لذلک من آیاتنا وہو التمتع البصائر فی منظرہ ہی
وہ خدا جسے سیر کرائی اپنے بند کیو شب کے وقت مسجد الحرام سے طرف مسجد
الاقصی کے (کہ وہ بیت المعمور ہی) ایسی مسجد کہ برکت دی ہننے او کے گرد
و نواح کو اس واسطے کہ مکملادین ہم اوس بند کیو اپنے آیات عظمت و جلال کے تیز
بہتیشق کہ خدا سننے والا ہی اور دیکھنے والا ہی اور کیفیت معراج کی حضرت کی اسکو
ہی کہ جب خداوند عالم نے چاہا کہ اپنے حبیب کو اپنی قدرت کا تماشا دکھلائے
اور درجہ اعلیٰ کو پہنچائے تو ایک شب حضرت جبرئیل اور اسرافیل میکائیل
براق کو لیکر انحضرت کے پاس آئے ایک نے لگام پکڑی اور ایک نے رکاب
تھامی اور ایک نے زین کو درست کیا وہ براق اسوقت جست کر نلگا جبرئیل
نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کما شہر جا شہرات نکمر کہ تیری پیٹہ پر سوائے
انحضرت کے نہ کوئی سوار ہوا ہی نہ سوار ہوگا وہ براق شہر گیا اور براق ایک
جانور ہی جانور ان بہشت سے نہ بہت بڑا ہی نہ بہت چھوٹا جب وہ بازار پر چڑھتا
تھا تو دونوں ہاتھ اس کے چھوٹے اور دونوں پاؤں اس کے بڑے ہوجاتے تھے
اور جب وہ اوترتا تھا تو دونوں ہاتھ اس کے بڑے اور دونوں پاؤں اس کے
چھوٹے ہوجاتے تھے انفرض حضرت رسولؐ اس پر سوار ہوئے اور وہ براق اپنے
اوڑا اور تھوڑا اونچا ہوا حضرت جبرئیلؑ ساتھ ساتھ تھے آیات آسمان و زمین
اونحضرت کو دکھلاتے جاتے تھے حضرت فرماتے ہیں میں اسی طرح ہوا پر
چلا جاتا تھا کہ ایک آواز داہنی طرف سے آئی کہ میں پکارا یا محمدؐ میں نے کچھ جواب

نبیت معراج

نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حالات خیرہ

نہ دیا پھر دوسرے شخص نے اسی طرح بائیں طرف سے بکارا میں نے کچھ توجہ نہ کی
 پھر ایک عورت دونوں ہاتھ کمرے زینت دنیا سے اپنے نئین آراستہ کیے سامنے
 سے دکھلائی وہی اونٹن بھی میرا نام لیکر بکارا اور کہا میری طرف کیوں نہیں دیکھتے
 اور مجھ سے کیوں نہیں کلام کرتے میں نے کچھ التفات کیا پھر جب تھوڑی دور گیا
 تو ایک ایسی آواز آئی جسکو میں سنکر بچپن ہو گیا اور گھر گیا پس جبریل نے مجھ کو
 ایک مقام پر اتار دیا اور کہا یہاں نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی جبریل نے کہا تم
 جانتے ہو یہ کون جگہ ہے میں نے کہا نہیں اونٹن نے کہا یہ مدینہ ہے یہی آپ کی بھجکی
 جگہ ہے پھر میں سوار ہوا اور کچھ راہ طی کی پھر جبریل نے مجھ کو اتارا اور میں نے وہاں
 نماز پڑھی جبریل نے پوچھا جانتے ہو یہ کون سا مقام ہے میں نے کہا نہیں اونٹن نے
 کہا یہ طور سینا ہے جہاں موسیٰ خدا سے کلام کیا کرتے تھے پھر میں سوار ہوا اور قطع
 مسافت کی پھر جبریل نے اتارا اور نماز کے واسطے کہا میں نے نماز پڑھی مجھ سے
 اوس مقام کو پوچھا میں نے کہا نہیں جانتا ہوں اونٹن نے کہا یہ قادس لجم ہے
 جب بیت المقدس کے پاس تھا اور عیسیٰ اوس مکان میں پیدا ہوئے تھے پھر میں
 سوار ہوا تھوڑی دیر میں بیت المقدس پہنچا اور براق کو جہاں سب پیغمبر
 اپنے مرکب کو باندھتے تھے میں نے بھی باندھ دیا بعد اسکے میں مسجد میں گیا جبریل
 ساتھ تھے وہاں میں نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور بہت سے
 پیغمبر کو دیکھا کہ سب وہاں موجود تھے بعد اسکے اقامت ہوئی میں سمجھتا تھا
 کہ جبریل نماز پڑھائینگے جب صاف درست ہوئی جبریل نے میرا بازو دیکھ کر
 صاف کے آگے کھرا کیا میں نے سب کو نماز پڑھائی بعد اسکے میرے پاس تین کا سہ

حالات بیت المقدس

آوردن سب کا

ایک دودھ کا اور ایک شراب کا اور ایک پانی کا حاضر کیا اور وقت میں نے
ایک آواز سنی کوئی کہتا ہے اگر تم پانی پیو گے تو سب امت تمہاری غرق ہو جائیگی
اور اگر شراب پیو گے تو ساری امت گمراہ ہو جائیگی اگر دودھ کو پیو گے تو امت
تمہاری ہدایت پائیگی میں نے دودھ کا پالہ اٹھا کر اوس میں سے پیا چہرہ ٹیلنے
کہا اس راہ میں اپنے کیا دیکھا میں نے کہا کسی نے داہنی جانب سے آواز
دی تھی میں نے کچھ جواب نہ دیا چہرہ ٹیلنے کا وہ داعی یہود تھا اگر جواب دیتے
تو سب امت آپکی یہودی ہو جاتی تھیں اور کیا دیکھا میں نے کہا بائیں جانب سے
بھی کسی نے پکارا میں نے کچھ جواب نہ دیا چہرہ ٹیلنے کا وہ داعی نصاریٰ تھا اگر
جواب دیتے تو سب امت نصاریٰ ہو جاتی تھیں اور کیا دیکھا میں نے اوس
عورت کا حال بیان کیا چہرہ ٹیلنے کا وہ دنیا تھی اگر اوس سے کلام کرتے تو
ساری امت آپکی دنیا دار ہو جاتی حضرت نے فرمایا بعد اسکے میں نے ایک
ایسی آواز سنی جس سے مجھ کو بہت خوف غالب ہوا چہرہ ٹیلنے کا شر بر سر ہوے
کہ ایک تھمر کو میں نے جہنم میں ڈالا تھا آج وہ تین پہونچا ہے اوسکی یہ آواز تھی
منقول ہے کہ بعد اسکے حضرت کبھی نہ ہنسے یہاں تک کہ دنیا سے انتقال کیا العزیز
حضرت فرماتے ہیں کہ میں چہرہ ٹیلنے کے ساتھ دنیا کے آسمان پر گیا وہاں
ایک فرشتہ تھا کہ اوس کا نام اسمعیل تھا اور اوسکے حکم میں ستر ہزار فرشتے تھے اور
ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اوسنے چہرہ ٹیلنے سے پوچھا یہ کون ہیں اوسنے
کہا یہ محمد ہیں اور خدا کے پیغمبر ہیں پس اوسنے دروازہ کھول دیا میں نے سلام کیا
اوسنے بھی سلام کیا میں نے اوسکے واسطے استغفار کیا اوسنے بھی میرے واسطے

پس میں چہرہ ٹیلنے سے
راہ از ان حضرت

ہاں آسمان دنیا

نہ
اسمعیل

استغفار کیا اور دماغین دین بعد اسکے وہ فرشتے مجبوسیت شرق سے آسمان دنیا پر
 تمام لیگے اور سب نہایت خورش سے وہاں ایک فرشتہ کو مین نے دیکھا کہ اوپر
 بڑا کیونین دیکھا تھا اور صورت اس کی نہایت کریمہ تھی اور اس کے چہرے پر
 غضب ظاہر تھا جس طرح اور فرشتوں نے میرے لیے دعا کی اور اسے بھی وہابی
 مگر اس کو پہنتے اور خوش ہوتے نہ پایا جبرئیل سے مین نے پوچھا یہ کون ہے جس سے
 مجبوسیت معلوم ہوتا ہے کہا اس سے ڈرنا ہی چاہیے یہ مالک ہے خزینہ دار جہنم کا
 جسے خدا نے جہنم کو اسکے حوالہ کیا ہے کہی نہ ہنسنا بلکہ ہمیشہ دشمنان خدا اور
 گنہگار و غیر غضبناک رہنا ہے پس مین نے اس پر سلام کیا اور اسے بھی مجھ پر سلام کیا
 اور بہشت کی بشارت دی چونکہ جبرئیل سب فرشتوں کے سردار اور سب فرشتے
 ان کے فرمان بردار تھے اس لیے مین نے کہا مالک سے کہو جہنم کو مجھے دکھا دے جبرئیل
 نے مالک سے کہا مالک نے پردہ جہنم کا اٹھا دیا اور ایک دروازہ کھول دیا پس
 جہنم سے ایک شعلہ ایسا آسمان کی طرف بلند ہوا کہ مین بہت ڈرا جبرئیل سے کہا
 جلد دروازہ بند کرو مالک نے دروازہ بند کر دیا جب وہاں سے آگے بڑھا تو
 ایک شخص گندم رنگ دیکھا جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ
 ابو البشر آدم ہیں پس مین نے سلام کیا اور استغفار کیا انھوں نے بھی
 سلام کیا اور میرے واسطے استغفار کیا اور دعا کی بعد اسکے ایک فرشتہ کے
 پاس مین گذرا وہ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور تمام دنیا اسکے دونوں زانو کے
 درمیان مین تھی اور ایک لوح لور اسکے ہاتھ مین تھی کہ اس مین نام لکھے ہوئے
 تھے وہ فرشتہ اس لوح کو برابر دیکھ رہا تھا اور دہانتے بائیں کچھ ملتفت

جان مالک خزینہ دار جہنم

جان مالک الموت

نہایت

نہوتا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہیں جو قبض روح کیا کرتے ہیں جب میں اونکے پاس گیا تو سلام کیا اوہ خون نے جواب سلام دیا جبرئیلؑ نے کہا یہ پیغمبر ہیں خدا نے انکو بند و نکی ہدایت کے واسطے بعوث کیا ہے پس اونے میری تعریف کی اور مجھ سے نہایت محبت کی اور کہا تمکو نبیارت ہو کہ تمھاری امت میں ہم بہت خیر پاتے ہیں یہ سنکر میں نے خدا کا شکر کیا کہ یہ سب او کا تفضل اور احسان ہی ہے میں نے کہا اسی ملک الموت جو شخص جہان ہو تم دیکھ لیتے ہو اور اسکے پاس پہنچ جاتے ہو اوہ خون نے کہا ہاں سب دنیا کو خدا نے میرے اختیار میں دیا ہی تمام دنیا میرے سامنے اس طرح ہی جیسے کیلے ہاتھ میں ایک درہم ہو جس طرح چاہے او سکواوٹے پٹے کوئی گھرا لیا نہ میں ہی جس میں ہر شخص کو ہر روز بائج مرتبہ میں نہ دیکھتا ہوں جب کوئی کسی مردہ پر روتا ہی تو میں کہتا ہوں کیوں روتے ہو میں کسی کو تم سے باقی نہ رکھوں گا حضرت فرماتے ہیں میں نے کہا انسان کی عبرت اور غم کے واسطے فقط موت ہی کافی ہے جبرئیلؑ نے کہا جو کچھ بعد موت کے ہونے والا ہے وہ اس سے بھی بڑھا ہوا ہے پھر میں وہاں سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اونکے پاس گوشت پاکیزہ اور گوشت مردار گندیدہ دونوں رکھا ہوا ہے مگر وہ اوس شے سے ہونے گوشت کو کھاتے ہیں اور اچھا گوشت نہیں کھاتے میں نے پوچھا یہ سب کون ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ آپکی امت سے وہ لوگ ہیں جو مال حرام کھاتے ہیں اور حلال کو ترک کرتے ہیں پھر میں نے ایک فرشتہ لکھ دیکھا کہ وہ بہت بڑا اور قوی الجھنہ تھا آدھا بدن او کا آگ کا تھا اور

آدم صا بدن برف کا مگر نہ آگ برف کو گھلاتی تھی نہ برف آگ کو بجھاتی تھی اور
 وہ نہ رشتہ خدا کی تسبیح کرتا تھا میں نے کہا یہ کون ہے جبریلؑ نے کہا یہ بڑا خیر خواہ
 بندگانِ مومنین کا ہے جیسے خدا نے اسکو پیدا کیا برابر مومنین کے حق میں دعا
 کرتا ہے پھر دو فرشتے اور دیکھے کہ آسمان میں یہ آواز دیتے تھے ایک کستا تھا
 اللہ عظمیٰ عطا کل صنفق خلفا پروردگار اجو شخص تیری راہ میں خرچ کرے
 او سکا عوض دے اور او کے مال کو کم کر اور دوسرا کستا تھا اللہ عظمیٰ عطا
 کل ہمساک تلفا خداوند اجو تیری راہ میں خرچ نہ کرے او کے مال کو تلف کرے
 بعد اسکے میں کچھ لوگوں کے پاس پہونچا جنکے لب اونٹ کے ایسے لٹکتے تھے
 اور فرشتے اونکے پہلو کا گوشت کا ٹکراؤںکے منہ میں دیتے تھے جبریلؑ سے پوچھا
 یہ کون ہیں کہا یہ وہ ہیں جو مومنوں کی عیب جوئی کیا کرتے تھے اور چشمک کیا
 کرتے تھے پھر میں ایک گروہ کے پاس سے گزرا کہ فرشتے اونکے سروں کو
 پتھر و نئے ٹھونکتے تھے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو
 سوزہ کرتے تھے اور عشا کی نماز نہ پڑھتے تھے بعد اسکے پھر میں ایک گروہ کے
 پاس پہونچا کہ فرشتے اونکے منہ میں آگ ڈالتے تھے کہ وہ آگ پیچھے سے اونکے
 نکلے تھی میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیم کا مال
 کھاتے تھے پھر میں ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ اون سب کا پیٹ اسقدر
 بیماری تھا کہ ہر چیز اوٹھنے کو چاہتے تھے مگر اوٹھ نہ سکتے تھے میں نے پوچھا
 یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھایا کرتے تھے پھر میں
 چند عورتوں کے پاس پہونچا کہ اون سب کو چھاتیوں کے جل لٹکا یا تھا میں نے

کیا یہ کون ہیں جبریلؑ نے کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھر میں زنا کرتی تھیں
 اور جو اولاد دہوتی تھی اور سکاؤ شوہر کے سر تنہا نک دیتی تھیں پھر میں چند فرشتوں کے
 پاس گزرا جنکو خدا نے ہر قسم کا پیدا کیا تھا کہ ہر چیز و بدن اور نکابا و از بلند و صلا آ
 مختلف جہ و تسبیح خدا کرتا تھا اور خوف خدا سے وہ سب رورہے تھے میں نے
 پوچھا یہ سب کون ہیں جبریلؑ نے کیا یہ وہ فرشتے ہیں کہ جیسے پیدا ہوئے ہیں ایک
 دوسرے کے پہلو میں ہی مگر کبھی کہنے کسی سے کلام کیا اور اوپر سر بلند کیا اور
 نہ پاؤں کی طرف نظر کی بسبب خشوع اور نذل اور خوف خدا کے جب میں نے
 ان سب پر سلام کیا تو انہیں ایسے جواب دیا جبریلؑ نے ان سے کیا یہ محمدؐ خدا کے
 پیغمبر ہیں خدا نے بندوں کی ہدایت کے واسطے انکو بھیجا ہے یہ سب پیغمبروں سے بہتر اور
 افضل ہیں کیونکہ انہیں ان سے بات کرتے اور فرشتوں نے جب یہ سنا مجھ پر سلام کیا
 اور میری تعظیم کی اور میرے واسطے اور میری امت کے لیے بشارت دی پھر
 جبریلؑ مجھ کو دوسرے آسمان پر لے گئے وہاں میں نے دو آدمی دیکھے جو ایک دوسرے
 بہت مشابہ تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریلؑ نے کیا یہ دونوں خالہ زاد بھائی
 یحییٰ و عیسیٰؑ ہیں میں نے اوپر سلام کیا اور استغفار کیا ان لوگوں نے بھی
 جواب دیا اور استغفار کیا اور دعا دی اوس آسمان پر بھی میں نے اسی طرح
 فرشتوں کو دیکھا کہ جبریلؑ حکم خدا تھا اسی طرف متوجہ تھے دوسری طرف رخ
 نہ کرتے تھے اور آواز مائے مختلف سے تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے پھر تیسرے
 آسمان پر گیا وہاں ایک شخص کو دیکھا جو نہایت حسین مثل ماہ شب چاروں طرف
 تھا جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بھائی آپ کے یوسفؑ ہیں میں نے اوپر سلام

احوال آسمان دوم

احوال آسمان سوم

اور استغفار کیا اونھوں نے بھی سلام کیا اور استغفار کیا اس آسمان بھی
 میں نے اوسی طرح فرشتہ ہائے خاشعین و خاضعین دیکھے جس طرح پہلے آسمان
 اور دوسرے آسمان پر دیکھا تھا جب چوتھے آسمان پر گیا ایک شخص کو دیکھا کہ
 یہ کون ہیں کیا یہ ادریسؑ ہیں جنکو خدا نے فرمایا ہو در فغناہ مکا نکا علیا
 میں نے اونپر سلام کیا اور استغفار کیا اونھوں نے جواب دیا اور میرے واسطے
 استغفار کیا اوسی طرح اس آسمان پر بھی میں نے فرشتگان شوع دیکھے
 اون سب نے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے دعائے خیر کی پھر ایک
 فرشتہ کو دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ستر نزار فرشتے اس کے حکم میں ہیں
 اور ہر فرشتہ کے حکم میں ستر نزار فرشتے ہیں میں سمجھا کہ اس سے بڑا کوئی فرشتہ
 نہ ہو گا جبرئیلؑ نے اس سے کہا اوٹھ کھڑا ہو وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور قیامت تک
 کھڑا رہا پھر جب وہاں سے میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو وہاں ایک شخص سن ہیدہ
 کو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے گرد تھے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں کیا یہ ہارون
 ہیں اور یہ سب انکی امت ہی میں نے اونپر سلام کیا اور وہاں بھی ملائکہ دیکھے
 جس طرح اور آسمانوں پر دیکھا تھا جب چھٹے آسمان پر گیا تو ایک شخص بلند قامت
 گندم رنگ کو دیکھا کہ اس کے بڑے بڑے بال تھے وہ کہہ رہا تھا کہ بنی اسرائیل
 گمان کرتے ہیں کہ میں بہترین فرزندان آدم سے ہوں حالانکہ یہ شخص لا وراثہ
 کیا میری طرف خدا کے نزدیک سب سے بہتر ہی میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کوئی
 کیا یہ موسیٰؑ ہیں میں نے سلام کیا اونھوں نے بھی سلام کیا میں نے اس کے
 واسطے استغفار کیا اونھوں نے بھی میرے واسطے استغفار کیا اور اس آسمان

حوال آسمان چہارم

حوال آسمان پنجم

حوال آسمان ششم

حوالہ آسمان

بھی ملائکہ خاشعین کو دیکھا جس طرح اور آسمانوں پر دیکھا تھا جب ساتویں آسمان پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اونکی دائرہی اور سر کے بال سفید تھے اور ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے مین نے کہا یہ کون ہیں جو اس مرتبہ اور اس درجہ کو پہنچے ہیں جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں پس مین نے سلام کیا اور خون نے بھی سلام کیا اور دعا کی اور وہاں بھی مثل اور آسمانوں کے ملائکہ خشوع دیکھے بنے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے بشارت دی اور اوس آسمان پر مین نے نور کے دریا دیکھے کہ چمک رہے تھے کہ اونکی چمک سی آنکھ جھپکتی تھی اور بہت سے دریا ظلمت کے دیکھے اور بہت سے دریا برف کے دیکھے جب ان عجائبات کے دیکھنے سے مجھے خوف طاری ہوا تو جبریلؑ نے تسکین دی اس سبب سے مجھ کو ان عجائبات کے دیکھنے کی قوت ہوئی جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ آپ اسی کو بہت سمجھتے ہیں حالانکہ ابھی آپ نے کچھ نہیں دیکھا ہے اس قدر تو اونکی عظمت و جلال و قدرت و کمال کے سامنے کچھ حقیقت نہیں خدا کی عظمت و قدرت کہیں اس سے بڑھی ہوئی ہے تحقیق کہ خدا اور اونکی مخلوقات کے درمیان میں تو سے ہزار حجاب ہیں حالانکہ درمیان محل صد و روحی خدا اور ذوی العقول کے تو سے ہزار حجاب ہیں اور سب غلائق سے بڑھ کر نزدیک تر محل صد و روحی سے مین ہوں اور اسرافیلؑ ہیں اور میرے اور اسرافیلؑ کے درمیان میں بھی چار حجاب ہیں ایک حجاب نور دوسرے حجاب ظلمت تیسرے حجاب ابر جو تھے حجاب آب الغرض حضرت فرماتے ہیں بنجد عجائبات کے ایک مرغ دیکھا جس کے پانوں ساتویں طبقہ زمین پر تھے اور اوکسا سر عرش پر

بجائے عجب

بجائے مرغ آسمان

جب دونوں بروں کو وہ کھولتا تھا تو ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں
 پہنچتا تھا اور وہ تسبیح خدا کرتا تھا صبح کے وقت وہ اپنے بروں کو کھول دیتا ہی
 اور ہلا کر باواز بلند اس طرح تسبیح خدا کرتا ہی سبحان اللہ الملك القدوس
 سبحان اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القيوم جب اوسکی آواز
 بلند ہوتی ہی تو زمین کے مرغ بھی پر جھار کر باواز بلند تسبیح خدا کرتے ہیں جب
 وہ فرشتہ چپ ہو جاتا ہی تو یہ سب مرغ بھی چپ ہو جاتے ہیں اور اوسکے اوپر
 بر سفید اور نیچے کے سبز ہیں وہ پر سفیدی اور سبزی ملکر ایسے خوشنما معلوم
 ہوتے ہیں جسکی تعریف نہیں ہو سکتی پھر مین جبریل کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک
 کہ بیت المعمور میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی جب وہاں سے نکلا تو
 دو نمرین دیکھیں ایک کو نہر کوثر کہتے ہیں اور دوسری کو نہر رحمت نہر کوثر سے
 مین نہ پیا اور نہ رحمت سے غسل کیا اور یہ دونوں نہرین میرے ساتھ تھیں
 یہاں تک کہ مین بہشت میں داخل ہوا دونوں کنارے پر اوس نہر کے اپنے
 اور اپنے اہل بیت اور ازواج طاہرہ کے گھر و نکو دیکھا ایک لڑکی کو مین نے
 دیکھا کہ نہر ہائے بہشت میں غوطہ مارتی ہی مین نے کہا تو کسکے واسطے ہو اونے
 کہا زید بن حارثہ کے واسطے جب مین زمین پر آیا تو زید کو بشارت دی اور
 مین نے بہشت کی چڑیوں کو اونٹ کے برابر دیکھا اور وہاں کے انار کو دول کے
 برابر دیکھا اور بہشت میں ایک درخت کو دیکھا اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک مرغ کو
 اوسکی جڑ کے پاس چھوڑ دین تو سات سو برس مین بھی اوسکے گونہیز
 گدوم سکتا کوئی گھر بہشت میں ایسا نہیں تھا جہیں اوسکی شاخ نہ پہنچتی ہو

حوالہ بیت ہوم

بہشت

بہشت

میں نے پوچھا یہ کون وخت ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ طوبیٰ ہے جسکو خدا فرماتا ہے طوبیٰ لھم
 وحسن ما ب حضرت فرماتے ہیں جب میں بہشت میں داخل ہوا تو جبرئیلؑ سے
 پوچھا یہ دریا سب کیسے تھے کہا وہ سب پردہ ہائے حجاب ہیں اگر وہ دریا ہوتے
 تو عرش کا نور اودن چیز و ملک و جوا و سکے نیچے ہیں جلا و تیا پھر وہاں سے میں مدورہ انتہی
 پہنچا کہ ہر پتہ او کا ایک بڑی جماعت کو سایہ کر سکتا ہے پھر وہاں سے درجہ
 قرب معنوی خدا تک پہنچا اور مرتبہ قَابِ قَوْسَیْنِ او اُونْتِیْنِ سے سرفراز
 ہوا اور اپنے پروردگار کی سنا جات کے قابل ہوا آپس خدا کی جانب سے
 آواز آئی اَمِنْ الرَّسُولِ بما انزل الیہ من رتبہ پس میں نے اپنی طرف
 اور اپنی امت کی طرف سے جواب دیا وَاْمُؤْمِنُوْنَ کُلِّ اَمِنْ بَ اللّٰہِ و
 ملائکتہ و دکتہ و رسلہ لا نفترق باہن احد من رسلہ پھر میں نے کہا
 سَمْعَنَا و اطعنا غفرناک ربنا و الیک المصیر پھر خدا نے فرمایا لا یكلف
 اللّٰہ نفسا الا و سعا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت پس میں نے
 کہا رَبَّنَا لَا تَاْخُذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا خُذْنَا فَمَنْ مَّا مِنْ مَّوَاخِذِ
 نَکْر و نگاہ سے تین نے کہا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اَکْثَرَ مِنْ حِمْلِنَا عَلَی الَّذِیْنَ
 مِنْ قَبْلِنَا خُذْنَا فَمَنْ مَّا مِنْ مَّوَاخِذِ نَکْر و نگاہ سے تین نے کہا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا
 مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہِ و اعف عننا و اعف لنا و ارحمنا انت
 مولانا فانصرنا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۝ آپس خدا نے فرمایا
 میں نے دیا تم کو جو تو نے اپنے واسطے اور اپنی امت کے واسطے
 طلب کیا ۝

۱۔ وہاں کے
 ۲۔ میں نے پوچھا یہ کون وخت ہی جبرئیلؑ نے کہا یہ طوبیٰ ہے جسکو خدا فرماتا ہے طوبیٰ لھم
 ۳۔ وحسن ما ب حضرت فرماتے ہیں جب میں بہشت میں داخل ہوا تو جبرئیلؑ سے
 ۴۔ پوچھا یہ دریا سب کیسے تھے کہا وہ سب پردہ ہائے حجاب ہیں اگر وہ دریا ہوتے
 ۵۔ تو عرش کا نور اودن چیز و ملک و جوا و سکے نیچے ہیں جلا و تیا پھر وہاں سے میں مدورہ انتہی
 ۶۔ پہنچا کہ ہر پتہ او کا ایک بڑی جماعت کو سایہ کر سکتا ہے پھر وہاں سے درجہ
 ۷۔ قرب معنوی خدا تک پہنچا اور مرتبہ قَابِ قَوْسَیْنِ او اُونْتِیْنِ سے سرفراز
 ۸۔ ہوا اور اپنے پروردگار کی سنا جات کے قابل ہوا آپس خدا کی جانب سے
 ۹۔ آواز آئی اَمِنْ الرَّسُولِ بما انزل الیہ من رتبہ پس میں نے اپنی طرف
 ۱۰۔ اور اپنی امت کی طرف سے جواب دیا وَاْمُؤْمِنُوْنَ کُلِّ اَمِنْ بَ اللّٰہِ و
 ۱۱۔ ملائکتہ و دکتہ و رسلہ لا نفترق باہن احد من رسلہ پھر میں نے کہا
 ۱۲۔ سَمْعَنَا و اطعنا غفرناک ربنا و الیک المصیر پھر خدا نے فرمایا لا یكلف
 ۱۳۔ اللّٰہ نفسا الا و سعا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت پس میں نے
 ۱۴۔ کہا رَبَّنَا لَا تَاْخُذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا خُذْنَا فَمَنْ مَّا مِنْ مَّوَاخِذِ
 ۱۵۔ نَکْر و نگاہ سے تین نے کہا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اَکْثَرَ مِنْ حِمْلِنَا عَلَی الَّذِیْنَ
 ۱۶۔ مِنْ قَبْلِنَا خُذْنَا فَمَنْ مَّا مِنْ مَّوَاخِذِ نَکْر و نگاہ سے تین نے کہا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا
 ۱۷۔ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہِ و اعف عننا و اعف لنا و ارحمنا انت
 ۱۸۔ مولانا فانصرنا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۝ آپس خدا نے فرمایا
 ۱۹۔ میں نے دیا تم کو جو تو نے اپنے واسطے اور اپنی امت کے واسطے
 ۲۰۔ طلب کیا ۝

در وفات آنحضرت

سلک یازدهم بیان مین وفات او و حضرت ص کے واضح ہے کہ روز اور تاریخ وفات مین او و حضرت کی بہت اختلاف ہو مشہور بنا بر مذہب امامیہ آٹھ عشریہ کے تاریخ وفات او و حضرت کی اٹھائیسویں ماہ صفر روز و شنبہ کا ہے جب حضرت بیمار ہوئے تو بروایت فریقین سب لوگوں کے فرمایا اِنی تارک فیکم الثقلین ککاب اللہ و عاترتے اہل بیتی ما ان تمسکتہ لہما لن تضلوا بعدی مین تم لوگوں مین دو چیز گر ان قدر چھوڑے جاتا ہوں ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہل بیت ہیں جب تک ان دونوں کا امن پڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے اور بنا بر روایت صحیح مسلم بعد اتر سک بے ثقلین کے مین مرتبہ فرمایا اذکرکم اللہ فی اہلبیتہ اذکرکم اللہ فی اہلبیتہ اذکرکم اللہ فی اہلبیتہ یعنی مین تم لوگوں کو یاد دلواتا ہوں در بارہ رعایت حقوق اہل بیت اپنے کے چہر فرمایا مثل اہلبیتہ کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھوی مثال میرے اہل بیت کی مثل کشتی نوح کے ہے جو او سپر سوار ہوا او سنے نجات پائی اور جو اس سے علیحدہ ہوا وہ دریا سے ضلالت مین غرق ہوا دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت کے بار مین پیغمبر خدا نے لوگوں سے کس قدر تاکید مین کی تھیں مگر بعد حضرت رسول خدام کے کون کہے او و حضرت کے سامنے ہی سے منافقت اہل بیت سے منحرف ہو گئے یعنی جب حضرت نے آخر وقت مین فرمایا اتوئے بیداۃ و قرطاس لکم ککتابا لن تضلوا بعدہ ابداً لے آؤ تم لوگ دوات و قرطاس کہ ہم لکھ دین ایک ایسا نوشتہ کہ چہر کبھی قیامت

ص ۲۶۹
چھاپہ کلکتہ

فرمایا جھنم و اجیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنها ابھی تم سب اسامہ کے ساتھ روانہ ہو جو شخص لشکر اسامہ سے جدا ہو خدا اوپر لعنت کرے جو شخص حبس وہ لوگ جبراً قہراً تھوڑی دور گئے تو بعض منافقین (جو جو منصوبے پہلے سے باندھے تھے) اونکو خیال کر کے مہمانہ سے کہنے لگے رسول خدا بیمار ہیں ایسے وقت میں ہم اونکو چھوڑ کر لڑائی پر نہیں جاسکتے یہ کہہ کر وہ سب واپس پھرتے لعنت خدا کا ابھی کچھ خیال نکلیا اور حکم رسول کو نہ مانا سمجھنا چاہیے اور انصاف کو ہاتھ سے دنیا چاہیے کہ اگر رسول خدا کو ابو بکر و عمر کا خلیفہ ہونا منظور ہوتا تو ایسے وقت میں کہ زمانہ وفات کا حضرت کی قریب تھا کیون لڑائی پر اتنی دور و دراز ان سبکو بھیجتے اور حضرت علی کو اپنے پاس رکھ لیتے چونکہ حضرت مافی الضمیر سے اون لوگوں کے مطلع تھے اس سبب سے اونکو مدینہ سے باہر روانہ کر دیا تھا اور حضرت امیر کو اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ جو لوگ ارباب شعور ہیں وہ سمجھ جائیں کہ یہ یمینوں قابل خلافت کے نہیں ہیں اور یہ بھی انصاف دیکھنا چاہیے کہ اگر ابو بکر و عمر قابل درج خلافت کے رہتے تو پیغمبر خدا انکے اوپر اسامہ کو مردار اور امیر کر کے کبھی روانہ نہ کرتے بلکہ انہیں سے کسیکو سردار لشکر کرتے کیونکہ جو ایسے مرتبہ خلافت کا کہ تالی مرتبہ نبوت ہو قابل ہو وہ کیونکر کیسے ماتحت حکومت ہو سکتا ہے جیسا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کبھی پیغمبر خدا نے کیسے ماتحت حکومت نکلیا بلکہ ہر جگہ انہیں کو سبکا سردار کیا اور چونکہ پیغمبر خدا نے اسامہ کو ابو بکر و عمر کا سردار کیا تھا اسی سبب سے اسامہ نے ابو بکر سے بیعت کی اور کما کل کی بات یہ کہ پیغمبر نے ہمو انکا سردار اور انکو ہمارا تابع

میرا بیٹ کھلا ہوا تھا حضرت نے بھی نیکو مبارک کو کھول دیا تب او نے عرض کی اگر اجازت ہو تو میں اپنا سہاگہ شکر پر رکھوں حضرت نے اجازت دی او نے دوڑ کر شکر مبارک کا بوسہ لیا اور کہنے لگا میں پناہ مانگتا ہوں غضب خدا سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ رسول خدا سے میں عرصہ ہوں حضرت نے فرمایا ای سوادہ تو قصداً لیگا یا معاف کر لگا او نے کہا میں نے معاف کیا حضرت نے فرمایا خدا ہی تیرے گناہ کو معاف کرے بعد اسکے آپ منبر سے اترے اور ام سلمہ کے گھر گئے اور فرماتے تھے خداوند امیری امت کو آتش جہنم سے بچانا اور حساب کو ان پر آسان کرنا ام سلمہ نے کہا یا حضرت آپ کا رنگ مبارک متغیر کیوں ہو آپ غلین کیوں ہیز فرمایا اس وقت جبریل میری موت کا پیام لیکر آئے تھے اب تم میرا سلام ہو کہ بعد اسکے بھر محمد کی آواز نہ سنو گی ام سلمہ یہ سن کر باوازیلند روئے لگین حضرت نے فرمایا میری نور دیدہ فاطمہ زہرا کو بلاؤ یہ لکیر بیوش ہو گئے جب حضرت فاطمہ آئین اور اپنے باپ کو اس حال سے دیکھا تو ڈاڑھ میں مار کر رونے لگین اور کہتی تھیں میری جان آپ پر خدا ہو میں دیکھتی ہوں کہ آپ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہیں اور موت کا لشکر ہر طرف سے آجکے گھیرے ہوئے ہے کیا کچھ جوابی میٹی سے کج بات بھی سنیں کرتے کچھ تسلی اور تسکین نہیں دیتے جب حضرت نے اونکی آواز سنی غش سے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا ای میٹی اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں میرا سلام تم پر ہو جناب فاطمہ نے جو یہ سنا دل سے ایک آہ کھینچ کر کہا ای بابا اب قیامت میں آپ سے کس جگہ ملاقات ہوگی سنا یا اس جگہ میں ان خلایق کا حساب ہوتا ہو گا جناب فاطمہ نے

آواز جناب سیدہ

کہا اگر وہاں نہ پاؤں تو کمان و صوفیہ صوفی فرمایا مقام محمود میں جہان گشتار گئی
 شفاعت کرونگا کہا اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کیا کرونگی سنسرایا پیل صراط کے
 پاس تلاش کرنا کہ جسوقت میری امت صراط سے گزرتی ہوگی میں وہاں
 نظر انداز نہ کرے گا جبریل میری داہنی طرف اور میکائیل بائیں طرف اور سب فرشتے
 آگے اور پیچھے میرے گھرے ہونگے اور سب درگاہ خدا میں دعا کرتے ہونگے کہ
 پروردگار امت محمد کو پیل صراط سے سلامت لیجا اور حساب کو ان پر آسان کر
 جناب سیدہ منہ پوچھا میری ماں خدیجہ کبریٰ کہاں ہیں فرمایا ایک قصر میں ہیں
 جسکے چاروں طرف بہشت ہے یہ کیلئے حضرت مہیوش ہونگے اور خدا سے لو لگائی
 جب بلال نے اذان دی تو حضرت کو ہوش ہوا اور مسجد میں آئے اور نماز کو
 بتخفیف ادا کیا جب فارغ ہوئے تو حضرت علی کو بلا بھیجا اور فرمایا مجھ کو فاطمہ کے
 گھر لے جا جب حضرت وہاں آئے تو اونکی گود میں سر رکھ کر آرام کیا جب امام
 حسن اور امام حسین نے اپنے نانا کا یہ حال دیکھا تو زار زار رونے لگے اور
 فرمایا ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں یہ آپ کا کیا حال ہے پس حضرت نے اون
 دونوں فرزندوں کو اپنے پاس بلا کر گلے سے لگا لیا اسی حالت میں ملک الموت
 نازل ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہؐ اپنے فرمایا علیاک
 السلام پھر فرمایا ای ملک الموت تم سے ایک حاجت ہے ملک الموت نے کہا
 وہ کیا ہے سنسرایا اتنا شہر جاؤ کہ جبریل میرے پاس آ لیں اور وہ مجھ پر سلام
 کریں اور میں ان پر سلام کروں وہ مجھ سے رخصت ہو لیں اور میں اون سے
 رخصت ہو لوں پس ملک الموت باہر آئے اتنے میں جبریل بھی آسمان سے

زمین ملک الموت

ہونچے ملک الموت سے ملاقات ہوئی پوچھا تمہیں روح قبض کی اور خون نے
 کہا ابھی نہیں اسلئے کہ پیغمبرؐ نے خواہش کی کہ تم آلو اور وہ تم سے رخصت ہو لین
 تب روح قبض ہو جبرئیلؑ نے کہا اے ملک الموت تم نہیں دیکھتے کہ انکے انتیاقیم
 آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں بہشت میں جو رین اپنے تئیں آراستہ
 کیے ہوئے ہیں بعد اسکے جبرئیلؑ حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا السّلام علیک
 یا ابا القاسم اپنے فرمایا وعلیک السّلام پھر فرمایا اے جبرئیلؑ ایسی حالتیں
 مجھ کو تنہا چھوڑے جاتے ہو جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ آپ کو مرنّا ضرور ہے اور سب کیسے
 واسطے موت درپیش ہواستے ہیں ملک الموت بھی آپہونچے جبرئیلؑ نے اونے
 کہا اے ملک الموت وصیت خدا دربارہ قبض روح محمدؐ کے خیال رکھنا پس
 جبرئیلؑ داہنی طرف کھڑے ہوئے اور میکائیلؑ بائیں طرف اور ملک الموت
 سامنے روح قبض کر نہیں مشغول ہوئے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ حضرت
 بار بار فرماتے تھے بلاؤ میرے حبیب کو جب کوئی آتا تھا تو اسکی طرف سے
 منہ پھیر لیتے تھے حضرت فاطمہؑ نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ علیؑ کو بلاتے ہیں یہ کلمہ
 حضرت گیلین اور جناب امیرؑ کو بلالائین جب نظر پیغمبرؐ کی حضرت امیرؑ
 بڑی بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے علیؑ ہمارے پاس آؤ یہاں تک کہ ہاتھ
 پکڑ کے اپنے پاس بٹھالا اور پھر بیوش ہو گئے اسی حال میں امام حسنؑ اور
 امام حسینؑ نے بھی جب حضرتؐ کو دیکھا تو وہ دونوں شاہزادے واجدّاء
 واعتمداء کی فساد کر نیلے اور اپنے تئیں اور حضرتؐ کے سینہ پر گرا دیا حضرت
 امیرؑ نے چاہا کہ اوکو ہٹا دیں کہ رسول خداؐ ہوش میں آئے فرمایا اے علیؑ

چھوڑ دو میرے ان دونوں بھولوں کو کہ میں انکی بوسوگہ لون اور یہ میری بوسوگہ لین میں انسے رخصت ہو لون یہ حج سے رخصت ہو لین کہ یہ سب بعد میرے مظلوم ہو گئے اور یہ دونوں شہید ہو گئے خدا لعنت کرے او سپر جو انپر ظلم کرے بعد اسکے جناب امیر المؤمنینؑ کو اپنے پاس لحاف کے نیچے چھپا لیا اور رخصت ہونا سنہ پراو غصہ کیا کہ دیا اور بروایت دیگر اپنا منہ کان پر رکھ دیا اور رخصت سے اسرار الہی وعلوم غیر متناہی تعلیم کیے یہاں تک کہ حضرتؑ نے انتقال کیا اور جناب امیرؑ لحاف سے باہر آئے اور سب کو امر بصبر فرمایا او سوقت اہل بیتؑ میں آواز رونے اور پیٹنے کی بلند تھی اور کچھ لوگ جو مؤمنین مخلصین تھے وہ بھی اس مصیبت میں شریک تھے ابن عباسؓ کہتے ہیں کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپسے رسول خداؐ نے لحاف کے نیچے کیا باتیں کیں فرمایا حضرتؑ نے فرمایا ہزار باب علم کے تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب ظاہر ہو گئے ہیں

درجہ

سبیل چارم امامت میں

اور اوسمیں ایک شعبہ اور نو مسلك ہیں شعبہ تہر لیت امام میں امام وہ شخص ہے کہ جو مخصوص من اللہ ہو اور مقتدا اور پیشوا سب کا کل امور دین اور دنیا میں ہو مثل پیغمبر کے یہ نیابت اوس پیغمبر کے نہ سبیل استقلال ہے مسلك اول بیان میں وجوب نصب امام کے جانا چاہئے کہ نظر بحکمت و مصلحت خدا کو امام کا مقرر کرنا ضروری کئی دلیلوں سے اول یہ کہ جو دلیلین وجوب بعثت پیغمبر پر دلالت کرتی ہیں جیسا ہم بحث نبوت میں مقام وجوب بعثت میں لکھ چکے ہیں وہی دلیلین مبینا یا مثل انکے وجوب نصب

درجہ ب نصاب

امام پر بھی ولایت کرتی ہیں و دوسرے یہ بات ظاہر ہو کہ پیغمبر خدا جو واسطے
 ادا سے رسالت اور تبلیغ احکام شریعت کے مبعوث ہوئے تو کچھ مخصوص
 اپنے ہی زمانہ تک کے واسطے مبعوث نہ ہوئے تھے بلکہ ہمیشہ کے واسطے نبی تھے
 اور حکم اور نفاذ قیامت تک باقی ہی اور وہ حضرت اسی مدت قلیل میں اپنی
 امت کے واسطے ایک کتاب مجید بھی لائے کہ جس میں محکم و متشابہ مطلق و مقید
 عام و خاص سب ہی کچھ ہیں اور ایک شریعت تازہ مقرر کی جس میں ہر کام
 کے آداب و سنن و احکام متعلق باسور دنیا و آخرت جیسے کھانا پینا طہارت
 خانہ جانا سبا شہرت و معاشرت کرنا اور میراث و معاملات حدود و
 تعزیرات نماز و روزہ حج و زکوٰۃ و جنس و جہاد سب ہی کچھ بیان کیے
 با این ہمہ اوسے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے (جو منافق تھے) ان احکام
 کی تصدیق نہیں کی حضرت رسولؐ برابر پر پے انفاذ و اجراء ان احکام
 رہے اور اپنے اوپر کیسی کیسی مشقت و رنج گوارا کیا پس کیوں فکر عقل یا رس
 بات کو قبول کر سکتی ہو کہ ایسا شخص شفیق امت نواز اپنی امت کے
 درمیان میں ایک کتاب مجمل و غامض جس سے بہت سے مطلب نکل سکیں
 ہر شخص اپنے طور پر اسکا مطلب لگا سکے چھوڑ جائے اور کوئی اسکا مفسر
 اور اصل معنی بتانے والا مقرر نہ کر جائے بلکہ اسی طرح مجمل چھوڑ دے کہ
 سب دریاے حیرت و ضلالت میں بڑے غوطے کھایا کریں اور خود ایک بارگی
 سب امت سے ہاتھ اٹھالے اور کہیں سرپرست اور شفیق اپنی پیاری
 امت کے واسطے مقرر نہ کر جائے کہ وہ اون لوگوں کی سرپرستی کیا کرے

اول احکام شریعت کا (جنگے ابراہیم بنیمبر نے کیسی شقت اور مٹائی) حافظہ نگہبان
 رہے مسائل حلال و حرام کو بیان کیا کرے جو امشکل اور معاملات دشوار پیش
 ہوں حل کیا کرے اور کل امت کی رائے پر (جس میں موافق و منافق و یندار
 و دنیا دار فتناء و فجار زائد و ابرار سب تھے) چھوڑ دے کہ وہ لوگ بموجب اپنی
 خواہش کے جسکو چاہیں خلیفہ بنالین اگرچہ وہ شخص جاہل محض ہو لکھنا پڑنا کونہ جانتا
 ہو مسائل حلال و حرام سے بھی واقف نہ ہو بلکہ جب کوئی مسئلہ فامض ہو چھے تو
 منہ دیکھ کر رہ جائے اور غیر لوگوں سے پوچھ پوچھ کر جواب دیا کرے حاشا و کلا کلا
 کلمۃ تنجیح من افواہم ان یقولون الا کذا یا تیسرے یہ بات ظاہر ہو کہ
 جتنے انبیاء گزرے ہیں جب تک کہ وہ لوگ بحکم خدا اپنی زندگی میں خلیفہ مقرر نہیں کرتے
 تھے تب تک دنیا سے انتقال نہیں کرتے تھے جیسے حضرت آدم کے وصی شیث تھے اور
 نوح کے وصی سام اور موسیٰ کے وصی یوشع اور سلیمان کے وصی آصف بن برخیا
 اور عیسیٰ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے و لہذا آپس یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ پیغمبر
 آخر الزماں جو سب انبیاء سے افضل و اکمل تھے وہ برخلاف ان کے لیکو اپنا وصی
 اور خلیفہ مقرر نہ کر جائیں اور یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہو کہ جس نبی کا جو کوئی وصی ہوا
 وہ اس کے عزیز و دین سے تسانہ غیر کوئی فضلہنا کذاک فتدبر چوتھے امامت
 شریعہ مرتبہ نبوت ہو پس جبکہ امام کو لوگوں کی رائے سے بنالینا جائز ہو گیا تو چاہے
 کہ نبی کو بھی لوگ اپنے اختیار سے معتمد کر لیا کریں حالانکہ یہ باطل ہو سیطر
 امام کو بھی چاہیے کہ خدا کی جانب سے مخصوص ہوا اور بحکم خدا پیشوائے مظلومین

اور ہادی امت ہو

۱۰
 حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے بیٹے کو وصی مقرر کیا
 تھا جس کو وصی بنو کر
 لیا گیا تھا

در شراائط امام

مسبک دوم شراائط امام میں بحسب شہور امام میں تین شرطیں ہونی ضروری ہیں پہلی یہ کہ امام کو چاہیے کہ سب باتوں میں تمام امت سے افضل ہو مثل شجاعت و سخاوت و مروت و خلق و دیگر صفات کمالیہ خصوصاً علم کے والا تفصیل مفصل و ترجیح مرجح لازم ایگی اور قبیح ہی حق تعالیٰ فرماتا ہو ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے پھر فرماتا ہو افسن یددی الی الحق احق ان یتبع امن لا یددی لان یددی فمال لکم کیف تحکمون آیا جو شخص کہ ہدایت کرتا ہے راہ حق کی طرف وہ سزاوارتر ہے اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص جو خود راہ ہدایت نہیں پاتا ہی مگر یہ کہ ہدایت کیا جاوے کیا ہوا ہی تم لوگوں کو کیونکر حکم کرتے ہو اس سے ثابت ہوا کہ عالم و ہادی کے ہوتے ہوئے شخص غیر عالم و غیر مقتدی کسی ترجیح نہیں دیا جاسکتا و دوسری امام کو چاہیے کہ معصوم ہو اور یہ بات اجماعیات امامیہ سے ہے اور دلائل عقلی و نقلی کتاب و سنت سے اس باریعین بہت ہیں منجملہ دلائل عقلیہ کے یہ ہے کہ امام واسطے زجر اور روکنے خلافت کے افعال قبوہ اور گناہوں سے ہوتا ہے پس اگر معصوم نہ ہو تو خود محتاج زجر ہوگا اور اگر وہ زاجر بھی معصوم نہ ہو تو وہ بھی محتاج ہوگا کسی دوسرے زاجر کا و تم جبراً اور مصداق خود فضیلت دیگر یر نصیحت کے ہوگا اور قرآن سے آیہ لاینال عہدی الظالمین یعنی عہد امامت ظالموں کو نہیں پہنچتا اسکا ثبوت ہے کیونکہ ہر فاسق ظالم نفسہ پر پس سزاوار عہد امامت نہیں ہو سکتا اور نیز آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہی یعنی اطاعت کرو مولا

مخالی

خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اون کی جو صاحبان حکم تم لوگو نہیں مہون اس
 بھی عصمت مفہوم ہوتی ہو کیونکہ اس سے اتحاد اطاعت خدا و رسول اور اولی الامر
 ثابت ہوتا ہو اور اطاعت خدا و رسول اطاعت مطلقہ ہے پس اطاعت اولی الامر
 اطاعت مطلقہ ہوگی ورنہ اطلاق ایک لفظ کا ایک ہی مقام پر دو معنوں کے لئے
 آویگا اور یہ بالبدلتہ باطل ہو اور صاحب اطاعت مطلقہ ضرور ہو کہ معصوم ہو
 ورنہ اطاعت فی المعصیۃ لازم آوے گی و لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ العالی
 اور بھی آیہ تطہیر بر بان بنین اور عصمت کے ہو اور احادیث میں سے یہ درالحق
 مع علیٰ حیث دارد و یہی حق علی کے ساتھ پھر تا ہو جد و یہ پھر تے ہیں جیسا کہ
 صحاح اہل سنت میں ہو اور دوران حق ساتھ کیسے بد و عصمت محال ہے
 ایسے کہ خطا و معصیت حق نہیں ہو سکتے بالجملہ اکثر وہ دلائل جو عصمت انبیاء پر قائم
 ہوئے ہیں بعینہا عصمت ائمہ میں بھی جاری ہیں فلا تعقل مگر اہل سنت نے
 جب دیکھا کہ اس شرط کے لگانے سے تو بڑی مشکل پڑ گئی ہمارے امام اور خلفائے
 کی خلافت تو بالکل باطل ہو جائیگی اس سبب سے وہ معصوم ہونے کے قابل نہیں
 ہیں کیونکہ ان کے خلفاء زمانہ جاہلیت میں برابر تے ہو جائے شراب پیائے ابوبکر
 نے جاہلیں برس کے سن میں اسلام قبول کیا بلکہ ان کے بیان ثابت ہو کہ امام سے
 اگر فسق و فجور ظاہر ہو جیسے چوری زنا لواطہ وغیرہ تو بھی اس کی خلافت نہیں
 جائیگی وہ شخص امام مفسد من الطاعة باقی رہیگا جیسا کہ عقائد نسفی میں ہو کہ یعز
 الامام بالفسق والجور یعنی امام سے اگر فسق اور ظلم ظہور میں آوے تو وہ
 معزول نہوگا حالانکہ حق تعالیٰ نے شرعاً ہی و اما الذین فسقوا فما وھم

۱۱۴
 شرح چارم در امامت
 در بیان عصمت ائمہ
 علیہ السلام
 و تطہیر بر بان بنین
 و احادیث میں سے
 یہ درالحق مع علیٰ
 حیث دارد و یہی حق
 علی کے ساتھ پھر تا
 ہو جد و یہ پھر تے
 ہیں جیسا کہ صحاح
 اہل سنت میں ہو اور
 دوران حق ساتھ
 کیسے بد و عصمت
 محال ہے ایسے کہ
 خطا و معصیت حق
 نہیں ہو سکتے
 بالجملہ اکثر وہ
 دلائل جو عصمت
 انبیاء پر قائم
 ہوئے ہیں بعینہا
 عصمت ائمہ میں
 بھی جاری ہیں
 فلا تعقل مگر
 اہل سنت نے جب
 دیکھا کہ اس
 شرط کے لگانے
 سے تو بڑی
 مشکل پڑ گئی
 ہمارے امام
 اور خلفائے کی
 خلافت تو
 بالکل باطل
 ہو جائیگی
 اس سبب سے
 وہ معصوم
 ہونے کے
 قابل نہیں
 ہیں کیونکہ
 ان کے
 خلفاء
 زمانہ
 جاہلیت
 میں
 برابر
 تے
 ہو
 جائے
 شراب
 پیائے
 ابوبکر
 نے
 جاہلیں
 برس
 کے
 سن
 میں
 اسلام
 قبول
 کیا
 بلکہ
 ان
 کے
 بیان
 ثابت
 ہو
 کہ
 امام
 سے
 اگر
 فسق
 و
 فجور
 ظاہر
 ہو
 جیسے
 چوری
 زنا
 لواطہ
 وغیرہ
 تو
 بھی
 اس
 کی
 خلافت
 نہیں
 جائیگی
 وہ
 شخص
 امام
 مفسد
 من
 الطاعة
 باقی
 رہیگا
 جیسا
 کہ
 عقائد
 نسفی
 میں
 ہو
 کہ
 یعز
 الامام
 بالفسق
 والجور
 یعنی
 امام
 سے
 اگر
 فسق
 اور
 ظلم
 ظہور
 میں
 آوے
 تو
 وہ
 معزول
 نہوگا
 حالانکہ
 حق
 تعالیٰ
 نے
 شرعاً
 ہی
 و
 اما
 الذین
 فسقوا
 فما
 وھم

جو لوگ فاسق بین اوکی جگہ جہنم ہو اس سے معلوم ہوا کہ امام کو ضرور یہی کہ اول
عمر سے آخر عمر تک گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک و پاکیزہ ہو اور معنی عصمت کے اور
بعض دلائل اس کے سمجھت نبوت کے مسلک دوم میں بیان ہوئے فلا تغیر
لہذا آیت تائید تیسری یہ کہ امام کو چاہیے کہ سید ہاشمی ہو اور شل پیغمبر کے
والا حسب عالی نسب ہو اور نیرا دون عیوب سے جو باعث نفرت خلایق ہوں
نہیں ہو جیسے جذام و برص و بد خلقی و بخل وغیرہ مہیا کہ سمجھت نبوت میں

بیان ہوا :

مسلم سووم طریقہ امام کے پہچاننے کا کئی طرح سے ہر ایک یہ کہ امام افضل
ہو بیٹے رسول یا امام سابق لاحق کے واسطے افضل کر جائے کہ یہ بعد ہمارے امام
ہو گا جیسا کہ بارخون امام میں پایا جاتا ہے دوسرے یہ کہ امام افضل
ہو تا ہر سب صفات کمالیہ میں تمام امت سے تیسرے یہ کہ وقت ضرورت
و مقابلہ کے اس سے معجزہ ظاہر ہو جس طرح محمد بن حنفیہ اور امام زین العابدین
علیہ السلام سے دربارہ امامت کے گفتگو ہوئی اور دونوں نے حجرا سو دو کو
حکم فرما دیا تو اس نے محمد بن حنفیہ کا کچھ جواب نہ دیا اور امام زین العابدین کا
جواب دیا اور کہا بیشک آپ امام ہیں مگر جب اہل سنت نے دیکھا کہ یہ سب
باتیں تو ہمارے خلفائے میں بائی نہیں جاتیں نہ تو کسی کو رسول نے ان ثلثہ میں
سے اپنا خلیفہ مقرر کیا نہ کوئی ان میں سے فی الواقع جمیع امت سے افضل ہے
نہ کوئی معجزہ ان کو گونے ظاہر ہوا اس سبب سے یہ لوگ ان سب باتوں کے امام نہ
ہائے جائیکے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں جسکو دس یا بیس شخص ملکر خلیفہ بنائے

کتاب نبوت امام

اثبات خلافت جناب امیر

وہی خلیفہ رسول ہو چاہے وہ شخص کیسا ہی ہو بلکہ اگر ابتداً ایک شخص بھی کسیکو
خلیفہ کرے تو وہ خلیفہ رسول ہو جائیگا جس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں عمرؓ نے ابو بکرؓ
خلیفہ بنایا پس وہ کل عالم پر مقرر من الطاعة ہو گئے

سلک چہارم اثبات امامت و خلافت حقہ قبلہ دنیا و دین
جناب امیر المؤمنین بنظر العجائب والغرائب علی بن ابیطالب
علیہ السلام میں واضح ہو کہ بڑا امر اہم دین اسلام میں اور مسئلہ معرکہ الآراء اسلام اور
ام خلافت ہوتی گئی تھی کہ خلیفہ رسول بعد پیغمبر آخر الزمان کے ابو بکر بعد از ان عمر
بعد از ان عثمان بعدہ حضرت علیؓ میں اور شیعہ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ خلیفہ رسول
و افضل ترین خلافت بعد ان حضرت کے بلا فصل جناب امیر علیہ السلام میں اور
حضرت علیؓ کے ہوتے ہوئے (جبکو پیغمبر خدا نے اکثر مقام میں کنایہ و سرانہ ہر طرح
اپنا جائزین قرار دیا تھا) ان اصحاب کلمۃ کو کوئی عمدہ اور کسی قسم کا منصب
خلیفہ نبوی کا نہیں پہنچتا ہے خلاصہ مذہب شیعہ میں سیکڑوں کتابیں اس مطلب کے
اثبات میں لکھی گئی ہیں مچلہ اونکے ایک کتاب الفین ہے کہ حسین و دہزار دلیل
اس مطلب پر بیان ہوئی ہیں لیکن ہم نظر باختصار و لا اثبات خلافت حقہ
جناب امیر میں صرف ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث پر محدودی صلاحیت
کلمہ لایزال کلمہ کے اکتفا کرتے ہیں اور ثانیاً کچھ مطاعن خلفائے ثلاثہ جس سے
عدم لیاقت خلافت بلکہ نفاق و ارتداد انکا ثابت ہوتا ہے بطور شے نمونہ از
خروارے انہیں کی کتابوں سے لکھینگے کہ حق و باطل شخص مصنف و مقلد و رشتہ
ظاہر ہو جائیگا و من لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر اور دشمنان انصاف

اور صاحبان اعتساف کے لیے تو بیانات شافیہ اور آیات بنیات وافیہ خدا و رسول
بکار آمد نہیں لیصل بہ کنڈیاد و عیدی بہ کنڈیاد و مایصل بہ الکافاسقین
نہ ایمان لانا ابو جیل اور ابو لب کا باوجود سمجھانے اور معجزات دکھانے جناب
رسول خدا کے عبرت کے لیے کافی اور وافی ہے

فہم سخن چون نکند مستمع قوت طبع از شکم مجوس

ہدایہ تاجنا چاہیے کہ مقام مناظرہ میں چند ام و نکاحیاں نہایت ضروری
پہلا امر مناظر کو خواہ کتابت ہو خواہ شفا با چاہیے کہ طلب حق مقصود ہو اور
راہ استقامت سے باہر ہو کہ عبادہ عصبیت پر قدم نہ رکھے مگر ہم حضرات اہلسنت
و جماعت کو (خصوصاً اون لوگوں کو جو شرح ملا پڑ سکے چند حدیثیں صحیح بخاری و مسلم
کی یاد کر کے نیم ملا ہو گئے) دیکھتے ہیں کہ چند رسالے جو تعصب سے بھرے ہوئے ہیں
زبان اردو میں تصنیف کر کے شائع کیے ہیں اور ان میں وہ وہ تدلیس اور تبلیس اور
عام فربہ بتاتی شاہ صاحب کی ہے کہ بیان سے باہر ہے اگر احقاق حق مد نظر ہو تا
تو ہرگز تدلیس اور تبلیس عمل میں نہ لاتے تحفہ اور اسکے جوابات کے دیکھنے سے فہرست
جان سکتا ہے کہ شاہ صاحب نے کقدر مضامین خلاف واقع سے سخن سازیان
فسر مائی ہیں خدا کی جزا او کو دے و قد فعل اور یہ سب اہتمام سخن سازی
نہ تھا مگر ایسے کہ عوام کا لالہ نام اور ضعفائے شیعہ اونکے دام فریب میں آجائیں
اور راہ استقامت کو چھوڑ کر سلوک مسلک ضلالت اختیار کرین استغفر اللہ
رع او خوشن گم بہت کرار بہری کند: ایسے ہی لوگوں کی نسبت مولوی
روم نے کہا ہے

در مناظرہ

پس بہر دستے بنا یہ داد دست

اے لبالبیس آدم طلعت است

و کسر ا امر یہی کہ مناظر کو چاہیے کہ حلیم ہونہ یہ کہ بعض صحابہ کی طرح سے
 کمافی صحیح البخاری افط و اعط ہو کیونکہ نفسانیت اور غیظ و غضب کو راہ
 دینے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہی خدا نسر ماتا ہی ولو کنت فظا غلیظ
 القلب لافضوا من حوالت یسنے ای رسول اگر تو درشت اور تند مزاج
 ہو تا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے اور سیرت انبیاء سے ظاہر ہو تا ہی
 کہ جب وعظ فرماتے تھے اور انبات حق کرتے تھے تو کفار کستد غیظ و غضب میں
 آتے تھے اور در پے ایذا رسانی و آمادہ قتل ہوتے تھے جی حال ہم ان حضرات
 اہل سنت و جماعت کا دیکھتے ہیں کہ جب شیعی وعظ کتے ہیں اور انبات حق کرتے ہیں
 یا احقاق حق میں کوئی کتاب لکھتے ہیں تو یہ حضرات اس کے جواب سے عاجز اگر
 بنیظ و غضب در پے ایذا رسانی و آمادہ قتل ہوتے ہیں اور اگر اس کا موقع نہ
 نہ آیا تو یہ بیجا رگی و زبونی و اغو ناہ و اغو ناہ بکارتے ہوئے کچھ کی طرف دوڑتے
 ہیں اگر مرد میدان ہوتے تو زبان قلم جواب دیتے نہ یہ کہ جبر صاحب کو اپنا
 غوث الاعظم بناتے تیسرا امر جس کا لحاظ بہت ضرور یہی کہ مناظر کو چاہیے کہ
 جس امر کو ثابت کرے اپنے مخالف ہی کی کتاب سے اس کا ثبوت دے کہ جسکو
 خود مخالف بھی تسلیم کرے نہ یہ کہ اپنی کتابوں سے اپنے دعوے پر ثبوت لائے
 جس طرح سے اہل سنت فضائل ثلاثہ کو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے ثابت کرتے
 ہیں بملخصہ او نکا اس بات کو کب مانگا واضح رہے کہ غلامان حیدر کرار
 و شیعیمان اہل بیت اطہار کبھی فضائل اہل بیت اور نفاق و ارتداد

۵۲۰ ص
 ج اول جہا پیر

بعض صحابہ کو مقام مناظرہ میں اپنی کتابوں سے نہیں ثابت کرتے ہیں بلکہ کتب مخالفین
 ہی سے اپنا اثبات حق کرتے ہیں اور جانتا چاہیے کہ اختیار کرنا کسی مذہب اور
 دین کا بطور سرسری بظن و تخمین بغیر حصول علم و یقین جائز نہیں ہے بلکہ چاہیے
 کہ جب تک عصبیت کو دل سے دور کرے اور انصاف اور حق پسندی کو اختیار
 کرے اور بدلیل قطعی عقل و نقل متفق علیہ حقیقت مذہب پہچانے نہ یہ کہ یہود اسے
 انا وجدنا ابائنا علی امة وانا علی ائمتنا ہر مقتدون کے مذہب
 آرائی پر چلا جاوے اسی سبب سے ہم کو ابتدا سے شوق کتب مبنی مذہب فریقین
 رہا اس خیال سے کہ ان دونوں مذہبوں میں جو حق ہوگا اسی کو اختیار
 کرینگے بعد سیر کتب فریقین کے ہم کو حقیقت مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی بخوبی
 ثابت ہوئی اور یہ بات کما حقہ متحقق ہوئی کہ حق جناب امیر علیہ السلام کے
 ساتھ تھانہ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کیونکہ جناب رسول خداؐ فرما چکے ہیں الحق
 مع علی وعلی مع الحق حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہیں دھا
 انا اشترع فی المقصود چنو کلا علی اللہ الودود و بدلیل اول اثبات
 خلافت حقہ جناب امیر میں آیہ تبلیغ ہی خداوند حمید قرآن مجید میں فرماتا ہے
 یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فلایغنت
 رسالتہ واللہ یعمہک من الناس یعنی اے رسول جو تم کو خدا کی طرف سے
 حکم ہوا ہے اسکو پہنچاؤ اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہنے اسکی رسالت ہی
 نہیں پہنچائی اور کچھ خوف نکر و خدا تمہاری حفاظت کرے گا تفسیر نیشاپوری
 تفسیر تعلیمی تفسیر درمشورہ سیوطی تفسیر اسباب النزول واحدی تفسیر ابن مردودہ

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۰۵

تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر شاہی کہ یہ سب تفاسیر متبرہ اہلسنت سے ہیں اور شاہ
عبدالغفری دہلوی اور ان کے شاگرد رشید رشید الدین خان اور صاحبِ منتہی لکھا
نے ان تفاسیر کے مشہورہ معتبرہ ہونیکا جابجا استرا کیا ہی آں تفسیر و نہیں تباہ
یہ سب منقول ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی علی بن ابیطالب کے بار میں روزِ غدیر خم
پس حکم ہوا خدا کا پیغمبر کو کہ دربارہ علی کے تبلیغ رسالت کرو پس رسول خدا نے
ہاتھ علی کا پکڑا اور فرمایا میں کنت مولاً فعلی مولاً اللہ و ہوا من
والکاء و عا د من عا د اہ جبکہ میں مولے و آقا ہوں علی او سکے مولی و آقا
ہیں خدا و ندا و دست رکھ او سکوجو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ او سکوجو
علی کو دشمن رکھے اور تریب اسی مضمون کے بہت سی کتب معتبرہ اہلسنت
میں بھی موجود ہیں جیسے کتاب سوۃ القربی کتاب فضول مہمہ کتاب توضیح
الدلائل کتاب مفتاح النجا کتاب مطالب السؤل کتاب عمدۃ القاری
شرح صحیح البخاری وغیرہ اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں ہے کہ ابن عباس
اور برابر بن عازب کہ یہ دونوں صحابی جلیل القدر ہیں اور اہل بیت طاہرین
سے امام محمد باقر علیہ السلام یقیناً اور حتماً و جزاً اسیکے قائل ہیں کہ یہ آیہ وافی ہے
در بارہ تبلیغ حکم ولایت اور فضیلت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے نازل ہوا
بلکہ تفسیر ابن مردویہ میں جبکہ شاہ عبدالعزیز نے تحفہ میں بہت معتبر کیا ہے
منقول ہے کہ زمانہ رسول خدا میں تلاوت اس آیت کی یوں تھی یا ایہا
الرسول بلغ ما أنزل الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین
وان لم تفعل فما بلغت رسالته یعنی اے رسول پہونچاؤ اوس حکم کو

عبارت نکند

ص ۵۵
چھاپہ دہلی

جو منزل ہوا ہر تھارے پروردگار کی جانب سے کہ علیؑ آقا و سردار مومنوں کے
ہیں اگر اس حکم کو نہ پہنچا یا تو خدا کی پیغمبری تھنے اور انہیں کی آپ ہم تفصل
ماجرائے غدیر خمین کے محدثین اور علما کی کتابوں سے لکھتے ہیں شکوۃ شریف
میں زید بن ارقم سے روایت ہے ان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم
اخذ بيد علي فقال السمر تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم
قالوا بلى قال السمر تعلمون اني اولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى
فقال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه فليعه عمر بعد ذلك فقال له هنيئًا لك يا بن
ابيطالب اصبحت وامسيت مولیٰ كل مؤمن ومؤمنة يعني جب
رسول خدا غدير خم میں آئے تو ہاتھ علیؑ کا پکڑ کر فرمایا یا تم لوگ نہیں جانتے
کہ میں سب مومنین کے لیے اُنکے نفسوں سے اولیٰ بقرب ہوں (یعنی اُنکا
مالک اور صاحب اختیار و سردار ہوں) جسے بالاتفاق کہا ان آپ
ایسے ہی ہیں پھر حضرت نے تاکید فرمایا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں ہر مومن
کے لیے اُنکے نفس سے بہتر ہوں (اُسکے امور دینی اور دنیوی میں)
جسے کہا البتہ آپ ایسے ہی ہیں تب حضرت نے فرمایا بار خدا یا جسکا میں مولیٰ
و آقا ہوں علیؑ بھی اُسکا مولیٰ و آقا ہو خداوند اوست رکھ اُسکو جو علیؑ کو
دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے بعد اسکے عمر نے
جناب امیر علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو آپکو احوال ابھی
صبح کی آپنے اور شام کی آپنے در انحالیکہ مولا ہوئے ہر مومن اور مومنہ کے

ص ۶۱۶
جہاد و امامت
ص ۳۵
جہاد و امامت

اور صحیح ترمذی میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا میں کنت مولاً فعلے مولاً
اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے در اسانے مراجعت
چون بمنزل خدیویم کہ از لواحق جعفر است رسید نماز پیشین را در اول وقت
گذارد و بعد از ان رو بسوے یاران کرد و فرمود الست اولی بالمؤمنین
من انفسهم آیا نستم من اهل بیت من انفسنا ایٹان و روایتے آنکہ
فرمود گو یا مرا بجا عالم بقا خواندند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در بیان
شما دو اعظم میگزیرم و یکی از دیگرے بزرگ تر است قرآن و اہل بیت
پیشینہ و احتیاط کنید بعد از من کہ بان دو امر بگو نہ سلوک خواہید نمود و رعایت
حقوق آئنا بچہ کیفیت خواہید کرد و آن دو امر از یکدیگر ہرگز جدا نخواہند شد
طالب حوض کوثر بمن رسد آنگاہ فرمود بدرتیکہ خداے تعالیٰ مولائے من است
و من مولائے جمیع مؤمنانم و بعد از ان دست علی را گرفت و فرمود
من کنت مولاً فعلے مولاً اللہم وال من والاک و عاد من عادک
واخذل من خذله و انصر من نصرک و ادر الحق معہ حیث کان
خلاصہ ان سب مراتب کے بعد حسان بن ثابت نے پیغمبر خدا سے
اجازت لیکر اس بارہ میں اشعار و بحسب کہے ہیں کہ جس سے خلیفہ بلا فصل
ہو ناخواب امیر کا بخوبی سمجھا جاتا ہے اور ان اشعار کو حسان کے بہت سے
علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے و ان میں سے ہم فقط ایک ہی
شعر را کتفا کرتے ہیں

فقال له فتم يا علي فانه	رضيتك من بعدك اماما وها ديا
-------------------------	-----------------------------

وامرتنا ان نضليخا فقبلناه منك وامرتنا بالزكوة فقبلناه وامرتنا ان نضلي
شهر رمضان فقبلناه وامرتنا بالحق فقبلناه ثم لم ترض بهذا حتى
رفت بصبي ابن عمك ففضلته علينا وقلت من كنت مولاه
فعلى مولاه اهذه اشئ منك امر من الله فقال م والذى لا اله الا هو
ان هذا من الله فولى الحارث بن النعمان يريه راحلته وهو يقول
الله ان كان ما قال محمد حقاً فامطر علينا حجارة من السماء واثننا
بعذاب اليمر فما وصل اليها حتى رماها الله بحجر فسقط على هامته
وخرج من دبره فقتله وانزل الله عز وجل سأل سائل بعذاب ابى اقع
للكافرين ليس له دافع ينجي رسول خدام غدیر خم من يہونچے اور
لوگوں کو جمع کیا اور اتر علی کا کپڑا فرمایا میں کنت مولاه فعلی مولاه تو یہ بات
بسبب متفرق ہونے لوگوں کے تمام بلاد میں مشہور ہوئی یسینے پیغمبر نے علی کو اپنا خلیفہ
اور جانشین کیا یہی یہ خبر حارث بن نعمان فری کو بھی پہونچے یہ سکر وہ اونٹ پر
سوار ہو کر مدینہ میں پیغمبر خدا کے پاس آیا اور اونٹ سے اتر کر اسکو بانہ
و یا بعد اسکے حضرت کے پاس اگر بیٹھا اور اسوقت رسول خدا کے پاس
بہت سے اصحاب بیٹھے تھے کئے لگا ای محمد اپنے حکم کیا کہ حکم پر صوا و شہادت
دو کہ خدا ایک ہوا آپ اس کے رسول ہیں ہم لوگوں نے قبول کیا آپ نے
حکم کیا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اسکو بھی قبول کیا آپ نے حکم کیا کہ زکوۃ
دو یہ بھی قبول کیا آپ نے حکم کیا کہ تمام مہینہ رمضان کا روزہ رکھو یہی ہنسنے
مان لیا آپ نے حکم کیا کہ حج خانہ کعبہ کو واسکو بھی ہم سینے منظور کیا اتنی باتوں پر آپ

راضی بنوے یہاں تک کہ اپنے بھائی کے بازو اٹھا کر اونکو خلیفہ کیا اور ہم سب لوگوں پر
 اونکو فضیلت دی اور کہا جسکامین مولی ہوں اوسکا علی مولی ہے یہ بات انکی طرف
 تھی یا خدا کی طرف سے حضرت نے منہ مایا قسم دی اوس خدا کی جو وحدہ لا شریک
 ہے یہ بات خدا ہی کی جانب سے تھی یہ سنکر عمارت اپنی سواری کی طرف یہ
 کستا ہوا چلا خدا و خدا اگر یہ بات جو محمد نے کسی پرچہ پر تو تو اوس شخص پر
 آسمان سے پتھر برسا یا عذاب دردناک نازل کر آوی کستا ہر وہ اپنی سواری
 تک نہ پہنچا تھا کہ خدا نے ایک پتھر اوسکے سر پر گرایا کہ نیچے سے نکل گیا اور
 اصل جہنم ہوا اوسوقت خدا نے یہ آیت نازل کی سائل سائل الایۃ یعنی
 سوال کیا ایک سائل نے اوس عذاب کا جو کافر دیکھے واسطے یہ کہ اوسکو کوئی
 دفعہ بین کر سکتا ہے کہ یہ انہیں جو منہ پر درد و گار عالم نے چاہا کہ ظالمین پر
 اپنی حجت بوجہ اکمل تمام کرے تاکہ قیامت میں جب خدا پوچھے کہ تھے علی کا
 ساتھ کیوں چھوڑا اور ٹلا کہ ساتھ کیوں دیا تو اوس پر یہ الزام عائد ہو کہ
 لوگ کہیں خدا و خدا تو نے اپنے رسول کو کیوں حکم نہیں دیا کہ وہ اپنا خلیفہ کیوں
 کر جاتے اسی سبب سے بعد وفات تیرے نبی کی ہم لوگ اونکے کفن و دفن
 میں بھی شریک بنوے اویکی ہی کر کے جہان پر شورۃ باطل ہوا کرتا تھا بعد جبرگٹے
 اور تکرار کے اپنی رائے سے ایک شخص نے خدا و کیوں خلیفہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا
 اگرچہ اس رائے میں بنی ہاشم اور علی شریک نہ تھے تا نیا حق تعالیٰ نے اپنے
 رسول سے کس قدر تاکید کی تبلیغ رسالت میں (جو دربارہ خلیفہ کرنے علی کے تھی)
 منہ پایا ہی رسول اگر ایسا نہ دے گا اور اس حکم خاص کو نہ پہنچا دے گے یہ علی کو

خليفة نہ مقرر کر دگے تو تنہے گویا ہماری کوئی رسالت ہی نہ ہو نہ چائی ہوگی مثالاً
رسولِ خدا کو سبب نازل ہونے آئے تبلیغ کے (جو نص صریح ہو کہ بتا کید ا کید ہر
خليفة کرنے پر علی کے) ایک قسم کا خوف منافقوں کی جانب سے تھا کہ یہ لوگ علی سے
تو عداوت اور حسد رکھتے ہی ہیں سب ادا کین بگو اگر میں اس سبب سے خدا سے
عرض کی خدا و مذا میں اس امرِ عظیم کی کیونکر تبلیغ کروں مجھے خوف ہی کہ یہ لوگ
میری تکذیب کریں اور فساد کریں میں تجھ سے امیدوار ہوں کہ مجھ کو انکے شر سے
بچاؤ اور میری حفاظت کر لیں واسطے تسکین رسول کے خدا نے یہ فرمایا واللہ
يعصمکم من الناس تم خوف نہ کرو و تم کو ان لوگوں سے کچھ ضرر نہ پہونچے گا خدا تمہاری
حفاظت کریگا الرابع اب اہتمام رسولِ خدا کو خیال کرو کہ اس شدتِ
گرمی میں کہ پیش اور زمین کے دہکنے کی وجہ سے بعض لوگ اپنی چادر تلوونکے
نیچے لپیٹتے تھے جیسا کہ مورخین نے لکھا ہو کہ سقدرا ہتمام کیا اولاً لوگوں کو جمع کیا
اور منبر بنین تھا تو بالانہا سے شتر کا منبر بنایا اور اُتھ بھی علی کا بکڑا اور بلند
کیا کہ سب دیکھ لیں کیونکہ باقی زبے ایسا نہ کہ اپنے گھروں پہونچ کر کہیں
کیا معلوم اونہوں نے کہ علی کو خلیفہ کہا تھا اس مجمع میں اس نام کے
بہت سے لوگ تھے خامساً جب اونحضرت زبے سب لوگوں سے اپنے
بہتر اور اولے بہ صرف ہونیکا ساتھ قلی اپنے الست ادلی بکرم الفسکر
کے اترارے لیا تو ساتھ ساتھ فرمایا جبکہ میں موئے ہوں اوسکے علی
موئے میں رہے اس سے صاف ظاہر ہو کہ جی طرح نبی کو امورِ مسلمین میں
اختیار اونی طرح علی کو بھی ہر طرح کا اختیار تھا اور جی طرح نبی کے

مالک اور مختارتے اسی طرح علی بھی سب لوگوں کے مالک و مختارتے سادہ سادہ
 واسطے ترغیب لوگوں کے کہ طرف علی کے رجوع کریں اور اس استخلاف کو
 امر مسلح سمجھ کر قبول نہ جائیں پیغمبر خدا نے علی کے دوستوں کے واسطے دعا اور
 دشمنوں کے واسطے بد دعا کی خلاصہ ان سب باتوں سے بعلم الیقین خلیفہ بلا فصل ہوتا
 جناب امیر کا سمجھا جاتا ہے مگر افسوس حضرات اہلسنت مدارج نفس رسو کو
 قبولے اور اون سے ہاتھ اٹھایا اور نے محبت ابو بکر ہی میں بقتضائے
 اشہر بوافی قلوبہم العجل ایسے سرشار ہوئے کہ حب الشیء یجعی یصہم کی
 مصداق ہو گئے اور زمام انصاف کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا جس کا کوئی مائل
 تجویز کر سکتا ہو کہ جس کے واسطے یہ سب اہتمام منجانب خداوند جبار اور رسول خدا
 ہوں وہ تو خلیفہ نہو بلکہ اس کو خبر تک نہ کریں اور اس سے رائے تک نہ پوچھیں
 اور غیر لوگ کیسی کر کے خلیفہ رسول ہو جائیں رع این خلافت نہ نظر افت
 شدہ الحاصل جب رسول خدا نے حضرت علی کو علیہ رؤس الاشہاد اپنا
 خلیفہ اور جانشین کر دیا تو اتفاق ناگہانی خلیفہ ثانی ملکہ وہ صاحب سہمی
 جنگیہ نہ تھے بانی سبانی تھے جناب امیر کے پاس پہنچ گئے اور دیکھ کر کہنے لگے
 بخیر تلک یا بن ابیالب اصحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنہ
 جیسا کہ ابن سغازلی شافعی کے ہر مناقب میں وغیرہ نے فی غیرہ لکھا ہے
 اور بنا بر روایت شکوۃ و علامۃ نیشاپور رھنیثا تلک یا بن ابیطالب
 واقع ہے یعنی مبارک ہو مبارک ہو اچھا ای ابن ابیہ کہ آج سے آپ
 ہمارے مولے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے مولے ہوئے اور معاف اللہ اور

ص ۱۳۳
جلد دوم جہاد باہمی

سید جہاد و انصار
وزیر سفیر

لاؤ غنۃ القفار حبیب السیر میں لکھا ہے کہ بعد ان سب مراتب کے جناب امیر المؤمنین
اپنے خیمہ میں آکر بیٹھے پس لوگ خیمہ میں آکر مبارکباد دیتے تھے بعد ان لوگوں کے
ازواج بنی نے بھی پیغمبر خدا سے اجازت لیکر خیمہ جناب امیر میں آکر مبارکباد دی
اور بچلے اور ان اصحاب کے عمر نے بھی مبارکباد دی مگر بڑے افسوس کی بات ہے
کہ خلافت مآب نے اس اپنے قول کو روز سقیفہ مجملہ دیا اور نسیا منیا کر دیا
روز سب مہاجر و انصار میں جبکہ اموات تھا ایک کہتا تھا ہم میں سے امیر ہو دو
کہتا تھا میں ہم میں سے امیر ہو کوئی کہتا تھا یہ سب جانے دو آؤ ہم تم دو ان
صلح کر لین کیلئے زمین جبکہ زمین ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو پھر
کوئی کہتا تھا ایسا نہیں ہوگا بلکہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے ایک
وزیر ہو جیسا کہ صحیح بخاری میں ماجر اسے روز سقیفہ میں بالتفصیل مذکور ہے
آخر خلیفہ ثانی نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور کہا آؤ ہم تم سے بیعت کریں کہ تم سب میں
بڑے ہو آؤ سب روز غمر نے یہ نہ کہا کہ تم لوگ کیوں جبکہ تم ہو علی تو موجود ہیں
جبکہ پیغمبر نے ہم پر اور تم سب پر خلیفہ کیا ہے اور ہم مبارکباد بھی دیکھ میں ہماری
مبارکباد لغو ہو جائیگی مگر وہ ان تو یہ خیال تھا کہ اگر ہم علی کو خلیفہ کر دینگے تو
وہ کب ہمارے کہنے میں رہینگے اور اگر ہم خود خلیفہ ہو جائیں تو لوگ نفایت
اور خواہش دنیا کی طرف نسبت دیکر چین سے رہنے نہ دینگے آؤ ابو بکر کو
خلیفہ بنا دیں اول تو یہ ہمارے کہنے سے باہر نہیں ہونگے دوسرے یہ بڑے
مہمان چند روزہ ہیں دو تین برس میں تمام ہو جائینگے پھر تو سوا سے ہمارے
اور کون ہو سکتا ہے اگر ابو بکر ہمارے واسطے وصیت نہ کریں گے تو ہم نور الزام

دینگے کہ اگر ہم تمہارا ہاتھ نہ پکڑتے اور دستگیری نہ کرتے تو تم کبھی خلیفہ نہ ہوتے
اب تم ہلکے کیوں محسوس کیے جاتے ہو یہی سب خیال کر کے عمر نے ابو بکر کو
خلیفہ بنایا بہر حال روزِ غدیر خم جب یہ سب مراتب طے ہو چکے اور علیؑ کو
حضرت رسولؐ اپنا خلیفہ بنا چکے اور اجمعی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے
کہ (بروایتِ اخطب خوارزم و بنا بر روایت ابن مغازلی فی کتاب فی المناقب
علی بن ابیطالبؑ و بنا بر روایت ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم وغیرہ) یہ
آیہ نازل ہوا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا یعنی آجکے روز تم لوگوں کے واسطے میں نے دین کو کامل
کر دیا اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام اور پورا کر دیا (بسببِ آقائی اور
سرورائی امیر المؤمنینؑ کے) اور راضی ہوا میں اور پسند کیا میں نے تم لوگوں سے
دین اسلام کو بعد اسکے رسولؐ خدا نے یہ خطبہ پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر علی
اکمال الدین و اتمام النعمة و مرضی الرب ہر سال لے والوایۃ لعلیؑ
ابن ابیطالبؑ یعنی شکر کرتے ہیں ہم خدا کا اور وہ سب سے بڑا ہے
کہ ہمارے دین کو اوستے کامل کیا اور نعمت کو اپنی تمام کیا اور ہماری رسالت
سے راضی ہوا اور اس بات سے کہ علیؑ کو بعد میرے ولایت ہوئی خوش ہوا
اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تبلیغ نہیں تھی مگر واسطے کسی املیل و عظیم کے جسکے سبب
دین خدا کامل ہوا اور اللہ نے اپنی نعمت کو پورا کیا اور وہ نہیں ہی گرفت
و خلافت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے لیے اور پیغمبرؐ خدا نے تو خطبہ
تبصریح فرما دیا والوایۃ لعلیؑ بن ابیطالبؑ بعد کے یعنی ولایت

نیز آیت البیوم اکملت لکم دینکم

ہو اناست سے علی بن ابیطالب کی جو بعد میرے ادگو ہوئی جو خدا خوش ہوا
خلاصہ خدا نے غلامی پر اوس روز اپنی حجت تمام کر دی اور دین نبی کو انصر
اور جمل نہیں چھوڑا بلکہ کامل کر دیا اب اگر بعد اسکے بسبب ہو جس نفسانی اور
اغوا سے شیطانی یہ لوگ حجت خدا کو بھلا دین تو خدا پر الزام نہیں آسکتا

جنت و نار و عذاب وغیرہ

گر نہ بند بروز شب پرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

واضح ہو کہ حدیث غدیر خم بہت مشہور اور متواتر ہے کہ کوئی صاحب دیانت
انکار نہیں کر سکتا جیسے بنظر اختصار دو تین راویوں سے لکھا ہے والارادی
اس حدیث کے سیکڑوں میں چنانچہ ابن منازلی نے کتاب مناقب میں
لکھا ہے کہ حدیث غدیر خم کو قریب ستو صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ ابوہریرہ
عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور وہ حدیث ایسی ہے کہ ثابت ہے اور کوئی علت و نقص
ہم اوسین نہیں دیکھتے ہیں اور علی اس فضیلت میں متفرد ہیں اور کوئی
اوٹکا شریک نہیں ہے

انکار و الجنت از تو انوار
حدیث غدیر

تَنْبِيْہُ اس مقام پر اکثر اہل سنت نے جب دیکھا کہ اس حدیث سے تو
بڑی قباحت لازم آتی ہے سارا کھیل سنا جاتا ہے بالکل حل اجماع سقیفہ کہ
انقادا و سکا کبھی بوجہ شرعی نہ تھا ساقط ہوا جاتا ہے ساری خلافت
خلفائے ثلاثہ کی درجہ و برہم ہوئی جاتی ہے تو اس حدیث میں نقص لگانے
لگے اور آفتاب پر خاک ڈالنے لگے پہلے تو کہا کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے
حالانکہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ اس حدیث کو ستو صحابیوں نے زیادہ نے
روایت کیا ہے اگر اون سب روایتوں کو ہم لکھیں تو ایک بڑی عمدہ کتاب

اسی میں ہو جائے چنانچہ ابن عتہ نے ایک کتاب مخصوص اس حدیث غدیر میں
 لکھی ہے اور شیخ ابن کثیر شامی شافعی نے اپنی تاریخ میں محمد بن جریر طبری کے
 حال میں لکھا ہے کہ وہ ابوالمعالی جوینی شیخ اہلسنت سے نقل کرتے ہیں کہ وہ
 تعجب کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں ایک جلد کتاب صحائف کے بیان دیکھی
 اور سنی پشت پر لکھا تھا یہ اثنا عشرین جلد پر حدیث غدیر خم کی ایسی حدیث
 کو غیر متواتر کہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے تبص مقامات میں ایسے روایت
 صلوٰۃ ابو بکر کو جسکو آٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے انکے علمائے اوسکو متواتر
 کہا ہے بلکہ ایک حدیث کو چار ہی صحابہ نے روایت کیا ہے اوسکو بھی متواتر کہا
 پس تعجب ہے کہ نواسط صحابی کی روایت تو متواتر نہوا اور آٹھ اور چار کی متواتر
 ہو جائے پھر تعصب و عناد اور بغض و لدا کے اور کس امر پر معمول ہو دیکھو
 یہ اعتراض کر نیلگے کہ جیسے مانا کہ یہ حدیث صحیح بھی ہو تو کہیں سولی کے سنے
 اولیٰ کے نہیں آئے ہیں بلکہ بیان دوست کے شخص مراد ہیں جسے حضرت نے
 فرمایا جبکہ میں دوست ہوں اور سکے علی دوست ہیں سبحان اللہ کتنی عجائبات
 تخلف کر کے دریائے محبت تلخ میں ایسے غرق ہوئے کہ ناقہ عشوا کی طرح
 با تھ بانوں مارنے لگے اور حدیث غدیر خم میں جو قاصع بنا خلافت تلخ ہے
 تا دیلات بارودہ کرنے لگے یہ کیا حق پوشی اور ناحق پوشی ہے ذرا انصاف سے
 دیکھو کہ خداوند جبار کا تاکید کرنا اور رسول مختار کا اوسس و صوبہ میں
 لوگوں کو جمع کرنا یا نہانک کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے اؤنگو پھیر لیا اور جو لوگ
 پیچھے رہ گئے تھے اؤنگو انتظار کیا تا انیکہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہوئے

یعنی عبارت کہنی
 الجملہ التماس و لغو
 من طلق من کت
 مولا فاعلم مولا
 بکراہت از آمدن
 سولے بجنے اولے

کیا یہ سب اہتمام فقط اسی واسطے تھا کہ حضرت کمین جب کایں دوست ہوں اوسکے
 علی دوست ہوں اور حضرت عمر اور سب اصحاب اور اہل ایمان و مؤمنین اسی کی سبابت
 دین کہ آج سے آپ ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے دوست ہوئے نیز اب تک تو
 آپ سب مسلمانوں کے پورے دشمن تھے آج سے یکے دوست ہو گئے اس بات میں
 علی کو مبارکباد و غریبی تھی بلکہ سب مسلمانوں کو مبارکباد دینی تھی کہ علی ایسا شخص
 جو ہمیشہ تمہارا دشمن تھا وہ آج سے دوست ہو گیا حاشا و کلا ایسا نہیں ہو سکتا خدا کا
 تبلیغ رسالت میں تاکید کرنا اور پہلے حضرت کا یہ کہنا کہ میں تم لوگوں کی جانوں سے اوسے
 نہیں ہوں اور سب لوگوں کا اقرار کرنا کہ ہاں آپ ہم یکے نفسوں سے اولی میں بعد اسکے
 فوراً حضرت کا فرمانا پس جان رکھو کہ جب کایں مولی ہوں اوسکے علی مولی ہوں اور
 بعد اسکے عمر کا بلکہ سب لوگوں کا مبارکباد دینا کہ آج سے آپ ہمارے اور سب مؤمن
 اور سب مؤمنہ کے سوتے ہوئے ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہو کہ مولی بمعنی اولی
 بلکہ اولی تصرف کے ہیں کیونکہ اولویت کے ساتھ کوئی قید نہیں ہے اور جو عقیدہ نہیں ہوا
 تو معمول علی العام ہو گا اور جب معمول علی العام ہوا تو تصرف بھی اوس میں داخل
 ہو گا فثبت المطلوب آورد و سقی میں ایک کی ساتھ دوسرے کے کیا فخر ہے
 ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا دوست ہونا ہی حق تعالیٰ فرماتا ہے و
 المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یعنی نہ یکنیں اور مؤمنات
 بعض ان کے دوست ہیں بعض کے اب ہم مولی کو بمعنی اولی تصرف کے نہیں کہی
 کتا ہونے بلکہ صحیح مسلم سے بلکہ صحیح بخاری سے جب کہ یہ لوگ بعد کتاب باری سمجھتے ہیں
 ثابت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ائمہ انصاف و اہدیکو سبب سنو اگر دیتے ہیں

نہایت مولی معنی اولی
 و صحیح بخاری

ص ۳۳۳
کتاب الاستقامت
ج اول مجلد پیر

صحیح بخاری میں ہے عن ابی ہریرۃ ان النبی ص قال ما من مؤمن الا وانا
اولی به فی الدنیا والاخرۃ اقرؤ ان سئلوا النبی اولے بالمؤمنین
من الفسھر فایما مؤمن مات وترك ما لا فلیہ نہ عصبتہ من کان
ومن ترك دینا و ضیاعا فلیاتنی فانما مولایہ یسے ابو ہریرہ سے منقول ہے
کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کوئی مؤمن نہیں ہے مگر یہ کہ میں اولے ہوں ساتھ اس کے دنیا
اور آخرت میں اگر نکو شک ہو تو اس آیت کو پڑھ لو النبی اولی بالمؤمنین
من الفسھر پس جو مؤمن مرے اور کچھ مال چھوڑے چاہیے کہ اس کا قرابت
وارث ہو جو کوئی ہوا اور اگر دین چھوڑے یا اہل و عیال محتاج کو چھوڑے
پس چاہیے کہ وہ میرے پاس آوے کہ میں اس کا مولے ہوں قطلانی نے
ارشاد الساری میں دانا مولایہ کی تفسیر میں لکھا ہے ای ولی المیت اتوٹے
عنه امور آس سے ظاہر ہوا کہ مراد مولی سے ولی بمعنی متولی امور کے ہے
اور جو شخص متولی امور کیسا ہوگا تو بیشک اولی بتصرف اس کے امور میں ہوگا
اور سیاق و سباق حدیث سے (کہ پیغمبر خدا نے پہلے تو اپنا اولی ہونا بیان
فرمایا اور اس پر آیت قرآنی سے استدلال کیا بعد اس کے فرمایا جو شخص چھوڑے
دین یا اہل و عیال محتاج کو اس کو چاہیے میرے پاس آوے کہ میں اس کا مولے
ہوں) صاف ظاہر ہے کہ مولی بمعنی اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہے اور تفسیر رضوی
میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ما واکم التارہی مولکم ہی اولی بکم
کقول لبید

نیز صحیح بخاری میں ہے

ص ۳۳۸
جما پوری

نیز صحیح بخاری میں ہے

فقدت کلا الفر جان تحسب اہ	مولی الخافۃ خلفھا و اما مہا
---------------------------	-----------------------------

وکیو بیان مولے کے معنے اور لے کے مفسرین نے مراد لیے ہیں اور اوپر قول ہے
 لبیک کے استدلال کیا ہے اور عبدالرحیم نے اس شعر کی شرح میں لکھا ہے الفرج
 موضع الخافۃ واداد بالمولے الاولے اور ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا ہے
 قد نکس بذكر المولى في الحديث وهو اسم يقع على جماعة كثيرة فهو الرتبة
 والمالک والتتدینے ذکر مولیٰ کا حدیث میں اکثر آیا ہے اور اس کے معنے
 بہت ہیں یعنی پرورش کنندہ اور مالک اور سردار کے اور سبھی بہت سے لوگوں کے
 مولے کے معنے مالک اور سردار کے لکھے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مولیٰ کے معنی
 اولیٰ بقرب اور متولی امور اور مالک اور سردار کے سب ہیں والحمد للہ علی
 ذلک پس خیال کرو کہ جو شخص بفرمودہ رسول خدا سب لوگوں میں بہتر اور اعلیٰ
 بقرب اور مالک اور سردار اور متولی امور مسلمین ہو وہ کیونکر بعد نبی خلیفہ
 بلا فصل نہیں ہو سکتا ہے حالانکہ خود جناب امیر وقت استنباد منبر رسول پر
 جا کر اپنی خلافت پر اس حدیث غدیر کو دلیل لائے ہیں اور لوگوں نے قسم دیکر
 اس حدیث کو چھپا ہی پس بارہ شخص اوٹھے اور گواہی دی کہ یہ حدیث سچی
 مگر اس نے گواہی ندی حضرت نے اس کے حق میں بددعا کی کہ سفیدی درمیان
 دونوں ابرو کے اس کے ظاہر ہو لی کہ کسی طرح چھپ نہیں سکتی تھی اور اس
 حدیث کو ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اور جامی نے شواہد النبوة میں اور ابن خلدون
 نے کتاب مناقب میں اور جمال الدین عطار اللہ شیرازی نے کتاب الریاض
 میں لکھا ہے اور زید بن ارقم نے بھی بروایت شواہد النبوة اور برابر بن عازب
 بروایت الریاض گواہی نہیں دی حضرت کی بددعا سے وہ دونوں اندھے

۵۴
 شرح سید محمد
 جہا پوری
 ص ۵۴
 نیت اولیٰ الایمان
 طرین

شکستہ جناب امیر
 زید بن ارقم
 ابو جہل بن امیہ

ابو جہل بن امیہ
 زید بن ارقم
 شکستہ جناب

ہو گئے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب امیر المومنینؑ بعد رسول خدا ص کے
 خلیفہ بلا فصل تھے اور انکے ہوتے ہوئے کوئی منصب ثلثہ کو خلیفہ ہونیکا نہ تھا
 خصوصاً اس صورت میں کہ خود عمر نے بلکہ ابو بکر نے بھی بروایت کتاب صحاح
 و زین الفقی سبار کیا دوی ہوا اور اپنا آقا اور سردار بنایا ہو تو سردار اور
 رئیس اور متولی امور کے ہوتے ہوئے جو اسکا ماتحت ہی وہ کب خلیفہ اور
 حاکم ہو سکتا ہی اور بعض متعصبین نے جب دیکھا کہ یہ سب تاویلین ہماری کچھ
 خوب شیک نہیں بنتیں اور خلافت خلفائے ثلثہ کی بالکل درہم و برہم ہوئی
 جاتی ہی تو ہار کر کہنے لگے ہمنے مانا کہ علی خلیفہ ہیں تو اس سے یہ کب ثابت ہوا
 کہ حضرت علی پہلے درجہ کے خلیفہ ہیں کیون نہیں ہو سکتا کہ یہ خلیفہ کرنا پیغمبر کا
 غدیر خم میں جو تھے درجہ کی خلافت مقصود ہو گیا کہ ناصب دہلوی بھی لکھا ہے
 جس یہ بات ایسی ہی کہ ایک لڑکا بھی سنکر ہنسنے لگے کیونکہ جبکو ذرا بھی
 عقل ہوگی وہ کبھی قبول نہ کریگا کہ پیغمبر نے اتنا اہتمام کر کے اس گرمی میں
 لوگوں کو جمع کر کے جو تھے درجہ کی خلافت تو بیان کی اور تین درجے اوپر کے
 اوڑا دیے کچھ ذکر تک نہ کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے عزیز و قریب کو صلے
 رُوس لاشنا و خلیفہ کرے اور کہے کہ یہ ہمارے بعد ہمارا خلیفہ اور تم لوگوں کا
 سردار اور مالک ہی تو بعد مرنے اس بادشاہ کے کیا لوگ ہی سمجھتے کہ
 اسکو جو تھے درجہ میں بادشاہ ہونا چاہیے پہلے تین درجے میں مصاحب ملازم
 رفیق لوگوں کو تخت پر بیٹھنا چاہیے ع بر این عقل و دانش بایا گریست نہ
 علاوہ اسکے اس قول سے تھارے میں مطلب ہمارا ثابت ہوا اور خلافت

اور جناب امیر المومنینؑ
 کے بعد خلافت نہیں رہی

نہیں

فاحض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ ۲۲ لا تستخلف علینا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لویا یمتوہ واطعمتوہ اذ خلکم الجنۃ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں مجھ کو رسول خدا نے اوس شب جس رات کو جنوں نے ملاقات ہوئی ہوا اپنے ساتھ لیا یہاں تک کہ ہم سب ایک مقام بلند پر مکہ کے پہنچے پس حضرت نے گرد میرے ایک نشان کر دیا اور فرمایا تو یہاں آگے نہ بڑھنا یہ لکھ کر آپ بہار میں چلے گئے اوس وقت کچھ لوگوں کو مکہ میں نے دیکھا کہ بہار سے اترے یہاں تک کہ میرے اور حضرت کے درمیان میں حائل ہو گئے پس میں نے تلوار کھینچی اور دلعین سو سچا کہ جاؤ ان لوگوں کو مار کر رسول خدا کو چھوڑا لاؤن ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ حضرت نے یہاں سے ہٹنے کو منع فرمایا ہے ابن مسعود کہتے ہیں یہ خیال کر کے میں برابر وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور حضرت تشریف لائے فرمانے لگے تو برابر اس طرح کھڑا ہی میں نے کہا اگر آپ ایک مہینے تک تشریف لاتے تو بھی میں یہاں سے نہ ملتا بعد اسکے جو میرے دل میں گذر استا بیان کیا حضرت نے فرمایا اگر تو یہاں سے ملتا تو میرے مجھ سے اور تجھ سے قیامت ہی میں ملاقات ہوتی بعد اسکے حضرت نے اپنی انگلیوں کو میری انگلیوں میں دیکر فرمایا میں وعدہ کیا گیا تھا کہ میرے ساتھ جن دواں دونوں ایمان لائیں گے انسان تو ایمان لائے اور جنات کو بھی تو نے دیکھا اب میں گمان کرتا ہوں کہ میری موت قریب ہو چکی اب میں مسعود کہتے ہیں نے کہا یا رسول اللہ ۲۳ بھرا آپ ابو بکر کو خلیفہ کیوں نہیں کر جاتے یہ منکر حضرت نے منہ پھر لیا میں سمجھا کہ حضرت کو ابو بکر کا خلیفہ ہونا منظور نہیں ہے

ہنگامہ کر دین سو مخلوق اس راخدا
رہی کہ جو عمر و حیات خود

تب میں نے کہا عمر کو خلیفہ مقرر کیجیے پھر حضرت نے منہ پھیر لیا تب میں سمجھا کہ عمر کا
 خلیفہ ہونا حضرت کے موافق رضی اللہ عنہ میں نے کہا علی کو خلیفہ کیجیے فرمایا ہاں
 یہ ہو سکتا ہے قسم خدا کی اگر تم لوگ علی کی بیعت کرو گے اور ان کی اطاعت کرو گے
 تو خدا تم لوگوں کو بہشت میں داخل کرے گا اور انطب خوارزم نے کتاب مناقب
 جناب امیر المؤمنین عبداللہ بن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے کہ ایک روز میں
 رسول خدا کے ساتھ ایک میدان میں موجود تھا دیکھا میں نے کہ رسول خدا اپنے
 ایک غنڈھی سانس کھینچی میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں غنڈھی سانس
 کھینچتے ہیں فرمایا اے ابوبکر میری موت کا پیام آگیا میں نے کہا یا رسول اللہ
 اب آپ کیسے خلیفہ مقرر کر جائیے حضرت نے فرمایا تو نے لکھو تجوڑ کیا ہے میں نے
 جواب دیا ابوبکر کو یہ سنکر حضرت جب ہو رہے تھے بعد اسکے پھر غنڈھی سانس
 کھینچی میں نے کہا کیا ہے جو آپ غنڈھی سانس کھینچتے ہیں فرمایا میری موت کا
 پیام آگیا میں نے کہا کیسے خلیفہ کر جائیے فرمایا لکھو خلیفہ کروں میں نے کہا
 عمر بن الخطاب کو یہ سنکر حضرت جب ہو رہے تھے بعد اسکے پھر غنڈھی سانس
 کھینچی میں نے کہا یہ کیا سبب ہے جو آپ بار بار آہ سرد کھینچتے ہیں فرمایا چونکہ
 موت کا پیام آگیا میں نے کہا آپ ضرور کیسے اپنا خلیفہ کر جائیے فرمایا لکھو
 خلیفہ کروں میں نے کہا علی بن ابیطالب کو فرمایا ہاں مگر تم لوگ ہرگز
 اس پر عمل نہ کرو گے قسم خدا کی اگر تم لوگ اس پر عمل کرو تو خدا تم سب کو
 بہشت میں داخل کرے گا اور اس روایت کو اور بھی محدثین اہل سنت نے
 اپنی کتابوں میں لکھا ہے یہ ثابت ہوا کہ پیغمبر خدا کو ابوبکر اور عمر کا

روایت عبداللہ بن مسعود
 نے کتاب انطب خوارزم

خلیفہ ہونا ہرگز منظور نہیں تھا اور حضرت علیؑ کا خلیفہ ہونا بدل و جان منظور تھا کہ حضرت نے فرمایا اگر تم لوگ علیؑ کی بیعت اور اذکی مطاعت کرو گے تو تم کو خدا بہشت میں داخل کرے گا فجاء الحق و ذہق الباطل ان الباطل کان سرہ و قایا نیز اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب پیغمبرؐ نے علیؑ کو سب لوگوں کے سامنے اپنا خلیفہ اور جانشین کر دیا اور خلیفہ ثانی نے مبارکباد بھی دی اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت پر پیغمبرؐ راضی بھی نہ تھے تو پھر کیا وجہ ہو کہ اصحاب ثلاثہ خلافت علیؑ سے سخر ہو گئے اور خود خلیفہ بن گئے اسکی وجہ ہم جنہن کی کتاب لکھتے ہیں غسنہ الی نے اپنی کتاب ستر العالمین و کشف مافی الدارین میں لکھا ہے و اجمعت الجماہیر علی ملن الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق الجميع و هو یقول من کنت مولاه فعلى مولاه فقال عمر بن الخطاب یخرج لک یا ابا الحسن اصبحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنة فذا تسلیم و رضی و تحکیم ثم بعد ذلک غلب الهوى لحبت الزیاسة و حمل عمود الخلافة و عقود النبوة و خفقتان الهواء فی قعقة الرايات و اشتباک ازدحام الخیول و فزع الامصار و سقاہم کاس الهوى فحملہم الی الخلافة فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوه و ذرا ظہورہ و اشتدوا بہ ثمنا قليلا فبئس ما یشترون یسے جمہور نے اس حدیث غدیر خم کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہے اور سب کا سپر اتفاق ہے کہ رسولؐ نے اپنے منہ سے یہ کلمات جاری کیے اور اس کے بعد علیؑ نے ہر ایک کو مبارکباد مبارک ہو مبارک ہو اے ابو الحسن کہ آپ کو صحیح ہوئی در اسخا لیکہ آپ

[illegible]

میں غزوان نسبت نزلت

ہمارے اور کل سوئسن اور مؤمنہ کے موئے ہوئے بعد اسکے غزالی کتاہر کہ یہ کتاہر کا خلافت
علی کو مان لینا ہو اور اس اختلاف پر راضی ہونا ہو اور حضرت علی کو حاکم سمجھنا ہو
مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت
غزالی کے قلب کیا ایک ریاست عظمی کا ماتہ آتا اور جہنڈ اخلافت کا ہر دیار و اصلا
میں گرجانا اور پھر ہر و نکا علم کے ہوا براوزنا اور ہوا کا بیر تو نئے لینا اور سوار و
دو طرفہ جلو سس میں چلنا اور گھوڑ و کئی نابونکاشل جال کے معلوم ہونا اور
ملکوں اور شہر و نکا فتح ہونا ان سب خیالات نے اون لوگوں کو جام خواہش
نفسانی پلا کہ محبور کر دیا اور اسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام
کے تھے ویسے ہی پھر ہو گئے اور اس عہد مبارک کا د کو اون لوگوں نے پس پشت
ڈال دیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ اونے چیز کو کہ حکومت چند روزہ دینا ہے
تو یہ کیا پس کیا پڑی چیز اون لوگوں نے مولی اس قول سے غزالی کے صاف
حق و باطل ظاہر ہو گیا رع والحق ما شہدت بہ الا عداۃ و دلیل
دوم اثبات خلافت حقہ جناب امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں
حدیث منزلت ہی صحیح بخاری میں ہو قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی
اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى یعنی رسول خدا آنے
حضرت علی سے فرمایا یا تم راضی نہیں ہو کہ تم میری جگہ ہو بطرح ہارون
موسی کی جگہ تھے اور صحیح مسلم میں عامر بن سعد سے منقول ہو امر معاویہ بن
ابی سفیان سعد ا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب قال اما
ما ذكرت ثلاثا قالهن رسول الله فلن استبه لان تكون لے

بیکر دوم و نزلت نفع

ص ۵۶۶
چاپ پیر
بلد دوم

ص ۳۶
چاپ کلکتہ
بلد دوم

واحدة منهم احب الي من حمر النعم سمعت رسول الله يقول له
خلفه في بعض مغازيه فقال له علي يا رسول الله خلفتني مع النساء
والصبيان فقال له رسول الله اما ترضي ان تكون مني بمنزلة
هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدي وسمعت يقول يوم خيبر
لاعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحب الله ورسوله قال
فتطاولنا لها فقال ادعوا لي عليا قال فاتي به ارمدا فصبحت في
عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه ولما نزلت هذه الآية
ندع ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم الآية دعا رسول الله عليا
وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيته معاوية بن ابي
سفیان نے سعد سے کہا کیا سبب ہو کہ تو ابو تراب کو برا نہیں کہتا سعد نے
کہا جب تو نے بوجہ تو میں بیان کرتا ہوں تین فضیلتیں ہیں جنکو رسول خدا
علیؑ کے حق میں بیان کیا ہی اس سبب سے میں انکو برا نہیں کہہ سکتا ہرگز نہ
اگر اودن فضیلتوں میں سے میرے واسطے ایک بھی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا
ناقد بے سُرخ سے جو نفیس ترین بضاعت عرب ہی یعنی تمام دنیا و مافیہا
سعد کہتا ہی میں نے سنا رسول خدا کو جبکہ علیؑ کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر بعض
راہیوں میں تشریف لیکے تھے اور علیؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھکو عزتوں
اور لڑکوں کے ساتھ کیوں چھوڑے جاتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا
کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم میری جگہ پر ہو بطرح ہارون موسیٰ کی جگہ پر تھے
مگر یہ کہ تمکو میرے بعد نبوت نہوگی اور دوسرے یہ کہ میں نے سنا رسول خدا کو

نور اللغات
پیشوا علیؑ
سید عالم در امامت

روز خیر سہ ماہ تھے میں علم و دنیا اور شخص کو جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اور سکود دست رکھتے ہیں سعد کہتا ہے یہ خیر نہ کر ہم سب متمنی تھے کہ رایت فتح حضرت ہکو عنایت کریں بعد اسکے فرمایا بلاؤ علی کو پس علی اُٹے اور آنکھوں میں اونکی آشوب چشم ہو گیا تھا پیغمبر خدا نے آب دہن آنکھوں میں لگایا فوراً اچھا ہو گیا اور وہ علم ظہر شیم حضرت امیر کو دیا اور خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی اور تیسری فضیلت جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنا ثناء و ابنا ثناء و نسا ثناء و نسا ثناء کہ تو پیغمبر خدا نے ساتھ لیا علی و فاطمہ و حسن و حسین کو اور فرمایا خداوند ای میرے اہل بیت ہیں واضح ہو کہ اس حدیث نزول کو بھی بہت سے راویوں نے روایت کیا ہے اور سیونکے بہت سے علما اور محدثین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ہم فقط انہیں دو کتابوں کی حدیثوں پر کہ معتمد علیہ اور معمول بہ سیونکی ہیں اکتفا کرتے ہیں ومن لم یقع بالیسیر لم یثب من الکثیر آب و دیکھو اور سمجھو اس بیان سعد کو پہلے تو خلافت جناب امیر کو ثابت کیا مقصود تھا کہ جبکہ رسول خدا ابنا خلیفہ کر جائیں وہ خلیفہ برحق ہی نہ غیر کوئی اور خلیفہ برحق کو کیونکر بُرا کہہ سکتے ہیں جس بعد اسکے نزول و قدر اور محبت خدا و رسول ساتھ جناب امیر کے بیان کی مطلب یہ تھا کہ جبکہ خدا و رسول دوست رکھیں اور سکوک بڑا کہنا چاہیے بعد اسکے سبب اہل بیت ہونا علی کا آیت و سر آئی سے ثابت کیا غرض یہ تھی کہ جنکے باری میں رسول خدا فرما گئے ہوں کہ دو چیز گر ان قدر تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں

ہوں نہیں ادا کر سکتا میرے کام کو کوئی مگر میں اور علی ایسے بزرگوار کی خطا و گنہ واسطے
 چھپانے خطا ہائے ثلاثہ کے محض بکذب و افتراء ثابت کروں جیسا کہ ناصب دہلوی نے
 اپنے تحفہ مسروقہ میں درپردہ تقریر لفظ لکھا تو کیا یہی معنی محبت کے ہیں اور
 زمانہ معاویہ میں تو علانیہ منبر و منبر جناب امیر کو حکم سادہ (جسکو اہل بیت علیہ السلام
 جانتے ہیں) لوگ بُرا کہتے تھے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم سے بھی ظاہر ہوا بلکہ نبی اہل بیت و جبابہ
 کے زمانہ میں تو فضائل اہل بیت کو جو بیان کرتا تھا اسکو قتل کر ڈالتے تھے جیسا کہ
 حالات سادات کشتی اور سیر و تواریخ سے ظاہر ہو اور جو فضائل و شہان
 دین کے بیان کرتا تھا اسکو انعام دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ فضائل بعض صحابہ
 منافقین کے جا بجا شتر ہوئے جس پر آجتا بناے اکثر مذہب ہر اور فضائل اہل بیت
 باوجود چھپانے کے بمودائے الحی یعلووا ولا یغفل اس قدر رکھے جس پر مدار
 مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ہی آب رہی قسری بات یعنی قرآن اور اہل بیت
 تو قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اسکو جلاد یا جیسا ہم مطاعن ثالثین کہتے
 اور اہل بیت کے ساتھ جو سلوک کیے ظاہر ہی برابر درجے ایذا رسانی کے رہے
 آخر کار نام و نشان تک مٹا دیا ایک امام زین العابدین علیہ السلام بچ رہے
 جنکے سبب سے نسل نبی باقی رہ گئی اونکے ساتھ ہی جو جو سلوک کیے ظاہر ہے کہ
 بازنمبر کر کے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لیگے باوجودیکہ رسول خدا
 بتائید فرمائے تھے اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم
 اللہ فی اہلبیتی یعنی مکر فرمایا تھا کہ میں دربارہ اپنے اہل بیت کے تم لوگوں کو
 خدا کو یاد دلاتا ہوں کہ خدا سے خوف کرنا اور میرے اہل بیت سے دشمنی نہ کرنا

وہی اہل بیت اہل بیت

ص ۱۶۹
 مع سید ہارم در اہل بیت
 جلد دوم

ابتداء خلافت جو بسبب عمر کے اہل بیت کے ہاتھ سے نکل گئی تو اس نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ
شہادت حضرت امام حسینؑ تک پہنچا رہا

ہرگز وہ شہر پر نہیں کر دیا اور اس وقت

چنانچہ یزید بن معاویہ آتا ہے فقہ عظمت الرزویہ وجلت

المصیبة وحدث في الاسلام حدث عظيم ولا يوم كيوم الحسين

فكتب اليه يزيد اما بعد يا احمق فانا جئنا الى بيوت متخذة و

فرش ممهدة ووسائد منصدة فقاتلنا عننا فان يكن الحق

انغيرنا فابوك اول من اتس هذا وابتد واستأثر الحق على

اهله ومن ههنا قيل قتل الحسين يوم السقيفة فيجب فوج رافض

مظلوم کر بلا حسین بن علی شہید ہوئے تو خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط

لکھا جسکا مضمون یہ تھا اما بعد ای یزید معلوم کر کہ تیرے سبب سے بہت بڑی

مصیبت عالم میں پیدا ہوئی اور بہت بڑا واقعہ جانکاہ سرزد ہوا اور اسلام

میں بسبب شہادت حسین بن علیؑ کے بڑا امر عظیم حادث ہوا اور دین میں رخنہ

پڑ گیا یہ خط دیکھ کر یزید نے عبد اللہ بن عمر کو جواب لکھا اما بعد معلوم کر ای احمق

بہت بوقوت کہ تو ہمارے تین کیا نصیحت کرتا ہی ہو تو گھر بنائے ہوئے اور

فرش سجے سجھے بچھائے ہوئے اور کیے لگے لگائے ہوئے اگر یہ حق غیر شخص کا

تھا تو تجھ کو چاہیے کہ پہلے اپنے باپ کے تین نصیحت کر کہو نہ کہ پہلے اپنے بھائی

ہے اور بزور و غلبہ حق کو غیر کے لیے لیا انتہی اسی سبب سے لوگ کہتے ہیں کہ

شہادت حضرت حسینؑ تک پہنچا رہا

خط عبد اللہ بن عمرؓ

امام حسین اوسی روز شہید ہوئے جس روز سقیفہ بنی ساعدہ میں شوری ہوا اور عمر بن
ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور اہل بیت رسول کو جو اس کے مستحق تھے محروم کر دیا
چہ خوش گفتم است شخصے این لطیفہ

علاوہ بر این اب تک یہ حال ہو کہ کوئی اہلسنت سے کسی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے
حکم پر نہ تو اصول میں نہ فروع میں عمل کرتا ہے بلکہ اصول میں تو ابو الحسن اشعری
اور ابو المنصور ماتریدی کے قول پر عمل کرتے ہیں اور فروع میں ابو حنیفہ
اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک وغیرہ کے قول پر چلتے ہیں بلکہ کوئی عالم
اور کوئی محدث انکا کسی ائمہ اثنا عشر سے اعتقاد اور روایت نہیں کرتا انکی روایت
کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا یہی صحیح بخاری موجود ہے ایک روایت بھی بخاری نے
امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل نہیں کی ہے حالانکہ ادنحضرت سے چار ہزار
راویوں نے اخذ حدیث کیا ہے بلکہ اوستاد بخاری کما فی میزان الاعتدال
وغیرہ کستا ہے کہ ہر ایک طرف سے شک پایا جاتا ہے یہ کہ اسے بخاری نے
اپنے سقیم میں خوارج اور منافقین سے روایت کی ہے مگر امام جعفر صادق علیہ
السلام کو قابل روایت نہیں سمجھتا ہے اور نیز میزان الاعتدال میں ہے کہ ابو طہار
نے کہا ہے کہ امام رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتیں نقل کرتے ہیں اور علی
بن محمد عراق مدنی نے کتاب تنزیہ الشریعہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیس
بشیخ لکھا ہے لیکن سدا شد وہ کچھ نہیں ہیں اور عینی نے کتاب الضعفاء میں
امام موسی کاظم علیہ السلام کو ضعفاء روایت میں لکھا ہے اور شارح منہاج
لکھا ہے کہ قیاس نکرنا مسائل دینیہ میں مذہب اہل بیت ہے اور عمل کرنا قیاس

خلافت اہلسنت ابوبکر
اور کائنات و خلافت اہل بیت
از شیخ عباس

۴
فی ترتیب التفسیر قال ابن الدقیق
لکھنؤی بن سید الطحطاوی
قال فی فیضی شرحی ۱۲ سنہ ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶
مقال فی ذلک ان منشی نقل کتبہ علیہ
ما فیہ من کتب التفسیر و کتب اللغوی
قول ان فی ذلک ما فیہ من کتب اللغوی
کتاب کتب اللغوی و کتب اللغوی
و کتب اللغوی و کتب اللغوی

غریب ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کا ہی مآل جامی نے نجات میں ہسانی سے نقل کی ہے کہ امام
 جعفر صادق علیہ السلام خرگوش کو حرام جانتے تھے حالانکہ بفتہ اسے ابو حنیفہ ملتے
 سب نوش جان کرتے ہیں تو کیا متمسک بہ اہلیت ہوئیے (جو باعث نجات و دوزخ
 سے ہے) یہی مراد ہے اور کیا اونکی اطاعت اور پیروی کے ہی معنی ہیں کہ اونکے
 قول پر عمل نہ کریں بلکہ برخلاف اونکے قول کے عمل کریں بلکہ اونکی شان میں فرمایا
 یہ کچھ نہیں ہیں اب ہم رجوع کرتے ہیں اصل مطلب کی طرف واضح ہو کہ پیغمبر خدا نے
 جناب امیر کو بہ نسبت اپنے بمنزلہ حضرت ہارون فرمایا اور کہا کہ ہارون میں اور
 تم میں سوائے نبوت کے کچھ فرق نہیں ہے تو اس سے ظاہر ہوا کہ جو جو باتیں حضرت
 ہارون کے واسطے تھیں وہ سب حضرت علی کے واسطے بھی ہونی چاہئیں اکتا
 الشبوة وخصاخصھا جیسا کہ استثناء سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ استثناء عام سے
 ہوتا ہے اسی سبب سے حضرت نے نبوت کو جناب امیر سے استثناء کیا یعنی تم
 ہمارے بعد نبی البتہ نہ ہو گے پس اگر کچھ اور بھی فرق ہوتا تو چاہیے تھا کہ ضرور
 مثل نبوت کے اوکو بھی استثناء فرماتے اور جب کسی اور چیز کو مستثنیٰ نہ کیا تو عام
 اپنے عموم پر باقی رہ گیا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ
 و نائب تھے جیسا کہ اخلفہ فی قومی سے ظاہر ہے اور مقرض الطاعة بھی تھے
 ساری امت کو اونکی اطاعت و پیروی واجب تھی کیونکہ اطاعت نائب
 و خلیفہ رسول واجب ہے اسی طرح جناب امیر بھی خلیفہ و نائب رسول ہوئے
 اور ساری امت پر اونکی اطاعت واجب ہوئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت
 ہارون سب امت موسیٰ سے افضل تھے جیسا کہ محمد بن یوسف الکلبی نے

استثناء از حدیث نبوی
 اخلاف جناب امیر

کفایت الطالبین بدو ذکر حدیث منزلت کے لکھا ہے دکان ہارون افضل الشیخ
 موسیٰ فوجہ ان یكون علی افضل من کل امة محمدؐ اور نیز حضرت ہارون
 معصوم تھے کیونکہ وہ قابل نبوت اور شریک موسیٰ فی ادارہ رسالت تھے اور جو
 ایسا ہوا و سکو معصوم ہونا ضروری ہے اس طرح جناب امیر بھی سب امت
 محمدی سے افضل ہوئے اور معصوم ٹھہرے پس خلیفہ ورئیس کے ہوتے ہوئے رعایا
 و مروس اور مقررین الطامعہ و مطلع کے ہوتے ہوئے مطیع و فرمان بردار اور
 افضل کے ہوتے ہوئے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوئے غیر معصوم کب خلیفہ
 اور امام ہو سکتا ہے و ذلک واضح کالود علی شاکھ الطور و من لم یحصل
 اللہ له نور افعالہ من نور اور واضح ہو کہ یہ روایت منجملہ احادیث والد علی
 الخلافة کے واسطے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جس سے خلیفہ بلا فضل ہونا
 جناب امیر کا بغیر نبوی ثابت ہے مگر اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے تو خلافت
 ثلاثہ اہلبیت بالکل باطل ہوئی جاتی ہے سارا قصر شدید باجماع الہکاران سقیقہ قائم
 ہوا ہے منہدم ہوا جانا ہی سوچے کہ اس حدیث میں بھی کچھ بات بنانی چاہیے اور
 اسکو بھی کسی طرح غلط کر دینا چاہیے تاکہ خلافت ثلاثہ ائمہ سے نہ جانے جائے
 آخر کہنے لگے کہ پیغمبر خدا نے حضرت امیر کو اسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جب تک
 کہ لڑائی سے واپس آدین تو خلافت بعض وقت سے خلافت کل وقت کی
 گمان ثابت ہوئی پس یہ کتنا انکا محض تدریس اور تبلیغ ہے اولاً جواب
 اسکا یہ ہے کہ جتنی حدیثیں اس مضمون کی ہیں سب مطلق ہیں کسی میں یہ قید
 نہیں ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیر سے فرمایا ہو کہ تم میرے خلیفہ ہو جب تک

۴
 ہارون سب امت
 خلیفہ علی نبی و آلہ
 و اصحابہ
 صحابی ساری امت
 سب سے افضل ہوا
 " "

۵
 اور ان میں سے ہر ایک
 خلافت کے لئے مستعد ہے

میں لڑائی سے واپس آؤں مگر میں نے یہ عقیدہ کہاں سے ایجاد کی بلکہ استصحاب متقنی
 اسی کا ہے کہ جب تک کوئی حکم مخالف نہ پایا جائے تب تک حکم سابق اپنے حال پر
 باقی رہے اور عدم خلافت کو کسی حدیث سے اہمیت ثابت نہیں کر سکتے پس
 خلافت حضرت امیرؓ کی بلاشبہ موافق اس حدیث کے قائم و باقی رہی اگر
 کوئی کہے کہ حضرتؓ نے جناب امیرؓ کو ہار و ن کے ساتھ تشبیہ دی اور ہار و ن کو
 حضرت موسیٰؑ نے اسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جب تک کہ وہ طور سے واپس آئیں
 تو ہم کہیں گے کہ یہ قول بھی محض بے دلیل ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کا کلام مطلق ہے عقیدہ
 الیٰ زمان الرجوع نہیں ہے جیسا کہ فرمایا یا ہار و ن اخلفنی فی قوی ظاہر ہے
 کہ یہ کلام مطلق ہے عقیدہ نہیں ہے اور نہ مفسرین نے کوئی قید ذکر کی ہے اگر عقیدہ ہو
 تو حضرت موسیٰؑ فرمادیتے یا ہار و ن اخلفنی فی قوی الیٰ ان ال جمع
 ثانیاً حدیث نزولت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ ماعدۃ النبوة کل منازل
 ہار و ن جناب امیرؓ میں پائے گئے اگر ایسا نہ ہو تو خصوصیت استثنائہ نبوت بیکار
 ہو جائیگی اور نص قرآنی ثابت ہے کہ نہزلتہا ہار و ن سے وزارت یعنی
 نیابت اور شراکت فی ادارہ رسالت بھی ہے جیسا کہ سوال حضرت موسیٰؑ
 واجعل لی وزیراً من اہلہ ہار و ن اخذ شد بہ اذری وانشرکہ
 فی امری اور قبول کرنا جناب باری کا قداوتیت سؤلک یا موسیٰؑ
 ثابت ہے پس سوال موسیٰؑ وزارت و شراکت کافی وقت و جون وقت
 نہ تھا اسی طرح وزارت و نیابت جناب امیرؓ بھی مخصوص فی وقت و جون
 وقت نہ ہوگی پس یہ کہنا کہ اختلاف فی وقت خاص مراد ہی غلط ہو گیا

نہایت غلط ہے کہ یہ کہنا کہ خلافت حضرت موسیٰؑ کے بعد ختم ہو گئی ہے کیونکہ یہ کلام مطلق ہے اور نہ مفسرین نے کوئی قید ذکر کی ہے اگر عقیدہ ہو تو حضرت موسیٰؑ فرمادیتے یا ہار و ن اخلفنی فی قوی الیٰ ان ال جمع ثانیاً حدیث نزولت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ ماعدۃ النبوة کل منازل ہار و ن جناب امیرؓ میں پائے گئے اگر ایسا نہ ہو تو خصوصیت استثنائہ نبوت بیکار ہو جائیگی اور نص قرآنی ثابت ہے کہ نہزلتہا ہار و ن سے وزارت یعنی نیابت اور شراکت فی ادارہ رسالت بھی ہے جیسا کہ سوال حضرت موسیٰؑ واجعل لی وزیراً من اہلہ ہار و ن اخذ شد بہ اذری وانشرکہ فی امری اور قبول کرنا جناب باری کا قداوتیت سؤلک یا موسیٰؑ ثابت ہے پس سوال موسیٰؑ وزارت و شراکت کافی وقت و جون وقت نہ تھا اسی طرح وزارت و نیابت جناب امیرؓ بھی مخصوص فی وقت و جون وقت نہ ہوگی پس یہ کہنا کہ اختلاف فی وقت خاص مراد ہی غلط ہو گیا

ثانیاً اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیر مثل حضرت مارون کے
 معصوم اور افضل خلائق اور مقرر من الطاعة تھے جیسا کہ استنار سے ظاہر ہے
 پس اسی سے ہمارا مطلب ثابت ہو کہ جب حضرت امیر المؤمنین معصوم اور افضل
 خلائق اور مقرر من الطاعة تھے تو بیشک وقت حیات اور بعد وفات سرور کائنات
 بر حال میں ہی خلیفہ تھے تخصیص کسی وقت کی بلا مخصص بعید از عقل ہو را بعلاً
 اس حدیث سے جناب امیر نے روز شوری اپنی خلافت پر استدلال کیا ہو جیسا
 ابن مغازی نے اور اخطب خوازم نے اپنی کتاب بوین لکھا ہو پس اگر یہ حدیث
 مخصوص بوقت خاص ہوتی تو اس سے استدلال صحیح نہ ہوتا اور صحابہ اس پر سکوت
 نہ کرتے بلکہ رد کرتے اور کہتے کہ اس سے تو خلافت منقطعہ ایک وقت خاص میں
 پائی جاتی ہو اپنے خلافت نامہ کہانے نکالی خامسا کثر العمال میں کہ نہایت
 کتاب معتبر المسند کی ہو مذکور ہو عن عمر قال لن تنالوا علیا فانی سمعت
 رسول اللہ یقول ثلثة لان تکون لی واحدة منهم احب الی
 ما طلعت علیہ الشمس کنت عند النبی وعندہ ابوبکر و ابو عبیدہ
 بن الجراح والجماعة من اصحاب النبی فضر بیدہ علی منکب
 علی فقال انت اول الناس اسلاماً و اول الناس ایماناً و انت
 منہ بمنزلة ہارون من موسیٰ یعنی عمر نے کہا تم لوگ علی کے مرتبہ کو نہیں
 پہنچ سکتے تین نے تین باتوں کو رسول محمد سے علی کے حق میں سنا کاش او نہیں
 ایک بات بھی میرے واسطے ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا اس چیز سے
 جس پر آفتاب پڑتا ہو (یعنی تمام دنیا و ما فیہا سے) میں ایک روز رسول خدا کے

پاس موجود تھا اور بھی چند اصحاب مثل ابوبکر و ابو عبیدہ وغیرہ کے حضرت کے پاس موجود تھے پس پیغمبرؐ نے اپنا ماتہ علیؑ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا تم اول شخص ہو از روئے اسلام کے اور اول ناس ہو از روئے ایمان کے اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے اور اس روایت کو اخطب خوارزمی نے کتاب مناقب میں اور ابن صباغ نے فضول حمید میں اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنی کمان کا تھکا کر اور اسی طرح سعد بن ابی وقاص کا بھی آرزو کرنا (کما ذکر) اور یہ کہنا کہ اگر ہلکے فضیلت ہوئی تو تمام دنیا و مافیاسے بہتر تھا در صورت ارادہ خلافت منقطع لغو ہو جاتا ہے کیونکہ کیا حق جہارت ایسا مقتضی ہے کہ دس یا پانچ روز کی خلافت اور حکومت کی تمنا کرنا اور اسکو تمام دنیا و مافیاسے بہتر قرار دینا ان سب کا مقصود نہ تھا بلکہ وہی عزت ہارونی جو جہارت و وزارت و خلافت نامہ سے ہر مراد تھی سادہ و سادہ ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے بعد فرمانے حدیث منزلت کے جناب امیرؓ سے تصریح فرمایا کہ تم میرے خلیفہ ہو ہر مؤمن کے لیے بعد میرے نساؓ نے کتاب انحصال میں لکھا ہے فقال اما ترضی ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انك لست بنبی فقال انت خلیفۃ یعنی فی کل مؤمن بعدی یعنی پیغمبرؐ نے حضرت امیرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے گریہ کہ تم نبی نہیں ہو بعد اسکے فرمایا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنی بعد میرے ہر مؤمن کے لیے تم خلیفہ اور امام ہو یہ حدیث ایسی ہے کہ جس سے خلیفہ بلا فصل ہو جناب امیرؓ کا بخوبی ثابت ہوا اور خلافت ثلاثہ اجنبیہ بالکل باطل ہو گئی

ص ۱۸
جہاں لاہور

سایہ بایہ حدیث کچھ مخصوص حضرت نے غزوہ تبوک ہی میں نہیں فرمائی ہے بلکہ اوقات متعددہ میں مقامات مختلفہ میں حضرت نے فرمایا ہے علیؑ مثنیٰ بمنزلہ ہارون من موسیٰ جیسا کہ بعض حدیث صحیح بخاری و مسلم و ترمذی و مشکوٰۃ وغیرہ کی بھی مطلق ہے کچھ ذکر اوسمین غزوہ تبوک کا نہیں ہے کتاب ریاض النضرۃ میں لکھا ہے جبکہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی سے سواغات نہیں کی اور حضرت امیرؑ کا خیال ہوا تو پیغمبر خداؐ نے فرمایا والذی بعثنیٰ ما اخراک الا لنفسی و انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ غیلانہ لانی بعدی قسم خدا کی جسے مجھ کو نبوت کیا میں نے توقف نہیں کیا تمہاری سواغات میں مگر اپنے لیے (یعنی تم میرے بھائی ہو) اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ سواغات ابتداء زمانہ تشریف آوری رسول خداؐ مدینہ میں قبل جنگ احد کے واقع ہوئی تھی کیونکہ اسی حدیث کے آخر میں ہے فکان رسول اللہؐ و علیؑ اخوین و کان حمزہ بن عبد المطلب و زید بن حارثہ عمولی رسول اللہؐ اخوین الحدیث یعنی پس رسول خداؐ اور علیؑ یہ دونوں بھائی ہوئے اور حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ (جو رسول خداؐ کے غلام تھے) یہ دونوں آپس میں بھائی ہوئے و لکن آج جنگ احد کمین قبل غزوہ تبوک کے واقع ہوئی تھی بالجملہ حدیث نزلت کہ جناب خاتم النبیینؐ نے شان میں حضرت امیر المؤمنینؑ کے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا ہے نیکل وقت سواغات کے جیسا ابھی بیان ہوا اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے جیسے ملا علی قلیؒ نے کنز العمالؒ

فردون سواغات
وقت سواغات

ص ۱۸۴

فرمودن رب المشرقین
منزلت اوقات ولادت جنین

اور شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل میں اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب
میں اسکو لکھا ہے اور نیز وقت ولادت باسعادت امام حسنؑ اور اسی طرح
وقت ولادت امام حسینؑ کے جبریلؑ امین نے جناب خاتم المسلمین کو مبارکباد
دی اور امیر المومنینؑ کی شان میں رب العالمین کی طرف سے حدیث منزلت
کو بیان کیا شہاب الدین دولت آبادی نے ہدایۃ السعداء میں اور قاضی
حسین مالکی نے تاریخ الخفیس میں اور محب الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں
لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے حضرت
امیرؑ سے فرمایا اس مولود کا کچھ نام رکھو جناب امیرؑ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں
رسولؐ خدام پر بخت کروں جب پیغمبرؐ خدا کو یہ بات معلوم ہوئی تو حضرتؑ نے
بھی منہ پایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں پروردگار عالم پر بخت کروں پس اس وقت
حکم خدا ہوا اے جبریلؑ میرے دوست کے بیان لڑکا پیدا ہوا ہے تم جاؤ اور میری
طرف سے مبارکباد دو اور کہو کہ پروردگار عالم کتنا ہی اسی حبیب میرے علیؑ
تمہیں بمنزلہ ہارون کے ہی موٹے سے پس چاہیے کہ نام اس مولود کا باسم فرزند
ہارون کے رکھو جب جبریلؑ نے پیام خدا ہونچایا تو حضرتؑ نے فرمایا فرزند
ہارون کا کیا نام تھا جبریلؑ نے کہا شہر حضرتؑ نے فرمایا ہماری زبان تو عربی
ہے تو جبریلؑ نے کہا حسن نام رکھیے حضرتؑ نے حسن نام رکھا اور اسی طرح
امام حسینؑ کی ولادت کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ جبریلؑ نے بعد پیام خدا
ہونچانیکے کہا اس مولود کا نام شہر باسم فرزند ہارون رکھیے حضرتؑ نے
فرمایا ہماری زبان عربی ہے جبریلؑ نے کہا حسین نام رکھیے پیغمبرؐ خدا نے حسین نام

لکھا اس روایت سے نہایت قدر و منزلت اس حدیث منزلت کی ثابت ہوئی
 کہ یہ حدیث احادیث قدسیہ میں سے ہے جسکو پروردگار عالم نے خود شاہین
 جناب امیر المومنین قبلہ دنیا و دین کی ارشاد فرمایا ہے و ذلک فضل اللہ
 یؤتیہ من یشاء اسطرح حدیث منزلت کو جناب رسالت آپ نے شان
 ین شاہ خیر گیر حضرت امیر کی روز خیر ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ابن مغازلی نے
 اور اخطب خوارزم نے کتاب المناقب میں اور محمد بن یوسف کجی نے کفایۃ
 الطالب میں (وغیرہم) نے فی غیرہا لکھا ہے اسطرح اس حدیث کو رسول خدا نے
 وقت سدا ابواب صحابہ سوا سے باب مدینۃ العلم کے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ اسکو
 بھی ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے انحضرت
 اسطرح بہت سے مقامات میں حضرت نے فرمایا ہے علی منی بمنزلہ ہارون
 من موسیٰ اس وجہ یہ میں سکا لکھنا مناسب نہیں ہے چنانچہ سید علی ہمدانی نے
 کتاب سودة القرطبی میں لکھا ہے عن الصادق عن ابائہ قال النبی علی
 فی عشرة مواضع انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ یعنی جناب امام
 جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طہرین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے
 دس مقام میں حضرت علی کی شان میں فرمایا ہے انت منی بمنزلہ ہارون
 من موسیٰ اب شاہجی صاحب تحفہ کا اس حدیث کو مخصوص غزوہ تبوک سے
 کرنا غلط ہو گیا اور اونکا مکروفریب اور سخن سازی ان ظاہر ہو گئیں بعض
 اہلسنت اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خلافت تادمہ مراد ہوتی تو پیغمبر خدا کیوں
 محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا خلیفہ کر جاتے اور ابن ام مکتوم کو

فہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
 انی اخرجکم منکم و اخرجکم منکم و اخرجکم منکم

انہما رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
 انی اخرجکم منکم و اخرجکم منکم و اخرجکم منکم

پیشنازی کے واسطے مقرر کرتے پس جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ محمد بن سہلہ
یا سباع بن خرقطہ کو خلیفہ کرنا پیغمبر خدا کا غزوہ تبوک میں یا اور کسی محض غلط ہے
یہ بات نواسب و دشمنان امیر المؤمنین نے محض واسطے منانے فصائل
نفس رسول کے دلے بنا کر لکھی ہے چنانچہ محمد بن یوسف شامی نے کتاب
بل الہدی والرشاد میں بعد اس اختلاف کے (یعنی رسول خدا غزوہ تبوک
میں سکومدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے) لکھا ہے کہ عبدالبر نے اور ابن وحید نے اسکو
ترجیح دی ہے اور صحیح یہی ہے کہ علی کو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے نہ محمد بن سہلہ
وغیرہ کو اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے لکھا ہے کہ جناب امیر ہی کو پیغمبر خدا
نے مدینہ کا خلیفہ کیا تھا ثانیاً ہم اوپر لکھ چکے کہ اس حدیث کو پیغمبر خدا نے
مخصوص غزوہ تبوک ہی میں نہیں فرمایا تھا بلکہ اوقات متعددہ میں مقامات
مختلفہ میں فرمایا تھا کہ علی مجھ سے بہتر لہ مارون کے ہے مومن سے اب رہی
پیشنازی ابن ام مکتوم کی پس یہ بھی مثل سابق کے فاسد و دوراز واقعیت ہے
اولاً ثبوت اسکا ہمارے کتب سے چاہیے قول مخالف ہمارے واسطے حجت
نہیں ہو سکتا ثانیاً بابر مذہب ہمارے اس پیشنازی میں تو کوئی فضیلت
نہیں ہے ہمارے یہاں کی حدیث میں ہے حملوا خلف کل بر وفاجر جیسا کہ
شرح عقائد نسفی میں ہے تو جب ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوئی
تو ایسی پیشنازی میں کوئی فضیلت ہے اور جناب امیر کو اگر پیشنازی کے واسطے
نفرمایا تو انکی خلافت کیونکر جلیگی ثالثاً بفرض تسلیم پیغمبر خدا انکو فقط
پیشنازی کے واسطے چھوڑ گئے تھے کچھ خلیفہ اپنا نہیں مقرر کیا تھا اہل مدینہ کو

جواب اختلاف محمد بن سہلہ
یا سباع بن خرقطہ

جواب پیشنازی ابن ام مکتوم

ص ۱۱۵
جواب لکھنؤ

او کا سیطع اور فرمان بردار بنیں مسترار دیا تھا اور جناب امیر کو تو نبضِ صریح
 مسرور یا تھا انت خلیفۃ ع بین تفادت رہہ از کجاست تا کجا پڑ اور
 بعض روایت سے جو اختلاف ابن ام مکتوم کا پایا جاتا ہے وہ باطل ہے جیسا کہ
 بیان سابق سے ظاہر ہوا اور او کا نابینا ہونا بھی دلیل عدم لیاقت مرتبہ
 خلافت کی ہے تبصہ اہلسنت نے یہ بات نکالی کہ بالفرض اگر خلافت تاتہ اس
 حدیث سے مراد ہو تو چونکہ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کے سامنے اقبال
 کیا اور او کی خلافت جاتی رہی اسی طرح حضرت امیر کی بھی خلافت منقض ہو گئی
 اور جاتی رہی سبحان اللہ خلفائے ثلاثہ کی محبت میں ایسے از خود رفتہ ہو گئے
 کہ خلافت جناب امیر کو بالکلہ سنانے لگے حالانکہ خود خلیفہ چہارم ہونیکے قابل
 ہیں ہم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو اگر حضرت ہارون پر اعتماد نہ تھا اور قابل
 خلافت تاتہ کہ حضرت ہارون نہ تھے تو کیوں او کو اپنی قوم پر بمصد اقلِ خلفہ
 فی قومی کے خلیفہ کر کے چلے گئے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ کو وہ طور پر
 نہ آتے تو حضرت ہارون برابر او کے خلیفہ رہتے کیونکہ حضرت موسیٰ کو ہارون پر
 اتنا اعتماد تھا کہ خدا سے فرمایا استدد بہ اذری و اشركہ فی امسے
 پشت کو میری اونکے سبب سے قوی کر اور او کو میرے کام میں (یعنی ادا رسالت
 میں) مشہد یک کہ تیس اسی طرح پیغمبر خدا بھی جب غزوہ تبوک میں بقول تمہارا
 تشریف لیگے تو جناب امیر کو اپنا قائم مقام کر گئے اس سے ظاہر ہے کہ اگر
 رسول خدا اس جنگ سے تشریف نہ لاتے تو جناب امیر برابر قائم مقام
 اور خلیفہ رسول کے باقی رہتے کیونکہ پیغمبر خدا کو بھی حضرت علیؑ پر ایسا ہی اعتماد تھا

جناب نقض خلافت جناب امیر
 بسبب ذات حضرت ہارون

شعب

کہ مثل حضرت موسے کے منہ را یا فاشرح لی صدری ولتیری امری واجعل لی
 وزیراً من اہل علیتنا اشدد بہ ظہری خداوند اشد کہ تو سینہ میرا اور
 آسان کر تو امر میرا اور گردان تو وزیر میرا میرے اہل بیت سے علی کو جسکے بیٹے
 پشت میری قوی ہو جیسا کہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر وغیرہ میں موجود ہے اب ہم چہتے ہیں
 کہ اگر کوئی بادشاہ بادشاہان اوسے العزم سے اپنے کسی بھائی کو جس سے
 نہایت اختصاص اور اتحاد اور قرابت قریب رکھتا ہو اپنا جانشین کرے اور
 سب رعایا کو اوسکا مطیع و فرمان بردار قرار دے اور اپنی حکومت و ریاست
 اوسکو سپرد بھی کرے مگر قصائے الہی سے وہ جانشین اوسکے سامنے مرجائے
 اور بعد ایک زمانہ کے دوسرا بادشاہ بھی اپنے بھائی کو جس سے نہایت
 اتحاد اور قرابت قریب رکھتا ہو اوسی طرح علی رؤس الاشہاد اپنا خلیفہ و جانشین
 کرے تو وہ کیا یہ نہیں کہ سنا کہ میں نے اپنے بھائی کو دسی کیا جسطرح فلان
 بادشاہ نے اپنے بھائی کو دسی کیا تھا اور بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ سبب
 اعتراضات ہمارے کچھ قوی نہیں ہیں تو یہ بات نکالی کہ یہ حدیث اخبار احاد
 ہی معارض اجماع کے (جو ابو بکر کی خلافت پر ہوا) نہیں ہو سکتی سبحان اللہ
 فضیلت ثلثہ میں جو حدیث آپ لوگ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے روایت کرتے
 ہیں وہ تو بہت صحیح ہے اور جناب امیر کی فضیلت میں جو حدیث اوس کتاب میں
 ہو وہ اخبار احاد میں سے ہو جائے یا یہ اعتبار سے ساقط ہو یہ کیا نا انصافی اور
 حق پوشی ہے اور یہ حدیث ہم نے صحیح بخاری سے جو بزرگ ہمارے اصح الکتاب بعد
 بلکہ قبل کتاب باری ہی لکھی ہے تو میری وہ کتاب اصح الکتاب کماں رہی حالانکہ

ترتیب تواتر و حدیث
منزلت

صاحب
باب مناقب اہل

۱۔ حدیث ایسی کہ حدیث تواتر
۲۔ حدیث ایسی کہ حدیث تواتر
۳۔ حدیث ایسی کہ حدیث تواتر

۴۔ حدیث ایسی کہ حدیث تواتر
۵۔ حدیث ایسی کہ حدیث تواتر

اس حدیث کو میں صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہے مثل سعد بن ابی وقاص و
آبو سعید خدری و ابن عمر و ابن عباس و جابر و زید بن ارقم و ابو ہریرہ و
مسعدیہ و غیر ہم کے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور ابن حجر
مکی نے صواعق میں لکھا ہے نہایت تعجب کی بات ہے کہ روایت پیشانی ابو بکر
جسکو زعم اپنے یہ لوگ آٹھ صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور اسکو متواتر
سمجھتے ہیں جیسا کہ ابن حجر نے صواعق میں لکھا ہے کہ چونکہ آٹھ صحابہ نے اسکو
روایت کیا ہے اس سبب سے یہ حدیث متواتر ہے حالانکہ یہ حدیث شیعوں کے
بیان ہرگز ثابت نہیں ہے وہ تو متواتر قرار پائے اور حدیث منزلت جو متفق
علیہ بین الصخریقین ہے اور جسکو میں صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہے وہ
اخبار احادیث میں سے ہو جائے آری حب الشیء یعنی ویضم البتہ بعض نے
خوف خدا کر کے لکھا بھی ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ محمد بن یوسف کہنے لے
کفایت الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب میں لکھا ہے ہذا احادیث
داخل فی حد التواتر و ریوٹی نے بھی اس حدیث کو متواتر ات میں سے
شمار کیا ہے اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے ضمن المتواتر حدیث
انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰؑ اور یہ جو لکھا ہے کہ اجماع کو یہ حدیث
باطل نہیں کر سکتی تو ہم اس اجماع کو خود باطل سمجھتے ہیں باطل چیز کو کوئی کیا
باطل کرے گا کیونکہ اجماع جب صحیح ہو تا کہ اس میں اہل بیت ۱۲ اور بنی ہاشم بھی
شریک ہوتے حالانکہ نہ بنی ہاشم شریک تھے اور نہ جناب امیر اس میں شریک
تھے بلکہ جناب امیر کو تو ان حضرات نے خبر تک نہ کی اور نہ اولیے رائے

پہنچی اور اگر مطلق اجماع سے خلافت ثابت ہو تو چاہیے کہ یزید سب سے بڑا خلیفہ ہو کیونکہ جتنا اجماع یزید کی طرف تھا ویسا اجماع تو خلیفہ اول کو بھی نصیب نہوا بلکہ شرائط امامت میں انکے علمائے لکھا ہی کہ تین باتوں سے ایک بھی اگر کسی میں پائی جائے تو وہ امام ہی یا تو قمر وغلبہ سے وہ حاکم اور امیر ہو جائے یا او سکو خلیفہ مقدم خلیفہ اپنا کر جائے یا او کی طرف سب لوگوں کا اجماع ہو جیسا کہ شارح مقاصد نے لکھا ہی کہ یزید میں تو یہ تینوں باتیں یکجا پائی گئیں قمر وغلبہ تو بدیہی ہی کہ خاندان رسالت کا بظاہر نام و نشان تک مشاہدہ اور استخلاص بھی ظاہر ہی کہ معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین و خلیفہ کیا تھا جیسا کہ عبدالبر نے استیعاب میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہی اور اجماع حال تو سب جانتے ہیں کہ لاکھوں آدمی او کی خلافت کے قائل تھے بلکہ امام حسین کو اسی واسطے شہید کیا کہ وہ سب کہتے تھے یزید کی بیعت کر و پس نباہ انکے اصول کے چاہیے کہ یزید کی خلافت اول درجہ کی ہو اور وہ ملعون سب شیون کا امام برحق اور خلیفہ مطلق ہو جیسا کہ بعض اہل سنت او کی حقیت خلافت کے قائل بھی ہوئے ہیں بلکہ او کے مقابلہ میں امام حسین علیہ السلام کو خاک بدائش باغی اور خارجی ٹھہرایا ہی آخر درجہ شاہ صاحب نے اس حدیث منزلت کا جواب یہ لکھا ہی کہ در صورتیکہ اس حدیث سے خلیفہ ہونا حضرت امیر کا ثابت ہوتا ہی تو اس سے یہ کہاں نکلا کہ ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ نہو گئے سبحان اللہ باین معقولیت و باین محدثیت اتنا نہ سمجھے کہ جب خلافت جناب امیر کی بغض نبوی ثابت ہوئی تو پھر دوسرے کو کیا اتفاق

خط امامت زود، محنت

[illegible]

ابوبکر نے جناب سیدہ سے گواہ طلب کیے تب حضرت علیؓ اور ام ایمنؓ کو
 جناب فاطمہؓ کو گواہ لائیں اور ان حضرات نے گواہی دی کہ بیشک پیغمبر خدا
 فاطمہ کو باغ فدک دیکھے ہیں ابوبکر نے گواہی کو ان پر گزیدگان خدا کی رد کر دیا اور
 جناب سیدہ کو کچھ نہ دیا جیسا کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور ابن ابی الحدید نے
 شرح نہج البلاغہ میں اور سمودی نے کتاب جواہر العقیدین میں اسکا اقرار
 کیا ہے قال سمودی فانتہ فاطمہ فقالت له ان رسول الله ﷺ اعطاك
 ذلك فقال هل لك على ذلك بينة فجائت بعلی فشهد لها شرف
 جاءت بآئین فقالت انست لشهداتی من اهل الجنة قال بلی
 قالت فاشهد ان النبی ﷺ اعطاها ذلك فقال ابوبکر حبیل
 وامراتہ لتخفینہا انتی موضع الحاجة یعنی فاطمہ ابوبکر کے پاس آئین اور
 فرمایا یہ باغ فدک ہمارا ہی پیغمبر خدا ﷺ دیکھے ہیں تب ابوبکر نے کما تھا رہے
 پاس کوئی گواہ ہی جناب سیدہ حضرت امیرؓ کو گواہ لے آئیں پس حضرت علیؓ
 جیسا جناب فاطمہ نے کما تھا ویسی ہی گواہی دی بعد اسکے ام ایمن کو گواہ
 لے آئیں او سوقت ام ایمن نے کہا اے ابوبکر تم گواہی دیتے ہو کہ میں اپنی
 سے ہوں ابوبکر نے کہا ہاں تب ام ایمن نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ
 پیغمبر خدا نے جناب فاطمہ کو فدک عطا کیا ہے او سوقت ابوبکر نے فاطمہ سے
 کما تم ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر جاہتی ہو کہ فدک لیلون اور
 صاحب کتاب مفتاح الفتوح نے (علی ما نقل عنہ) لکھا ہے ان فاطمہ ادعت
 ان رسول الله ﷺ اباهما فذلک فطلب منها البینة فجائت

صلہ
 باب دوم
 ص ۲۹۱
 جلد دوم

پیغمبر خدا نے جناب سیدہ سے گواہی لی

بعلی و الحسن و الحسین و ام ایمن فرمود بعضی بجز النفع و بعضی
 لعدم بلوغ نضاب الشهادة یعنی فاطمہ نے دعویٰ کیا کہ رسول خدا ص
 فخر ہو گئے ہیں ابو بکر نے گواہ طلب کیے پس علی اور حسن اور حسین
 کو فاطمہ گواہ لے آئیں پس ابو بکر نے بعض کی گواہی تو گمان کشش نفع کے
 اور بعض کی گواہی بسبب نہ پہنچنے حد معین کے رو کر دی اور صاحب مواقف
 اور شارح مواقف نے لکھا ہر خان قبل ادعت فاطمة انه نخلها اے
 اعطاها هذا كاخلة وعطية وشهد عليه علي والحسن والحسين و ام
 كلثوم والصميم ام ایمن وہی امراۃ اعتقها رسول الله و كانت ضمناً
 اولاده فزوجها من زيد فولدت له اسامة فرد ابو بکر شہادت تم
 فیکون ظالمًا قلنا اما الحسن والحسين فللفرية لان شهادة
 الولد لا تقبل لاحد ابويه واجدادہ عند اکثر اهل العلم
 و ایضا ہما کا ناصغیرین فی ذلک الوقت و اما علی و ام ایمن
 فللقصور هما عن نضاب البینة و هو رجلاں اور رجل و امراۃ ان
 یسے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب فاطمہ نے فخر کا دعویٰ کیا اور کہا کہ پیغمبر
 ہو گئے ہیں اور اس بات پر علی اور حسن اور حسین اور ام کلثوم بلکہ ام ایمن
 نے گواہی بھی دی (اور یہ وہ عورت ہیں جنکو پیغمبر خدا نے آزاد کر دیا تھا اور
 زید سے نکاح کر دیا کہ او نے اسامہ پیدا ہوئے اور یہ ام ایمن برابر اولاد
 رسول کی دایہ رہیں) تو پھر ابو بکر نے ان لوگوں کی گواہی کیوں رد کر دی تو
 ہم جواب دینگے کہ حسن و حسین کی گواہی تو اس واسطے ابو بکر نے رد کی کہ یہ دونوں

انھیں فاطمہ کے (رکے تھے اور گواہی اولاد کی ابوین اور اجداد کے حق میں اکثر کے
 نزدیک مقبول نہیں ہی ملا وہ اسکے یہ دونوں اس وقت کم سن تھے اور علی اور
 ام ایمن کی شہادت اس واسطے رد کی کہ یہ دونوں حد معین سے گواہی کے کم تھے
 اور گواہی میں دومر دیا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا ضرور ہی آب و جان
 انصاف و راجح کرین اور دیکھیں کہ ابو بکر نے اس دعویٰ فاطمہ کو (جو حضرت
 نے فرمایا خلیفہ کا اعطایا تھا رسول اللہ ﷺ نے مذک ہو کر بغیر خدا دیگے ہیں)
 کس طرح رو کیا پہلے تو کہا کہ اس دعویٰ پر اپنے گواہ لاؤ حالانکہ جناب فاطمہ
 بنصل آیہ تطہیر معصومہ متین اور اہل بیت نبوت سے متین اوپر احتمال کذب کرنا
 محض بجا تھا اور جب جناب سیدہ حضرت علی اور حسین اور ام ایمن کو گواہ
 بھی لائیں تو بعد گواہی ان حضرات کے ابو بکر نے کچھ خیال نکلیا اور یہ سمجھ کر
 نالہ یا کہ علی انکے شوہر ہیں وہ انھیں کی ایسی کہیں گے اور حسین بھی انھیں کے
 (رکے ہیں وہ بھی انھیں کی ایسی کہیں گے اور ام ایمن ایک عورت ہیں ایک عورت
 کی گواہی سند نہیں آہ ہم اس سمجھ کو ابو بکر کی باطل کرتے ہیں اولاً تو ابو بکر
 کا گواہ طلب کرنا محض لغو تھا کیونکہ گواہی جب چاہیے کہ شوہر دعویٰ پر قبضہ
 نہوا اور باغ مذک حضرت فاطمہ کے قبضہ میں تھا والقبض دلیل الملائک پس
 خلاف حکم شرع ہی کہ قابض سے گواہ طلب ہوں اور دلیل اس پر قطع نظر اجماع کیا
 کے روایت شیخ علی شقی کی کنز العمال میں اور سیوطی کی درمنثور میں ہے
 حیث قال عن ابی سعید الخداری لما نزلت و انت ذا القربی
 حقہ دعا رسول اللہ فاطمہ فاعطاها فذک یعنی ابو سعید خدری

ابطال اس کی نسبت شہادت

ص ۱
 باب سؤرم

بجا

ص ۱۳۵
جہاں پیمبر

منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اسی رسولؐ جو تمہارا قرابت دار ہی اوسکو
حق اوسکا دید و تو پیمبر خدا نے فاطمہؑ کو بلایا اور اوسکو فدک عطا کیا اور حسب
روضۃ الصفا نے لکھا ہے بعضے سیگویند کہ حضرت رسالتؐ بسوئے فدک
امیر المؤمنین علیؑ را فرستاد و مصالحو بردست امیر واقع شد بر آن منہج کہ
امیر قصد خون ایشان کنند و حوائط خاص اذان رسول اللہؐ باشد پس
جبریلؑ فرود آمد و گفت کہ حق تعالیٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہؐ گفت
کہ خویش کیا نند حق ایشان چیت جبریلؑ گفت فاطمہؑ است حوائط فدک را
باو بدہ و انچہ اذان خدا در رسولؐ است در فدک ہم بدہ و بدہ پیمبر فاطمہؑ را
بنخواند و برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہؐ
پیش ابو بکرؓ آوردہ و گفت این کتاب رسول خداؐ بہت برائے من و حسن
و حسین نوشتہ است اس سے ثابت ہوا کہ باغ فدک قبضہ میں جناب فاطمہؑ
کے تھا اس واسطے کہ اعطاء بدون اقباض باوجود حکم خدا کے اور لکھنے وثیقہ کے
بسیار عقل ہے کیونکہ خدا نے کہا کہ فدک فاطمہؑ کو دید و تو اگر رسول خداؐ نے
نہیں دیا یا اور قبضہ نہیں کرایا تو معاذ اللہ خدا کے حکم کی تعمیل حضرت نے نہیں
کی لان الہیۃ ببدن الکاتبین کلاھما اور در صورتیکہ ابو بکرؓ نے گواہی
طلب کیے تو دو حال سے خالی نہیں یا ابو بکرؓ کے نزدیک یہ حضرات شاہدین
ہے تھے یا سچے نہیں تھے در صورت اولیٰ ابو بکرؓ کو موافق اپنے علم کے عمل کرنا
لازم تھا کہ اھو مسلمانین الغریقیان اور در صورت ثانیہ یعنی ابو بکرؓ کے
نزدیک یہ حضرات سچے نہیں تھے تو یہ گمان باطل ابو بکرؓ کا محض خیال غامض

صفحہ ۵۳۲
صحیح بخاری جلد دوم

اور ان جناب سیدہ کو خیال کیجیے جو نضعہ رسول اور عدیل مریم اور سیدۃ النساء کما فی کتبہم اور معصوم اور بری از رجن ہوں بشادت آیہ تطہیر وہ کیونکر حیثیت دعویٰ کر سکتی ہیں نائیا جناب امیر کو خیال کیجیے جو اہل بیت میں داخل ہوں اور تسک کا اونکے ساتھ پیغمبر خدا نے حکم دیا ہوا اور نفس پیغمبر ہوں بشادت آیہ مباہلہ اور معصوم ہوں بمقاد آیہ تطہیر اور احب خلق الی اللہ ہوں اور مدینہ علم ہوں اور بمنزلہ ماردوں کے ہوں اور مصداق علی مع الحق بھی ہوں اور باقرار شاہ صاحب سچے بھی ہوں کما قال فی تحفۃ المسرورۃ وآز جملہ انما علی مرتضیٰ است کہ باجماع شیعہ معصوم و باجماع اہلسنت محفوظ و صادق است پس عقل کب گوارا کر سکتی ہو کہ ایسا شخص محض دنیا کے واسطے جھوٹی گواہی دے اور سب مسلمین کے حق کو چاہے کہ ہمیں کو لمباے حاشا و کلاً خصوصاً اوس صورت میں کہ جب احکم الحاکمین نے خود گواہی کو جفا امیر کی قبول کیا ہو تو پھر ابو بکر کو گواہی مولاے انس و جان کی رد کر نکال کیا نصب تھا تبذی نے فواج میں اور نظیری نے خصائص علویہ میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور محمد صالح کشفی نے مناقب مرتضوی میں روایت کی ہو کہ قتل کئے باللہ شہید ابینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب یہ ہے کہ ابی رسول کہ کافی ہو واسطے گواہی کے درمیان ہمارے اور تمہارے اللہ اور وہ شخص جسکے پاس علم کتاب اور اسم عظیم ہو اس میں مقصود اوس شخص سے علی بن ابی خیال کیجیے حال حسین بن جو کہ آل عبائین داخل ہوں اور مصداق آیہ تطہیر اور حدیث تسک اور حدیث سفینہ ہوں اور جسکے واسطے

صفحہ ۵۳۷
صحیح مسلم جلد دوم

امام

رسو خداوند متعالی ہون اللہ تعالیٰ اُجْبِہمَا فَاجْبِہمَا اور چکی شان میں اکثر
فرمایا ہوا الحسن والحسین سید استبک اہل الجنة پس جن بزرگواروں کو
خدا و رسول دوست رکھیں اور جو سردار جو انان اہل بہشت ہوں کیا اونکا
یہی کام ہو کہ جمونی گواہی دین آب خیال کیجیے ام ایمن کو چکی ملاقات کو
رسو خداوند متعالی گھر جایا کرتے ہوں اور جو بشارت دی گئی ہوں ساتھ بہشت کے
کب عقل گوارا کرتی ہو کہ ایسی عورت جمونی گواہی دے اور عذر صغر حسنین
جیسا کہ شارح موافق نے کیا ہے بہ نسبت ایسے دوستان خدا کے بنتی ہو اوپر
قیاس حال اولیاء اللہ کے اپنے مشیوخ ثلثہ پر جنکا مرتبہ علم و عقل و عرفان یہ تھا
کہ چالیس چالیس برس تک بت پرستی اور شراب خواری میں مبتلا رہے حالانکہ
بہی ہو کہ حال انبیاء اور اوصیاء اور اولیاء کا مثل حال سائرنا س کے نہیں ہو اسلئے
کہ لوگ مؤید و مسند دین اللہ من بدو الفطرۃ میں آور صغیر اور کبیر کے کمال
و عقل و دانش اور عرفان میں یکساں ہیں مثل سورہ ہود و بزرگ قرآن عزت
و شان میں مساوی ہیں جیسا کہ ایٹناہ الحکمہ صبیحا و انا انی الکتاب جعلہ نبیا
قصہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ میں اسبر شاہد ہو اور کافی ہو خصوصیت اس مقام
کے لیے جو روایت کی ہو بخاری نے کتاب الجہاد میں کہ جب ایام رضاعت
امام حسن علیہ السلام نے بعض تمہرات صدقہ کو اوٹھالیا تو جناب رسو خداوند متعالی نے
فرمایا کہ تم نیکو اصناف تعلم ان الصداقۃ حرام علینا ابن حجر عسقلانی نے اپنی
شرح میں لکھا ہے کہ یہ اعتراض جناب رسو خداوند متعالی کا امام حسن پر جائے
استبعاد نہیں ہو کہ حال امام حسن کا دوسروں کے حال پر قیاس کرنا چاہیے

ص ۵۳
مصحف بخاری جامعہ

ص ۶۲۳
مصحف ترمذی جامعہ

ص ۶۲۳
مصحف مسلم جامعہ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

کان الحسن فی ثلاث الحال کان یطالع اللوح المحفوظ یعنی امام حسن علیہ
 السلام اوسی سن میں بطالعہ لوح محفوظ کرتے تھے اور بہت مناسب اس
 مقام کے ہی حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جو سن طفولیت میں گفتگو
 بہلول سے کی ہو جیسا کہ صاحب صواعق محمدیہ نے نقل کی ہو اور بھی اوسی
 کتاب صواعق میں کہ کتب معتبرۃ اہلسنت سے ہی حال حضرت امام محمد تقی علیہ
 السلام میں لکھا ہوا ہو کہ ایک روز گزر رہا ہوا مامون خلیفہ عباسی کا طرف او خضر نک
 کہ در میان لڑکوں کے کھڑے ہوئے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے اور سن او خضر نکا
 نو برس کا تھا پس سب لڑکے سوکھ رہے ہوا مامون خلیفہ دیکھ کر بھاگ گئے مگر وہ حضرت
 جیسے کھڑے تھے او سطر کھڑے رہ گئے جب مامون قریب آیا تو اس نے کہا کہ ای
 لڑکے تو بھی سب لڑکوں کی طرح سے کیوں نہ بھاگا او خضر نک نے فوراً زبان فصیح
 و بیخ جواب دیا کہ راہ تنگ نہ تھی کہ میں تیرے لیے کشادہ کرنا اور میں نے تیرا
 کچھ گناہ بھی نہیں کیا تھا کہ تجھ سے ڈرنا اور تجھ سے گمان بد بھی نہ لکھتا تھا کہ بلا جرم
 تو کسی کو آزار دیکھا پس تعجب ہوا مامون او خضر نک کے حسن کلام او حسن صوت
 سے او بوجھا کہ تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہی او خضر نک نے فرمایا محمد
 بن علی الرضا پس اس نے کہا رحمہ اللہ اباک اور گھوڑا آگے بڑھایا جب عمارات
 سے باہر گیا تو اپنے باز شکاری کو شکار پر چھوڑا پس وہ باز نظر وٹنے غائب ہو
 اور بعد تھوڑی دیر کے جانب بالاسے پھرا تو اسکی منقار میں ایک چھوٹی مچھلی
 تھی یہ دیکھ کر مامون کو نہایت تعجب ہوا اور اپنے گھر کی طرف پھر جب او مقام پر
 پہونچا جہاں سب لڑکے مجتمع تھے تو دیکھا کہ سب لڑکے بھاگ گئے مگر امام محمد تقی

کتابت خطیب

علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہیں پس اس نے کہا اے محمد میرے ہاتھ میں کیسا ہی اونچھڑنے
 نسرہ آیا کہ وہ اسے قدرتِ خدا میں بہت سی چھوٹی جھیلیاں ہیں کہ بادِ شنا ہونے کے باز
 اوس کا شکار کرتے ہیں اور وہ بادشاہ اوس سے سلاطینِ خاندانِ نبوت کا امتحان کرتے ہیں
 یہ سنکر مامون نے کہا انت ابن الرضا حقاً اور اونحضرت کو اپنے ساتھ لایا اور
 نہایت احترام و اکرام اور اونحضرت کا کرتا تھا بسبب اسکے کہ اوس پر کمالِ علم و فضل اور
 عقل و دانش اور اونحضرت کی باوجود اس صغر سن کے ظاہر ہوئی تھی اور ارادہ
 کیا کہ اپنی بیٹی کے نکاح میں اونحضرت کے دے مگر عباسیوں نے اوسکو منع کیا
 اس خوف سے کہ ایسا نہ کہ مثل انکے باپ کے انکو بھی اپنا ولیٰ عہد کرے
 تب مامون نے کہا کہ مثل اس لڑکے کے علم و حلم و معرفت میں کوئی دنیا میں نہیں ہے
 عباسیوں نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ یہ لڑکا علماء کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے اور کہا
 یہ بھی بنی اکتھم کو کہ اوس زمانہ میں سرآمد علماء روزگار تھا اور اوس سے
 کہا کہ ہم تجھ کو بہت مال و زر دینگے اگر اس لڑکے کو بند کر دے نہضتِ جمع ہوئے علماء
 اور اراکینِ دولت اور مامون نے امام محمد تقیؑ کے واسطے ایک عمدہ مسند بچائی
 پس بچی نے اپنی دانست میں بہت بہت مشکل سوالات کرنے شروع
 کیے اور وہ حضرت بلاتامل جواب اسے شافی دیتے تھے کہ ہر شخص سے صد اسے
 احسنتِ ملت تھی آخر الامر خلیفہ نے اصرار کیا کہ کوئی ایک سوال آپ بھی
 یہی سہی سے کریں پس امام علیہ السلام نے فرمایا اسے یہی کیا کہتا ہے تو دربارہ
 اوس مرد کے کہ نظر کی اسنے طرف ایک عورت کے ابتدا سے روزِ زمین تو وہ
 حرام تھی بعد اوسکے دن چڑھے وہ حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت حرام ہوئی پھر

عصر کے وقت وہ حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت حرام ہوئی پھر عشا کے وقت حلال ہو گئی پھر آدھی رات کو حرام ہوئی پھر صبح کو حلال ہو گئی یہی نے کہا میں نہیں جانتا پس سنہرایا امام علیہ السلام نے کہ وہ ایک لونڈی اجنبیہ تھی کہ ابتدا سے یوم میں اس پر نظر بشتوت کی تھی تو وہ حرام تھی پھر دن چڑھے اس کو مومل لے لیا تو وہ حلال ہو گئی پھر نظر کو اس کو آزاد کر دیا پھر عصر کو اس سے تزویج کی پھر مغرب کو اس سے طہار کیا پھر عشا کو کفارہ دیا پھر نصف شب کو طہار رجبی دی پھر صبح کو مراجعت کی پس مامون نے عباسیوں سے کہا دیکھا تھے اس کو جبکا انکار کرتے تھے پس اسی جیسے میں اپنی بیٹی ام الفضل کے ساتھ نکاح کر دیا انھیں ما اذنا فقلہ الحاصل حنین علیہا السلام امام محمد تقی اور امام حسن عسکری سے بیشک افضل تھے پس کہنا اؤنکا ابو بکر سے قہر من مقام ابینا ازراہ طفولیت نہیں ہو سکتا ہی جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ نے اس کو معمول لڑکپن پر کیا ہی اور کہا ہی کہ القصبی صبیحی ولو کان نبیاً یہ کہنا اؤنکا محض غلط ہی کوئی سندا سپر قائم نکی اور حال اولیاء اللہ اور کل اطفال کا ایک کڑا اسی طرح سے شارح مواقف کا عذر صغیر سن اور عدم تکمیل نصاب بہ نسبت معصومین کے غیر معقول اور قابل سماعت ارباب عقول نہیں ہو سکتا ہے اس ہمارے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ ابو بکر نے محض نفسانیت اور نادانی اور طمع دنیا سے فانی اور ایذا رسانی اہل بیت رسول یزدانی کے خیال سے اس دعویٰ کو جناب فاطمہ کے نہ سنا اور ایسے بزرگوار و نکی گواہی کو قبول نکلیا کیونکہ ابو بکر کو اسپہن اگر لحاظ حکم شرع مقصود ہوتا تو ہر جگہ اس پر

عمل ہو نا حالانکہ ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ ابو بکر نے فقط ایک شخص کے دعوے کو
بدون سنے گواہ کے نافذ رکھا ہو شکوہ میں ہو عن جابر قال لما مات رسول
اللہ ص و جاء ابابکر مال من قبل العلاء بن الحضرمی فقال ابو بکر
من کان له علی النبی م دین او کانت له قبله عده فلیاتنا قال جابر
فقلت وعد فی رسول اللہ ص ان یعطینی هکذا وهکذا وهکذا
فنبسط یدیه ثلاث مرّات قال جابر فغشی لی حثیة فعد دنتها فاذا
هی خمسائة وقال خذ مثلیها آتینے جابر کہتے ہیں جب رسول خدا ص نے
تعال کیا اور ابو بکر کے پاس علاء بن خضرمی کی جانب سے مال آیا اور قسٹ
ابو بکر نے کہا جس شخص کا نبی کے اوپر دین ہو یا پیغمبر نے کچھ اس سے وعدہ
کیا ہو وہ ہمارے پاس آوے جابر کہتے ہیں میں نے ابو بکر سے کہا مجھ سے
رسول خدا ص نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو اتنا مال دیں گے جس ابو بکر نے تم
میں سے دونوں ہاتھ بڑھا کر میری طرف پھینکا جب میں نے اسکو گنا تو وہ ہانسو
اور ہم تھے بعد اسکے ابو بکر نے کہا اسکی دوائی اور لے لو یہاں پر انکے علمائے خود
حیران ہیں کہ ابو بکر نے دعویٰ کو ایک شخص کے بدون سنے گواہ کے کیوں
قبول کیا جیسا کہ بعض حواشی صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں سبحان اللہ جابر نے
(جو کہ صحابہ میں سے تھے) جب اگر مانگا تو اسنے ابو بکر نے گواہ طلب نہ کیے
اور ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار درہم مہود اسے مال مفت دل بیرحم دیدیے اور
فاطمہ بارہ مگر رسول نے جب اپنی چیز مانگی اور دعویٰ کیا تو اسنے گواہ
طلب کیے اور بعد گواہی کے بھی کچھ نہ دیا مرہا بھی چاہیے عین کار

ص ۳۰۸
جہاں دہلی

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

از تیر آید و مردان چنین کنند و واضح بود کہ اولاً جناب سیدہ نے دعویٰ ہر یک کا کیا
 اور پھر ابو بکر نے گواہ طلب کیے جب حضرت علیؓ اور جنینؓ اور ام ایمنؓ نے گواہی
 دی تو ابو بکر نے گواہی کو ان حضرات کی بطلان کی تحصیل رد کر دیا تب جناب
 سیدہ نے مجبور ہو کر دعویٰ میراث کا کیا اس خیال سے کہ اس میں تو
 ابو بکر کو کچھ عذر نہ ہو گا کیونکہ میں نبی رسولؐ کی بیون سوا سے میرے اور
 کون وارث ہو اس طرح سے بھی مذک میرا ہی مال ہو اسکو بھی ابو بکر نے ایک
 حدیث اپنے دل سے بنا کر اڑا دیا جیسا کہ صحیح بخاری میں عائشہ سے منقول ہے
 ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ سألت ابا بکر الصديق بعد وفاة رسول
 اللہ ﷺ ان يقسم لهما ميراثهما ما ترك رسول اللہ ﷺ مما افاد الله عليه فقام
 لهما ابو بکر ان رسول اللہ ﷺ قال لا تورث ما ترك كما صدقة فغضبت
 فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ و هجرت ابا بکر فلم تزل مهاجرة حتى توفيت
 وعاشت بعد رسول اللہ ﷺ ستة اشهر حتى فاطمة و خیر رسول اللہ ﷺ نے
 بعد وفات پیغمبر خدا کی ابو بکر سے سوال کیا کہ جو میرے باپ کا ترکہ ہے اس چیز
 میں سے جو خدا نے او کو عنایت فرمایا تھا وہ میراث میری ہے مجھ کو دے
 ابو بکر نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چیز
 ہم جو میراث میں وہ سب صدقہ ہے یہ سن کر فاطمہ و خیر رسولؐ غضبناک ہوئیں
 اور وہاں سے چلی آئیں اور پھر ابو بکر سے ملاقات کی اور ہمیشہ کنارہ کش رہیں
 یہاں تک کہ انتقال کیا حالانکہ بعد رسولؐ خدا کے چھ مہینے تک زندہ رہیں
 اور پھر صحیح بخاری میں عائشہ سے منقول ہے ان فاطمة و العباس اتيا

دعویٰ میراث کر دینا جناب
 پیغمبر خدا ابو بکر

ص ۳۳۵
 جدول اول جہاد میراث

ص ۳۳۵
 جہاد ام جہاد میراث

ابکم یلتسان میراثنا من رسول اللہؐ وہما یومئذ یطلبان ارضیہما
من فذک وسہمہ من خیبر فقال لہما ابو بکر سمعت رسول اللہؐ
یقول لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یا کل ال محمد من ہذا المال
قال ابو بکر واللہ لا ادع امرارایت رسول اللہؐ یصنعہ فقال
وہجرتہ فاطمۃ ولہم کلہ حتی ماتت یعنی فاطمۃ وعباسؓ وبنو
ابو بکر کے پاس آئے اور اپنی میراث کو جو رسول خداؐ نے چھوڑا تھا طلب کیا
اور دونوں اوس روز اپنی زمین یعنی فذک کو اور عباسؓ اپنا حصہ مال
خیبر میں سے بھی ابو بکر سے مانگ رہے تھے ابو بکر نے جواب دیا میں نے پیغمبرؐ
سے ساری وہ سب باتیں تھے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جاتے
ہیں وہ سب صدقہ ہی مان اولاد رسولؐ کو کچھ تھوڑا سا اس میں سے لکھا نیکو
دینا چاہیے بعد اسکے ابو بکر نے کہا قسم خدا کی جس امر کو میں نے رسول خداؐ کو
کرتے دیکھا اوسے طرح میں بھی کروں گا راوی کہتا ہے فاطمۃؓ یہ سنکر ابو بکر
کے سامنے سے چلی آئیں اور ہجرا ابو بکر سے کلام نکلیا یہاں تک کہ دنیا سے انتقال
کیا اور صحیح مسلم میں ہر ان فاطمۃ بنت رسول اللہؐ ارسلت الی
ابی بکر الصدیق تسالہ میراثنا من رسول اللہؐ ما افاء اللہ علیہ
بالمدينة وفذک وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول
اللہؐ قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یا کل ال محمد من ہذا
المال وانی واللہ لا اغیر شیئاً من صدقۃ رسول اللہؐ عن
حاکم الباقی کانت علیہا فی عہد رسول اللہؐ ولا علم فیہا

بما عمل رسول اللہ صابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمة شیئا فوحدت فاطمة علی ابی بکر فذک قال فحجرتہ ولو نکمہ حتی توفیت وکاشت بعد رسول اللہ ستہ اشھر فلما توفیت دفنها زوجھا علی بن ابیطالب لیل ولو یوذن بہا ابوبکر وصدی علیھا علی انتی موضع الحاجۃ یعنی فاطمہ دختر رسول خدا نے ابو بکر سے میراث طلب کی جو چیز خدا نے اپنے رسول کو مدینہ میں دی تھیں اور باغ فدک کو بھی طلب کیا اور جو چیز کہ باقی تھی خمس خیر سے اسکو بھی مانگا ابو بکر نے جواب دیا رسول کہ گئے ہیں کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے البتہ اولاد رسول کو کچھ تھوڑا سا کھانیکو اس میں سے ملنا چاہیے اور اب ہم جو صدقہ رسول کا ہی اور جس طرح رسول کے زمانہ میں تھا اس میں تغیر نہیں دیکھتے اور جس طرح رسول نے عمل کیا ہی اسی طرح ہم بھی عمل کریں پس ابو بکر نے انکار کیا اور کچھ بھی فاطمہ کو نہ دیا اس وقت فاطمہ ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور ہجر کلام کیا یہاں تک کہ انتقال کیا اور بعد رسول خدا کے چہرے میں تک زندہ رہیں جب فاطمہ نے انتقال کیا تو انکے شوہر علی بن ابیطالب نے شب کے وقت دفن کیا اور ابو بکر کو جنازہ پر انکی اجازت نہ دی اور خود حضرت علی نے فاطمہ پر نماز پڑھی آپ صاحبان انصاف اور منصفان دور از اعتساف ذرا غور کریں اور دیکھیں اس ظلم کو وہ باغ جو خاص رسول خدا کا تھا مال غنیمت سے نہ تھا کسی کے لڑنے سے ہاتھ نہیں آیا تھا اور اسکو پروردگار عالم نے اپنے حکم سے فاطمہ کو دلا یا تھا

مجلس
مع قرائن فان كانت الحوائج
في الغنى فماذا الوسيلة
رسول عالم به في كل شئ
طريق الارباب فاختار
العلماء من غنيته
رسول الله صلى الله عليه وسلم
على ابد نطقه منكم
يلقى في السلام والكرام
عقدت بين انفسهم مع امر
محرم بخارجي

اس حق کو ابو بکر نے غضب کر لیا ہزار حیف اون فاطمہ کو ابو بکر نے حق سے محروم
کیا اور رنج و رنجائی تعظیم کے واسطے پیغمبر خداؐ کو ٹھکڑے ہوتے تھے اور وہ فاطمہ
جو معصومہ تھیں بشادات آیہ تطہیر اور جنگی شان میں پیغمبر خداؐ فرماتے تھے فاطمہ
سیدۃ النساء اہل الجنة فاطمہ سردار ہر زنان بہشت کی اور فرماتے
تھے فاطمہ بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی فاطمہ پارہ جگر میری
ہو جیسے او سکو غضبناک کیا او نے مجھ کو غضبناک کیا اور بھی فرماتے تھے فاطمہ
بضعة منی یوذنی ما اذا ہا فاطمہ پارہ جگر میری ہو جس سبب سے ابو بکر
اذیت ہوتی ہو اس سبب سے مجھ کو بھی اذیت ہوتی ہو اب ہم کہتے ہیں
اس کلام سے ابو بکر کے فاطمہ غضبناک ہوئیں جیسا کہ غضبت فاطمہ
سے ظاہر ہو اور یہ غضبناک ہونا جناب سیدہ کا ابو بکر کی وجہ سے تھا تو ابو بکر
نے فقط فاطمہ کو غضبناک نہیں کیا بلکہ پیغمبر خداؐ کو بھی غضبناک کیا اور
اغضب اب التبی علی حد الشراک اور پھر ہم کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کا
ابو بکر پر غضبناک ہونا اور مرتے دم تک کلام نہ کرنا اور جہازہ پر آنیکہ واسطے
منع کرنا اور نماز پڑھنے کی روادار نہ ہونا بلکہ ابو بکر پر بد عا کرنا ان سبب باتوں
صاف ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو بڑا صدمہ ہوا اور نہایت رنج ہو نجا اور جب
کسی کو صدمہ و رنج ہو تو چھوٹا تو ضرور روح و قلب کو ایذا ہوگی اور پیغمبر خداؐ
فرمایا جیکے میں یوذنی ما اذا ہا تو اس ایذا سے فاطمہ سے بیشک پیغمبر خداؐ
کو بھی ایذا پہونچی ہوگی اور خداوند جبار فرماتا ہوا ان الذین یوذون
اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ یعنی جو لوگ خدا کو

ص ۳۲
مصحح بخاری

ع
مصحح تہذیب التہذیب
قالت اریات اعداؤک
سیدہ فاطمہ و ابو بکر
الطوفانی فی جامعہ بغداد
من زین العابدین علیہ السلام
قالت وکانت ازواجک
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من ۳۶ صحیح بخاری
جای یک

اور اوسکے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اور پھر خدا لعنت کرتا ہی دنیا و آخرت پر
اس سے جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہی خیال کرو جسکے سبب سے بعضہ رسول کو بلکہ خود
رسول کو ایذا پہنچے اور دُختر رسول اوس سے بسبب اونکے حق نہینے کے
دنیا سے ناراض جا گئے اور مرتے دم تک بسبب رنج کے اوس سے کلام نہ کیا
اور جنازہ پر آنے دینے کی روادار نہ ہو تو ایسا شخص کب دین پیغمبر پر
باقی رہ سکتا ہی

ہرگز مبادیہ آید ز روستہ عقاد | حق زہر آغردن و دین پیہر دشتن

اس مقام پر خود انکے اکثر علما کی عقل دنگ ہو دریا سے تیرت میں غوطہ زن
ہو رہے ہیں در طہر ہلاکت میں پڑے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کچھ بات بنائے نہیں
ہفتی جہانجہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح شکوۃ میں لکھا ہے شکل ترین
قضا یا قضیہ فاطمہ زہراؑ است زیرا کہ اگر گوئیم کہ او جاہل بود باین سنت یسے
مدیے کہ ابو بکر نقل کردہ بعید است از فاطمہؑ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق
نیفتاد اور اسماعیلین حدیث ازان حضرت شکل میشود کہ بعد از استماع
از ابی بکر و شہادت سائر صحابہ بر آن چرا قبول نکرد و اگر غضب او پیش
از سمع حدیث بود چرا بزرگشت از غضب تا آنکہ امتداد کشید و تازہ ہو
بما جرت کرد و انتہی بہر کیف جب اہلسنت نے دیکھا کہ کوئی بات بنائے نہیں
ہفتی ہی اور خلافت پناہ میں نقص لگا جاتا ہی تو آخر مجبور ہو کر یہ بات بند کی
کہ ابو بکر نے فاطمہ کو قصد اغضبناک نہیں کیا بلکہ وہ خود غضبناک ہوئے جیسا
شاہ صاحب نے اپنے تحفہ مسروقہ میں لکھا ہی اسکا جواب اولاً یہ ہی کہ

ص ۱۶۲
جہاں لکھنؤ

گزشتہ شاہ صاحب
در اغضب قصد را

قصد سو قلبیہ ہے جیسا کہ خود شاہ صاحب نے جواب میں طعن دوم کے مطاعن عمر سے لکھا ہے۔ قصد از امور قلبیہ است کہ بر آن غیر از خداے تعالیٰ دیگرے مطاعن نمیتواند شد پس کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ ابو بکر کا قصد غضبناک کر نیکانہ تھا نہایت تعجب کی بات ہے کہ شاہ صاحب کو اس مقام پر خلاف اپنے قول کے اطلاع ہو گئی کہ ابو بکر کا قصد بضعہ رسول کو غضب میں لائیکانہ تھا اگر یہ کہیں کہ ہمارا حسن ظن یہی کہتا ہے کہ اونکا ہرگز قصد اغضاب کا نہ تھا پس یہ قول مقابلہ میں شیعوں کے کہنا نہایت عقلمندی پر شیعے کیسے کہتے ہم بھی اونکے عادات اور اطوار سے خوب واقف ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں کہ بیشک ابو بکر کو مقصد و غضبناک کرنا اور محروم رکھنا اور رنج دینا بضعہ رسول کو تھا کہ جس پر قرآن حالیہ اور مقالیہ دال میں ثانیاً سننے اغضاب کے غضب میں لانا اور آزر دہ کرنا ہی خواہ کسی فعل کے سبب سے ہو خواہ کسی گفتگو کے ساتھ پس جو شخص عمدً ا جان بوجہ کر ایسا کام کرے جو باعث کسی کے غضب کا ہو تو سبب اوس غضب کا وہی شخص ہوا و جنمن اغضبہا میں داخل ہوا مثلاً لئلا یوذینی ما اذہا میں ماکے غیر ذوی العقول مراد ہر جنمن قصد نہیں پایا جاتا اسی طرح اغضبنہ میں بھی قصد معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ایذا اور اغضاب ایک ہی قسم ہے رابو عشا ہم پوچھتے ہیں کہ اغضاب بنی مین آیا قصد معتبر ہے یا نہیں اگر قصد معتبر نہیں ہے تو یہاں اغضاب فاطمہ میں بھی قصد معتبر ہوگا لعدم الفارق بینہما اور اگر قصد معتبر ہو تو چاہیے کہ بلا قصد غضب اگر کوئی ایسی بات کیا کرے جو باعث غضبناک ہونے بنی کا ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہ ہو حالانکہ باجماع مسلمین یہ

صفحہ ۲۴
جہاں دردی

باطل ہو خامسا شکوہ میں ہو کہ عمر کو تصور اساتورات کمین سے مل گیا خوشی
رسول خدا کے پاس لا کر کہا یا حضرت یہ تورات ہو حضرت نے اس کے جواب میں
خوشی اختیار کی پھر عمر نے اس کو پڑھنا شروع کیا تب تو رنگ پیغمبر خدا کا
متغیر ہوا ابو بکر نے عمر سے کہا تو مر جاے اور لوگ تجھ پر دین تو نہیں دیکھتا ہوں
مبارک کو رسول خدا کے عمر نے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہا میں پناہ مانگتا ہوں
غضب خدا اور غضب رسولؐ کیسے اگر قصہ معتبر ہوتا تو عمر کا پناہ مانگنا غضب خدا
اور غضب رسولؐ سے کیا سننے عمر نے کیوں نہ کہا یا حضرت میں نے قصہ نہیں
کیا تھا آپ خود غضب میں آئے میرا کیا قصور ہے آپ کیوں میرے تین نصیحت
کرتے ہیں اسی طرح ابو بکر سے کیوں نہ کہا کہ تم ناحق مجھ کو گالیان دیتے ہو اور
بد و عا کرتے ہو میں نے قصہ پیغمبر کو غضبناک نہیں کیا ہے مجھے افسانہ کب مقصود
تھا اور ابن الخطیب نے مستطرف میں اور زحمت شری نے ربيع الاربار میں
لکھا ہے کہ شہر اب کے بارہ میں تین آیتیں نازل ہوئیں سبب نزول آخر
آیہ یہ تھا کہ حضرت عمر نے بھی شراب پی اور حالت نشہ میں ایک بڑی کو
اونٹ کے جڑے کی اوٹا کر پیچا رہا عبدالرحمن بن عوف کے سر پر ایسا مارا
کہ سہراؤ کا ہٹ گیا بعد اسکے بیٹھ کر جو کفار بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے
اون پر اسود بن یعفر کے اشعار پڑھ کر روانہ شروع کیا جبکا خلاصہ یہ ہو کہ وہ
لوگ کہاں ہیں جو جوان اور بڑے تھے اور چاہ بدر میں ڈال دیے گئے
کیا مجھ کو ڈراتا ہے ابن کبشہ (یہ کہنا یہ ہو رسول خدا سے) کہ ہم لوگ پھر
زندہ ہونگے حالانکہ یہ بدنہا سے مردہ اور کھوپریاں کیونکر زندہ ہو سکتی ہیں

شہر اب کے بارہ میں تین آیتیں نازل ہوئیں

شہر اب کے بارہ میں تین آیتیں نازل ہوئیں
سبب نزول آخر آیہ یہ تھا کہ حضرت عمر نے بھی شراب پی اور حالت نشہ میں ایک بڑی کو اونٹ کے جڑے کی اوٹا کر پیچا رہا عبدالرحمن بن عوف کے سر پر ایسا مارا کہ سہراؤ کا ہٹ گیا بعد اسکے بیٹھ کر جو کفار بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے اون پر اسود بن یعفر کے اشعار پڑھ کر روانہ شروع کیا جبکا خلاصہ یہ ہو کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو جوان اور بڑے تھے اور چاہ بدر میں ڈال دیے گئے کیا مجھ کو ڈراتا ہے ابن کبشہ (یہ کہنا یہ ہو رسول خدا سے) کہ ہم لوگ پھر زندہ ہونگے حالانکہ یہ بدنہا سے مردہ اور کھوپریاں کیونکر زندہ ہو سکتی ہیں

کون شخص ایسا ہو جو میری طرف سے خدا سے کدے کہ میں نے آجسے روزہ رکھنا
چھوڑ دیا خدا سے کدو کہ اب کھانا پیامیرا بند کر دے جب یہ خبر رسول خدا کو پہنچی
تو حضرت غصۂ میں نکلے اور ردائے مبارک کیلپٹے جاتے تھے پس حضرت نے
کوئی چیز جو دست مبارک میں تھی اوٹھا کر اوس سے مارا اوسوقت حضرت
عمر ہوش میں آئے اور کہنے لگے کہ بناہ مانگتا ہوں میں غضب خدا و غضب
رسول سے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی اَعْلَائِرِید الشَّیطَانَ ان یوقِعَ
بینکم العداوة والبغضاء فی الحجی والمیسر ویصدّکم عن ذکر اللہ
وعن الصلوٰۃ فصل انتم منتھون یعنی جزاین نیست کہ چاہتا ہی شیطان
کہ تم لوگوں میں عداوت اور دشمنی ڈال دے بوجہ شرابخواری اور قمار باز
اور چاہتا ہی کہ تم لوگوں کو باز رکھے نماز سے اور ذکر خدا سے لیکن تم لوگ باز
آؤ گے عمر نے یہ سنکر کہا کہ شراب سے اب میں باز آیا اتحاصل اگر
اغضب میں قصد معتبر ہو تا تو صوبقت پیغمبر خدا نے غضبناک ہو کر مارا تو عمر
یہ کیوں نہ کہا کہ میں نے بقصد اسکے شراب نہیں پی تھی کہ آپ غضبناک
ہوں اور نہ اس قصد سے اشعار پڑھے آپ کیوں مجھ کو مارتے ہیں اور کیوں
غضبناک ہوتے ہیں سادہ سا ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ فقط غضبناک
ہوئیے جناب فاطمہؓ کے خدا غضبناک ہوتا ہی صواعق محرقہ میں ہی عن
النبیؐ انه قال یا فاطمة ان الله یعضب لغضبك ویرضی لرضاک
اور کتاب مدارج النبوة میں ہی ان الله یعضب لغضبك فاطمة
ویرضی برضاها یعنی فاطمہؓ کے غضبناک ہوئیے خدا غضبناک ہوتا ہی

اور فاطمہؑ کے خوش ہوئیے خدا خوش ہوتا ہی تھا پیرا غضاب وغیرہ کا
 کچھ ذکر نہیں ہی محض غضبناک ہوئیے فاطمہؑ کے خدا بھی غضبناک ہوتا ہی پس
 معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ نے خدا کو بھی غضبناک کیا سابعاً خود شیخین نے اقرار
 غضاب کا بھی کیا ہی جیسا کہ ابن قتیبہؒ نے کتاب الامامۃ والسیاستہ میں
 لکھا ہی کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا انطلق بنا الی فاطمۃ فانما قد اغضبناھا چلو
 فاطمہؑ کے بیان کیونکہ ہم لوگوں نے او کو غضبناک کیا ہی اس ہمارے لکھنے سے
 بخوبی ثابت ہوا کہ ابو بکرؓ نے (ملکہ عمرؓ سے بھی) فاطمہؑ کو غضبناک کیا اور جب
 فاطمہؑ کو غضبناک کیا تو رسول خداؐ کو بھی بلکہ خدا کو بھی غضبناک کیا فقد بآء
 بغضب من اللہ وما ولہ جھتہ ویش المصیر خلاصہ
 ان لوگوں نے اس مقدمہ فک میں کوئی بات بنائے نہیں مبنی کیونکہ جناب
 فاطمہؑ کا غضبناک ہونا اور ابو بکرؓ و عمرؓ سے ناراض جانا بخوبی انکی کتابوں سے
 ثابت ہی اور فاطمہؑ کے غضبناک ہونے سے رسول خداؐ کا بھی غضبناک ہونا ثابت
 ہوا اور پیغمبر خداؐ کا غضبناک کرنا بالاکافر ہی اس سے جو نتیجہ نکلا وہ بھی ظاہر
 آخستہ مجبور ہو کر کہنے لگے کہ ابو بکرؓ نے جا کر فاطمہؑ سے عذر کیا اور او کو راضی کیا
 جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے بھی لکھا ہی یہ عذر انکا بدتر از گناہ ہی حاشا وکلا ہرگز
 فاطمہؑ ابو بکرؓ سے خوش نہیں گئیں بلکہ دنیا سے ناراض گئیں جیسا فہم تکلمہ
 حتمہ صامت سے ظاہر ہی اور وصیت کرنی اس بات کی کہ ابو بکرؓ جنازہ پر
 نہ آئے اس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ ہرگز راضی نہیں ہوئیں علاوہ اسکے
 ہم پوچھتے ہیں کہ اگر جناب فاطمہؑ حق پر تھیں تو باوجود دیے رہنے فک کے

اثبات جناب سید عالم دامت
 ہرگز راضی نہ ہوئے

اور حق ندینے کے عذر کرنا کیا سنیے اور اگر حق پر نہ تمہیں تب بھی عذر کرنا لغو تھا
بلکہ تنبیہ کرنی چاہیے تھی کہ خیال باطل سے باز رہیں علاوہ اسکے اس عذر کرنے سے
تو معلوم ہوا کہ بیشک ابوبکر کی خطا تھی کیونکہ بغیر قصور کیے کسی سے عذر کرنا اور
اوسکو راضی کرنا کیا معنی آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ پاک بہر کیفیت
اب ہم جناب سیدہ کا ابوبکر سے ناراض جانا اور کسی طرح راضی نہونا بلکہ ابوبکر
بدو عا کرنا اوفین کی کتاب سے ثابت کرتے ہیں ابن قتیبہ نے کتاب الامامة
والسیاستین میں روایت کی ہوان عمرو قال لابی بکر انطلق بنا الی
فاطمة فاننا قد اغضبناھا فانطلقا جميعا فاستاذنا علی فاطمة فلم
تاذن لھما فاتیا علیا فکلھا فادخلھا علیھا فلما قعدا عندھا
حولت وجھھا الی الحائط فسلمھا علیھا فلم ترد علیھا السلام فتکلم
ابوبکر فقال یا حبیبۃ رسول اللہ واللہ ان قرابۃ رسول اللہ احب
الی ان اصل من قرابتی واناک احب الی من عائشۃ ابنتی ولودد
یوم مات ابوک انی مت ولا یبقی بعدک اقل ذکرک اعرفک واعرف
فضلک وشرفک واصنعک حقک ومیراثک من رسول اللہ
الاوائے سمعت من رسول اللہ یم یقول لا نورث ما ترکناہ ہر
صدقة فقالت ارایتکما ان حدتکم احد یناعن رسول اللہ
التعرفانہ وتعقلانہ قالانعو فقالت انشدکما یا اللہ الم التسمی
من رسول اللہ یم یقول رضاء فاطمة من رضائی وسخطھا من
سخطی ومن احب فاطمة ابنتی فقد احببتنی ومن ارضنی فاطمة

۷
توضیح حدیث بن مسلم
قتیبہ بن محمد بن
کتاب الامامة و
السیاستین
ابو بکر نے عذر کرنا
الافہام متین
بہر انعام الامام ابو بکر
الاطلاق فلیک فی البیضی
بہر انعام

فقد ارضا فی ومن اسخط فاطمة فقد اسخطنی قال انعم سمعنا من رسول الله قالت ائے اشهد الله وملائکته انما اسخطتانی وما ارضیتانی والذین لیسیت النبی لا شکونکما الیه فقال ابوبکر عاذا بالله من مخطئه ومخطط یا فاطمة ثم انتخب ابوبکر ابیکما اتکا بنفسه ان ترهق وعی تقول والله لا دعون الله علیک فی کل صلوة یتعنے عمر نے ابوبکر سے کہا چلو فاطمہ کے بیان کیونکہ ہم لوگوں نے او کو غضبناک کیا ہی پس ابوبکر اور عمر دونوں آئے اور فاطمہ سے مکان میں جائیکی اجازت چاہی مگر انحضرت نے اجازت نہ دی تب دونوں مایوس ہو کر علی کے پاس آئے اور اسے کچھ باتیں کیں پس حضرت امیر اون دونوں کو خانہ جناب فاطمہ میں لے آئے جب وہ دونوں حضرت فاطمہ کے پاس بیٹھے جناب سیرہ نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا پھر اون دونوں نے حضرت پر سلام کیا فاطمہ نے کچھ جواب فرمایا تب ابوبکر نے کہا ای دختر رسول قسم خدا کی قرابت دار رسول کو میں بہتر جانتا ہوں اس سے کہ میں اپنے اقرب تھا دار کے ساتھ سلوک کروں اور میرے نزدیک تم بہتر ہو عایشہ سے اور جس روز تمہارے باپ نے انتقال کیا اوس روز اگر مجھ کو موت آتی اور میں مر جاتا تو بہتر تھا اور تم جانتی ہو کہ میں تمہاری بزرگی اور شرافت کو خوب پہچانتا ہوں باوجود اسکے کیونکر ہو سکتا ہی کہ میں تمہارا حق اور میراث نہ دیتا مگر اسکا سبب یہی تھا کہ میں نے رسول خدا سے سنا تھا وہ فرماتے تھے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہی جو ہم چھوڑ جائے

وہ سب صدقہ ہی تب فاطمہؑ نے کہا اگر میں ایک حدیث رسول خداؐ کی تم دونوں آدمیوں نے بیان کروں تو پچھانو گے اور سمجھو گے اون دونوں نے کہا البتہ تب سیدہؑ نے کہا میں تم دونوں سے خدا کی قسم دیکر بوجہتی ہوں کہ تم نے کیا رسول خداؐ کا نہیں سنا تھا کہ وہ فرماتے تھے فاطمہؑ کی خوشی سے میری خوشی ہے اور اسکے رنج سے میرا رنج ہے اور فرماتے تھے جو فاطمہؑ کو دست رکھے اسے مجھ کو دست رکھا اور جو فاطمہؑ کو راضی رکھے اسے مجھ کو راضی رکھا اور جس نے فاطمہؑ کو رنج دیا اس نے مجھ کو رنج دیا ابو بکرؓ اور عمرؓ نے جواب دیا مان رسول خداؐ یہ ہنسنے سا ہی تب جناب فاطمہؑ نے کہا میں خدا کو اور ملائکہ کو گواہ رکھ کے کہتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھ کو رنج دیا اور غضبناک کیا اور ہرگز راضی اور خوش نہیں رکھا اور جب میں ملاقات کروں گی نبیؐ کی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی ابو بکرؓ نے کہا ای فاطمہؑ میں پناہ مانگتا ہوں خدا کے غضب سے اور تمہارے غضب سے بعد اسکے ابو بکرؓ نے بکا ر بکا کر کر وناشہ ورج کیا تو بتایا کہ روح بدائے نکلائے اور جناب سیدہؑ کہتی جاتی تھیں ای ابو بکرؓ میں تجھ پر غماز میں بد دعا کروں گی اس روایت سے بخوبی ثابت ہوا کہ جناب فاطمہؑ ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں سے ناراض تھیں اب ہم اس حدیث کہ ابو بکرؓ کی (یعنی ہم گردہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے جو آل جہور جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے) باطل کرتے ہیں اولاً ہم اس حدیث کو خود قول سے ابو بکرؓ کے باطل کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے اقرار کیا ہے کہ البتہ اولاد نبیؐ وارث ہوتی ہے مسند احمد بن حنبل میں ابو طفیل سے منقول ہے قال لما قبض رسول اللہ

[illegible]

ارسلت فاطمة الی ابی بکر انت ورثت رسول اللہ ﷺ امر اہلہ
 قال فقال لابل اہلہ قالت فاین سہم رسول اللہ ﷺ قال فقال
 ابو بکر انے سمعت رسول اللہ ﷺ يقول ان اللہ اذا اطعم نبیاً
 طعمه ثم قبضہ جعلہ للذی یقوم من بعدہ فرایت ان اردہ
 علی المسلمین قالت فانت وما سمعت من رسول اللہ ﷺ اعلم
 یحییٰ ابو طفیل کہتا ہی جب پیغمبر خدا ﷺ نے انتقال فرمایا تو فاطمہ نے ابو بکر سے
 کہا پیغمبر خدا کا تو وارث ہی کہ او کی اولاد وارث ہی ابو بکر نے کہا میں نہیں
 وارث ہوں بلکہ او کی اولاد وارث ہی او سوقت فاطمہ نے کہا پس ترکہ
 رسول کا کہاں ہی ابو طفیل کہتا ہی ابو بکر نے جواب دیا میں نے رسول خدا سے
 سنا ہی وہ فرماتے تھے جب خدا کسی نبی کو کچھ معاش عطا کرتا ہی اور اوس
 نبی کو اپنے پاس بلا لیتا ہی تو وہ عطیہ اوس شخص کے واسطے ہوتا ہی جو
 اوس نبی کا قائم مقام ہو پس میں نے بہتر اسکو دیکھا کہ اوس مال کو
 سب مسلمین کو دیدن او سوقت فاطمہ نے کہا تو نے جو بات رسول خدا سے
 سنی ہی اسکو خوب جانتا ہی اس روایت سے ثابت ہوا کہ ابو بکر نے اقرار
 کیا کہ وارث پیغمبر خدا کی او کی اولاد ہی سبحان اللہ دروغ گور اما فاطمہ
 نباشد کہی تو کہتے ہیں کہ پیغمبر کا کوئی وارث ہی نہیں ہوتا پیغمبر کا مال سب
 صدقہ ہی کبھی کہتے ہیں کہ نہیں پیغمبر کی اولاد وارث ہوتی ہی کبھی کہتے ہیں
 کہ پیغمبر کا مترکہ سب خلیفہ کا حق ہوتا ہی اس اضطراب کلام اور تناقض
 مقام کو دیکھنا چاہیے کہ گاہے جنین دگاہے چنان اگر پیغمبر کا مال سب خلیفہ

صاحب کا ہوا تو نہیں معلوم کہ اولاد نبی وارث کس چیز کی منہری اور اس سے زیادہ لطف کی بات دیکھنے کے قابل ہی کہ جب جناب سیدہؑ نے دعویٰ کیا ہی تو ابو بکر نے ایک وثیقہ بھی لکھ دیا اور فدک واگذاشت کر دیا جب خلیفہ ثانی نے ابو بکر سے پوچھا کہ یہ رقعہ کیسا ہی تو ابو بکر نے جواب دیا کہ یہ نوٹہ اوسکا ہی جو فاطمہ کو اپنے باپ سے میراث پہنچی یہ سن کر عمر نے اوس رقعہ کو لیکر چھا کر چھینک دیا خلیفہ اول کا بھی کچھ لحاظ نکلیا اگرچہ جناب سیدہ کی بددعا سے او نہضرت کا بھی بدولت ابو لؤلؤ کے ایسا ہی حال ہوا اسبط ابن جوزی نے کتاب مرآۃ الزمان میں لکھا ہے عن علی بن الحسین جائت فاطمة بنت رسول اللہ الی ابی بکر و هو علی المنابر فقام یا ابابکر افی کتاب اللہ ان ترث ابنک ولا ارث ابی فاستعبر ابو بکر یا کیا ثم قال یا بانی امت ثم نزل فکتب لہا بقدر دخل علیہ عمر فقال ما هذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمہ میراثا قال فماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ فبصر علی بن الحسین نے فرمایا کہ جناب فاطمہ ابو بکر کے پاس آئیں اوسوقت ابو بکر کو منبر پر دیکھا فرمایا ای ابو بکر کیا قرآن میں خدا نے کہہ دیا ہے کہ تیری بیٹی تیری وارث ہو اور میں اپنے باپ کی وارث نہوں یہ سن کر ابو بکر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا میرے باپ دادا سب تم پر فدا ہوں تم حق پر ہو بعد اسکے منبر سے اتر کر ایک رقعہ بھنوں واگذاشت فدک لکھ دیا اتنے میں باتفاق ناگما فی خلیفہ ثانی کا گزر ہوا چچا

۴۰
کتبتہ ان کتبتہ
جناب مولیٰ ایسا ہی
صاحب عفتہ فاطمہ لافاقم
اور اس انداز میں جو کہ
کما اشار الیہ فی کتابہ

۴۱
و تفعل فی الدارین
و تفعل فی الدارین
ایمان علی بن الحسین
تجارت علی بن الحسین
انسانی فی منورہ

یہ رقعہ کیسا ہی ابو بکر نے کہا یہ رقعہ میں نے فاطمہ کو جو میراث اوسکو اوسکے
 باپ سے پہونچی ہی لکھ دیا ہی یہ سنکر عمر نے کہا اب تم سب مسلمانوں کو کہانے
 دو گے حالانکہ سب عرب تمہاری طرف سے جہاد کرتے ہیں یہ لکھ کر عمر نے
 اوس رقعہ کو لیکر بھاڑ کر پھینک دیا تبہ کیف اس روایت سے بھی ثابت ہوا
 کہ خود ابو بکر نے امترا کیا کہ فاطمہ کو جو میراث پہونچی تھی اوسکا رقعہ لکھ دیا
 احمد شہ کہ حدیث ابو بکر ہی خود ابو بکر ہی کی زبان سے باطل ہو گئی تھانی
 سوا سے ابو بکر کے اور کوئی دوسرا اسکا راوی نہیں ہی اکثر اہلسنت نے اسکا
 اقرار کیا ہی اور ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں اور ابن حجر نے صواعق
 محرقہ میں بھی اسکی تصریح کی ہی اور صحیح بخاری میں ہی اسل ازواج النبی
 عثمان الی ابی بکر یسألنہ ثمنہن یعنی ازواج نبی نے عثمان کو ابو بکر کے
 پاس بھیجا کہ ثمن حصہ ہم لوگوں کا میراث رسول میں سے دے بسا تعجب ہی کہ
 اس حدیث کو سوا سے ابو بکر کے اور کسی سے پیغمبر نے نہیں کہا بلکہ خلیفہ ثالث
 کو بھی خبر نہ تھی کہ ابو بکر کے پاس پیام ازواج نبی کا لیکر گئے ثالثا جناب
 امیر المؤمنین جو کہ اب علم تھے اور قائل سلونی قبل ان تفقد و نے
 تھے اور اقصائے خلق تھے اور اکثر فرماتے تھے اگر مسند بھجائی جائے اور
 میں اوس پر بیٹھوں تو فیصلہ کر سکتا ہوں معاملات اہل تورات کو اونکی
 تورات سے اور صاحبان انجیل کو اونکی انجیل سے اور اہل زبور کو اونکی
 زبور سے اور اہل فرقان کو اونکے فرقان سے تو ایسا شخص اس حدیث
 سے واقف نہواور فاطمہ کو منع نہ کریں بلکہ اونکی طرف سے گواہی دین

ص ۷۶
 باب اول فصل فاس
 جلد دوم جہاد و ہجرت

۷۷
 ذیل ازواج النبی المطہرات
 باب ثانی فی صفات و ہجرت
 المطہرات فی ہجرت

علم مراد ہو تو زکریا کا یہ کسنا پروردگار را محکوم فہی اپنے بنی اعمام سے اسکے
 کیا معنی اس بات کا خوف کرنا کہ بنی اعمام میرے بعد کہیں بنی نوح جائیں اور
 عالم نوح جائیں یہ بنی کی شان سے بعید ہی بیغیر کرب جا ہیگا کہ میرے بعد اور
 عوثر و واقارب بنی اور عالم نوح فقط میرے ہی بیٹے کو نبوت اور علم حاصل ہوا
 اور نیز اگر وراثت نبوت و علم مراد ہوئی تو حضرت زکریا کا یہ دعا کرنا کہ اوس
 بنی کو پسندیدہ اور صالح کر لغو ہو جاتا ہی یہ مثل اسکے ہی کہ کوئی دعا کرے
 خداوند ایک پیغمبر بھیج مگر وہ عقلمند ہو موقوف نہوا و علم بھی رکھتا ہو جاہل
 نہویان پر اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ پیغمبر ہو کر مال کا لالچ کیوں کیا اور یہ کیوں
 دُرسے کہ ہمارا مال بنی اعمام زلیلین تو ہم کہیں کہ حضرت زکریا اپنے بھائیوں کے
 حالات سے واقف تھے کہ یہ اششرار بنی اسرائیل میں سے ہیں (جیسا کہ
 بیضاوی نے بھی لکھا ہی) اور جانتے تھے کہ اگر ان لوگوں کو ہمارا ترکہ اور
 مال ہوتا تو فسق و فجور میں صرف کرینگے کیونکہ اونکی عادات سے واقف
 تھے اسی سبب سے جب خدا سے لڑکا مانگا کہ اونکے مال کا وارث ہو تو اوسکے
 ساتھ یہ بھی دعا کی خداوند اوس لڑکے کو صالح اور پسندیدہ کر مقصود
 یہ تھا کہ یہ بھی کہیں ہمارے مال کو بنی اعمام کی طرح سے امور باطل میں صرف
 نہ کرے الغرض ہمارے اس لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ حدیث کا زور و ثبوت
 کی محض وضعی ہی ابو بکر نے دل سے بنا کر سبب طلاق سانی اور بنیال
 انذار سانی کے اپنی زبان پر جاری کیا اور شاید یہی وجہ ہی کہ عمر نے
 ابو بکر کو ایک روز اپنی زبان پر لے کر کہنے پتے دیکھا کہ یہ کیا کرتے ہو خدا تمہارا

شہید ابو بکر زبان خود را

ص ۷۴
 مشکوٰۃ چہا پادہلی

گنہگار ہو کر نوحہ کیا ابو بکر نے کہا اسی کج بخت زبان نے مجھ کو بڑے بڑے مملکہ میں ڈال دیا شاید اس وقت اس حدیث کا بنانا یاد آگیا ہو گا مگر ایک شبہ اور رہ گیا ہے جس کو اہلسنت بھی اکثر مقام اعتراض میں بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر باغ فدک حق الہییت کا تھا تو جناب امیر نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو کیوں نہ لیا اور اوس میں متصرف کیوں نہ ہوئے اور حسنین کو اس سے محروم کیوں نہ رکھا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مصلحت سے اپنا حق واپس نہ کرے تو یہ دلیل اس کی نین ہو سکتی کہ یہ حق اس کا ابتداء ہی سے نہ تھا اب ہم اول مصالح کو جنکے سبب سے جناب امیر نے اوس میں تصرف کیا بیان کرتے ہیں اولاً وجہ اس کی یہ تھی کہ جب حضرت فاطمہ نے دعویٰ فدک کا کیا کہ پیغمبر خدا صہم کو دیکھے ہیں تب ابو بکر نے گواہ طلب کیے جناب سیدہ حضرت امیر اور حسنین کو گواہ بھی لائیں ابو بکر نے ان پر گزیدہ گار خدائی گواہی کو بھی در دیات جناب فاطمہ نے دعویٰ میراث کا کیا کہ اس میں تو ابو بکر کو عذر نہ ہو گا اوس کو بھی خلافت پہنچانے ایک حدیث بنا کر غلط کر دیا ان سب باتوں سے جناب سیدہ کو برا رنج ہوا اول تو خود اس حضرت کو اپنے دعویٰ میں جھوٹا سمجھنا اور پھر گواہی کو جناب امیر اور حسنین کی رد کرنا اس کے بعد مدعا اور رنج حضرت کو پہونچا ظاہر ہے کہ مرتے دم تک ابو بکر سے کلام کیا اور بعد اُنکے حضرت نے منہ پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا بلکہ بددعا کی اور جب تک زندہ رہیں ان ظلموں پر برابر رویا لیکن اور مرتے وقت وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازہ پر نہ آوے بموجب وصیت کے جناب امیر نے بھی ابو بکر کو

نوحہ کیا کہ جناب امیر نے فدک کو اپنے حق سے لے لیا

اجازت نماز پڑھنے کی ندی جیسا کہ ولہو یوذن بھا ابابکر سے ظاہر ہو چکا ہے
یہ سب حالات اور صدمہ اور رنج جناب سیدہ کا حضرت امیرؓ نے اور
حسینؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کچھ زمانہ دراز بھی نگذرا تھا کہ قبول جاتا تو
حضرت علیؓ کو گوارا نہوا کہ جس چیز سے بیٹی رسولؐ کی محروم رہ گئی اور کچھ اوس
اوسکو نصیب نہوا اور اسی رنج میں مر گئی اوسکو ہم لیکر اپنے تصرف میں لائیں
اور سین کو اوسمین سے دین اور سینین ہر حال میں حکم میں اپنے پدر بزرگوار کے
راضی تھے اور رنج و مصیبت میں شریک تھے اور کبھی رائے سے جناب امیرؓ
کی مخالفت نہ کرتے تھے بلکہ انکے امور کو اپنے حق میں اولے و صلح سمجھتے تھے
باجملہ یہ بات اکثر یہ کہ جب اپنے کسی دوست کو کسی چیز سے رنج ہو پوچھتا ہی تو
اوس چیز سے نفرت کلی ہو جاتی ہی جیسا کہ امام حسینؓ نے بعد شہادت عزیز
والنصار کے (خبر کو اپنی آنکھوں سے پایا شاید ہوتے دیکھا تھا) جب درویش
پانی لایا تو اوسمین سے نہ پایا اور فرمایا جس سے ہمارے عزیز و انصار محروم
گئے اوسکو ہم کیونکر گوارا کریں اور پھر حدیث میں ہی چونکہ امام زین العابدینؓ
نے معرکہ کربلا میں اپنے پدر بزرگوار کے سربسارک کو بدن سے جدا نوک نیزہ پر
نصب دیکھا تھا اس سبب سے بعد معرکہ کربلا مدت العمر حضرت نے
کلہ گو سفند نوش کیا تا نبیؐ حضرت امیرؓ نے نہ لینے میں فدک مقصوبہ کے
بنیمبر خدا کی پیروی و تاسی کی جیسا کہ منقول ہوا نہ سئل کلائی علة ترك
على فدک لما ولی الناس قال لا اقتداء برسول الله ﷺ لما فتح مكة
وقد باع عقيل داره فقيل له يا رسول الله ﷺ هل ترجع الى دارك

قال هل ترك عقیل لناد انا اہلبیت لانسرجع شیئا اخذ منا
ظلماً یعنی امام جنس صادق سے کسی نے پوچھا کہ جناب امیر کو جب خلافت ظاہری
ہوئی تو کیوں فہم کو قبول نہیں کیا جواب دیا کہ حضرت علیؑ نے اس امر میں
رسول خداؐ کی پیروی کی کیونکہ جو مکان پیغمبر خداؐ کا مکہ میں تھا اس کو عقیل نے
بغیر مرضی رسول خداؐ کی بیعت والا تھا جب مکہ فتح ہوا تو لوگوں نے کہا یا حضرت
اب اپنا مکان بھی لے لیجیے پیغمبر خداؐ نے جواب دیا اس مکان کو عقیل نے
باقی کب رکھا اور ہم اہلبیت عصمت و طہارت سے جو چیز ظلم کر کے بغیر مرضی
کوئی لے لیتا ہے تو ہم لوگ اس کو خود سے نہیں لیتے اور نہ اس کے لینے میں کوئی
کرتے ہیں اسی سبب سے جناب امیرؑ نے بھی کوشش نہ کی اور جب اپنے
اختیار میں ہوا تو خود سے اس کو قبول نہیں کیا ہاں اگر کوئی شخص خوف
خدا کر کے اور حق پہنچانے کی منصوب کو کسی اہلبیت معصوم کو اپنی طرف سے
واپس کرے تو اس کو رد بھی نہیں کرے کیونکہ اہلبیت نبی کہ امام اور معصوم
بین رحیم ہوتے ہیں یہی سبب ہے کہ جب بعض اہلبیت کو بعض خلفائے جور نے
حق سمجھ کر فہم واپس کیا ہے تو لے بھی لیا ہے مثالاً قطع نظر ان جوابات کے
یہ خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیرؑ کو کب اس امر کی ہمت ملی کہ وہ حضرت
فہم کو پر اپنا قبضہ کرتے اور اپنے طور پر اس کا انتظام کرتے اور اس کے محاصل
اور منافع سے خود تصرف کیا کرتے یہ امام تارک دنیا ہیں جنہوں نے دنیا کو
میں طلاق دیے یہ وہ ہیں جنکی شان میں دیوتیوں علی انفسہم ولو
کان بھو خصاصہ آیا یہ وہ ہیں جنکی شان میں دیطعمون الطعام علی

۴
بنا معصوم لانسرجع فان
من خواص الاستغفار علی
افضل ونبی الذی علی
ما وردہ ان سبب الدیوی
فی تحفہ المسرفین فی کتب
الافہام ۱۲۸

حبتہ مسکیناً و یتیمًا و اسیراً بلکہ تمام سورہ ہل اقی تا زل ہوا مثل خلفائے
 جوہر کے طالب جیفہ و دنیا نہ تھے کہ سب امر و نکتے پہلے اپنی ہی معاش کی فکر کرتے
 حضرت تو درستی و انفاذ احکام شرع میں برابر مصروف رہے جسکے
 سبب سے سب دشمن ہو گئے برابر لڑائیاں رہیں پس یہ ظاہر ہی کہ اکاھو
 فاکاھو حضرت کو درستی سے اور احکام شرع کے کب فراغت حاصل
 ہوئی جو اسکی طرف متوجہ ہوتے اور یکے پہلے اپنے ہی آذوقہ کی فکر کرتے
 خصوصاً اوس صورت میں کہ سب دشمن ہو رہے تھے خلفائے ثلاثہ کا دم
 بھرتے تھے حضرت کے قتل کا بہانہ ڈھونڈتے تھے اگر حضرت ایسا کرتے
 تو لوگ دنیا طلبی اور جہ نفع کی نسبت کرتے اور بیشک کہتے کہ اس غفلت
 و فدا کی خواہش انکو اسی واسطے تھی کہ اپنی زندگی آرام سے بسر کریں
 چنانچہ حضرت امیر اور حسنین کی گواہی اسی جہ نفع کے خیال سے رد کردی
 گئی واضح ہو کہ باغ فدک کو خلفائے بنی امیہ و عباسیہ نے چند مرتبہ
 اولاد فاطمہ حق سمجھا کر واپس کیا ہی چنانچہ صاحب عجم البلدان و دیگر
 مورخین لکھتے ہیں واللفظ لا اول فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ
 کتب الی عاملہ بالمدينة یأمرہ بردد فدک الی ولد فاطمة فكانت فی
 ابیدھم ایام عمر بن عبد العزیز فلما ولی یزید بن عبد الملک قبضہا
 فلم یزل فی ابیدی بنی امیہ حتی ولے ابو العباس السفاح الخلافۃ
 فدفعہا الی الحسن بن علی بن ابی طالب فكان هو القیم علیہا
 یقرتھا فی بنی علی بن ابیطالب فلما ولی منصور و خرج علیہ

والبین وراج الملک بنی امیہ
 عبد الملک را اولاد فاطمہ

بنو الحسن قبضہا عنہم فلما ولی المہدی بن منصور الخلافۃ اعدا
الیہم ثم قبضہا موسیٰ المہادی ومن بعدہ الی ایام المامون فجاہ
رسول بنی علیٰ فطالبہا فامران یُتجَل لہم ہا فکتب السجل وقء
علیہ المامون فقام دعبل وانشد

اصبح وجہ الزمان فدضحکا | رد مامون ہا شام فذکا

یعنی جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا تو اسنے عامل مدینہ
کو لکھ بھیجا کہ باغ فدک اولاد فاطمہ کو واپس کر دے پس وہ فدک قبضہ میں
فرزندان فاطمہ کے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک رہا جب یزید بن عبدالملک
بادشاہ ہوا اسنے پھرے لیا اور برابر قبضہ میں بنی امیہ کے رہا یہاں تک کہ
ابوالعباس سفاح جو پہلا بادشاہ عباسیہ سے تھا تخت پر بیٹھا تو اسنے
بھی حسن بن حسن بن علی کو فدک واپس کر دیا اور وہ برابر او سپر قابض
رہے اور اولاد علی کو اوس میں سے تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ منصور عباسی
تخت پر بیٹھا اور اولاد حسن نے او سپر خروج کیا تب اسنے اون کو گولنے
فدک چین لیا جب مہدی بن سفور بادشاہ ہوا اسنے پھر اولاد فاطمہ کو
فدک پھیر دیا بعد اسکے موسیٰ مہدی جب تخت پر بیٹھا تو اسنے پھرے لیا
یہاں تک کہ زمانہ مامون رشید کا آیا او سو وقت فرزندان علی نے واسطے
مانگنے فدک کے لیکو مامون رشید کے پاس بھیجا مامون رشید نے قبول کیا
اور ایک کاغذ لکھ دیا اور اوس پیام لانے والے کو نذر عکسنادیا او سو وقت
دعبل جو کہ شاعر تھے مارے خوشی کے اوٹھ کھڑے ہوئے اور ایک قصیدہ

نظم کیا جسکے پہلے شعر کا مطلب یہ ہے زمانہ میں لوگوں کو خوشی ہوئی اور رنج و غم
 دور ہوا اس سبب سے کہ مامون رشید نے اوس باغ فدک کو جو حق
 اہلبیت کا تھا نبی ہاشم کو واپس کر دیا یہ روایت یسنے واپس کر دینا فدک کا
 اولاد فاطمہ کو بہت سی کتابوں میں اہلسنت کی ہی جیسے بظراختصار فقط ایک
 کتاب سے لکھا اس سے ظاہر ہوا کہ شیخین کے مذہب سے حق اولاد فاطمہ کا
 نہیں جاتا رہا بلکہ دعویٰ اوں لوگوں کا برابر باقی رہا اور خلفائے بنی امیہ
 اور عباسیہ نے بھی اس دعویٰ کو ان لوگوں کے قبول کیا اور حق سمجھ کر
 کر دیا اگر حق ان لوگوں کا نہ ہوتا تو وہ سب بھی مذہب سے کہہ سکتے تھے کہ باغ فدک
 تم لوگوں کا خاص حق نہیں ہے بلکہ یہ رسول کا ترکہ ہے اور پیغمبر کا مال سب صدقہ
 اب ایک شبہ اور باقی رہ گیا یسنے جب ابو بکر نے یہ کہا کہ رسول کا مال سب
 صدقہ ہے اور حق مسلمین کا ہے تو اس زمانہ میں اہل اسلام ہزاروں بلکہ لاکھوں
 تھے اور آمدنی فدک کی بہت کم تھی تو بعد تقسیم سب لوگوں کے شاید ابو بکر کو
 کہ منجملہ مستحقین کے تھے پورا ایک بیسواں حصہ میں نہ ملتا پس بعید ہے کہ اتنے کے
 واسطے ابو بکر نے غیر کے حق کو لے لیا ہو یہ شبہ باطل ہے اسوجہ سے کہ
 حاکم کو اس قسم کے مال میں اختیار ہے جقدرجی چاہے آپ لیلے اور متناجی
 چاہے دوسرے کو دے سب مسلمین برابر تقسیم کرنا لازم نہیں ہے بلکہ یہ تو
 محال ہے کیونکہ بہت سے مسلمین بلاد بعیدہ میں ایسے تھے جنکا نام تک ابو بکر کو
 معلوم نہ ہوگا اور اسی سبب سے اس آمدنی خیر و فدک کو عمر نے خاص
 اپنے واسطے رکھا اور کیونکہ یا جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی ہے

سبیل چارم

ص ۱۵۱
چاپ خانہ

واما خیبر و فدک فامسکھا عمنی یعنی خیبر اور فدک پر عمر نے اپنا قبضہ کیا
 قطع نظر اسکے ایک حکومت اور ریاست کا قائم ہونا اور لوگوں کا بطح مال گیسے
 رہنا اور یا خلیفۃ رسول اللہ کسنا یہ کیا تصور تھا علاوہ اسکے اوس باغ
 کی آمدنی بھی کثیر تھی چنانچہ انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ عمر نے
 واسطے تشخیص قیمت نصف فدک کے (جو بعد جنگ خیبر کے اہل فدک نے پیغمبرؐ
 سے نصف پر مصالحوہ کیا تھا) ابوالہیثم بن الہیثم و قروہ بن عمرو و جباب
 بن صخر و زید بن ثابت کو بھیجا پس انھوں نے نصف زمین فدک کو نصف
 درختوں کی قیمت بچاس ہزار درہم لگائے پس عمر نے وہ بچاس ہزار اون
 لوگوں کو دیکر شام کی طرف نکال دیا اور مولانا مجلسی نے روایت کی ہے کہ اہل
 خدمت رسول خداؐ میں آئے اون لوگوں نے یہ بات طے ہوئی کہ اگر وہ میر
 اپنے قبضہ میں رکھیں تو چوبیس ہزار دینار خرچ دیا کریں کہ بحساب ہندوستان
 کے لاکھ روپے سے زیادہ ہوتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوبکر
 نے سوچا کہ یہ مال کثیر اگر اہلیت کے ہاتھ آئیگا تو بقدر ضرورت اپنے مصرف
 میں خرچ کرینگے اور باقی سب راہ خدا میں اپنے عزیز و نکلوا و رشتہ منکوا و
 مددگار و نکودیا کرینگے جیسا کہ سورہ ہل اتے شاہد حال ہے اور اس جو د و
 عطا کی وجہ سے سب لوگ انکی طرف رجوع کرینگے اور یہ امر سب انکے غلبہ
 اور شان و شوکت کا ہوگا اور ہماری طرف کوئی رجوع نہ کریگا اور خلافت
 میں ہماری رخنہ پڑ جائیگا یہی سب خیال کر کے ابوبکر نے جناب فاطمہؓ کو انکے
 حق سے محروم رکھا اب اہل انصاف ان باتوں سے قطع نظر کر کے دیکھیں کہ حق تھا

ص ۳۰
سورہ حشر

مشران من فرما تا ہوا فاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فکلمہ
وللرسول ولذی القربی والیتیمی والمساکین وابن السبیل
یعنی جو کچھ دیا ہو خدا نے اپنے رسول کو اہل قریش سے (کہ وہ بنی نضیر وغیرہ تھے
اور مراد اول قریش سے مذک وغیرہ وغیرہ ہی جو مدینہ سے دو تین میل کے
فاصلہ پر ہے) پس وہ حصہ خدا کا اور رسول کا اور ذوی القربی کا اور
یتیموں اور سکینوں اور ابن البیل کا ہی اور خین اہلبیت من سے کما فی
مجمع البیان پس اگر جناب سیدہ کو ابو بکر نے بسبب انتقال پیغمبر خدا کے
ذوی القربی سے خارج کر دیا تو ہم پوچھتے ہیں کیا حق فاطمہ کا فقر و مساکین
کے برابر بھی نہ تھا کہ ابو بکر نے او کو محروم کیا ہوتا آخر مروت و حمیت
عرب کیا ہو گئی تھی اگر ابو بکر نے اپنی طرف سے ہیرہ کر دیا ہوتا تو کیا نقصان
تھا آخر پیغمبر کا اتنا بھی حق نہ تھا کہ اونکی پارہ بکر محروم نہ پیمیری جائے اور
ناراض کنی جائے کیونکہ جس بزرگ کے سبب سے دین ماتہ آیا ہوا اور وہ
بزرگ اپنی اولاد کے واسطے مکر و وصیت بھی کر گیا ہو تو کیا مروت بھی
چاہتی ہو کہ او سکی اولاد محروم رکھی جائے اور ناراض کی جائے خصوصاً
اوس حالت میں کہ جب یہ سب شان و شوکت و حکومت و ریاست
اوسی کے باب کی بگہ پر بیٹھنے کے بدولت حاصل ہوئی ہو اولاً تو ابو بکر
کو ہر طرح کا اختیار تھا کیونکہ تبرج انکے علماء کے امام کو ہر طرح کا اختیار ہو
جسکو قبضہ چاہے وہ اسی سبب سے ابو بکر نے بابر کو بغیر نیچے لوگوں کے
اور بغیر مطالبہ گواہ و قبیذ کے فقط اونکے کئے پر مال بکھریں سے دونوں

۱۰
کتاب فی فضائل
الطبیعیات
فی فضائل
الطبیعیات

بحر کہ دیرتھ و دیرتھ ہزار روپیہ دیدیے کاشش بیان بھی جناب سیدہؑ
 اپنی طرف سے فذک دیدیا ہوتا کہ اس قدر فیما بین رنج و ترک مکالمہ واقع
 نہوتا تا نیا ہم کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے اگر سب مہاجرین و انصار سے اس
 فذک کے دیدینے کو پوچھا بھی ہوتا تو یقین تھا کہ وہ لوگ کسی انکار نہ کرتے
 بیا پیر بن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں کیا اجسی بات لکھی ہے کہ جب
 جنگ بدر فتح ہوئی تو اوسمین ابو العاص بن ربیعہ جو کہ شوہر زینب کا تھا
 (جنگو اہنت بطن خدیجہ سے جانتے ہیں) قید ہو کر آیا اور قیدیوں کے شمول
 میں حضرت کے سامنے کھڑا ہوا جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کے چھڑانیکے
 واسطے جزیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کے چھڑانیکے واسطے کچھ اسباب
 بھیجا کہ منجملہ اوسکے ایک گلو بند تھا جسکو خدیجہ نے جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر
 رسول خداؐ کو رقت طاری ہوئی اور مسلمانوں نے سعی کر کے ابو العاص کو
 چھڑوا دیا اور وہ اسباب بھی زینب کو واپس کر دیا ابن ابی الحدید
 کہتا ہے اس روایت کو میں نے ابو جعفر نقیب سجی بن زید کے سامنے بیان
 کیا نقیب کہنے لگا ای ابن ابی الحدید تم نے دیکھا ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ان لوگوں نے
 آنا بھی نہو سکا کہ فاطمہؓ کو خوش کرتے اور انکے ساتھ احسان کرتے اور
 سب مسلمانوں کو راضی کر کے فذک فاطمہؓ کو دیدیتے کیا فاطمہؓ زینب سے
 بھی مرتبہ میں کم تھیں حالانکہ فاطمہؓ سیدہٗ نسا عالمیان ہیں ایک مقام
 ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ میں نے علی بن الفارقی سے جو کہ مدرس مدرسہ
 بغداد کے تھے پوچھا کہ فاطمہؓ نے جو دعویٰ فذک کیا تو اس دعویٰ میں

قصہ ابو العاص
 بن ربیعہ جو کہ شوہر
 زینب کا تھا جنگ
 بدر میں قید ہوا
 اور رسول خداؐ کو
 رقت طاری ہوئی

ص ۳۰۸
 جلد دوم شرح نہج البلاغہ

کتاب اللہ فاختلف اہل البیت فاختصوا منہم من یقول قریباً
 یکتب لکم البقیۃ کما بالن تفضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال
 عمر فلما اکثر واللغو والاختلاف عند النبی قال رسول اللہ صوموا
 قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزۃ کل الرزۃ
 ما حال بین رسول اللہ ص ان یکتب لہم ذلک الکتاب من
 اختلافہم ولعظہم یعنی جب وقت وفات رسول خدا کا قریب ہو گیا
 اس وقت بہت سے لوگ اس گھر میں مع عمر بن الخطاب کے جمع تھے
 پیغمبر خدا نے فرمایا قریب آؤ میں لکھ دوں ایک نوشتہ تا بعد اسکے تم
 لوگ گمراہ نہ ہو عمر نے کہا نبی کو درو کا غلبہ ہوا ہے تم لوگوں کے پاس قرآن
 موجود ہے فقط قرآن کافی ہے سنرا ابیمن لوگوں کے جو اس گھر میں جمع تھے
 اختلاف ہوا بعض تو کہتے تھے اے اؤ پیغمبر تم لوگوں کے واسطے لکھ دین تا بعد
 اون کے گمراہ نہ ہو اور بعض ادین سے وہی بات کہتے تھے جو عمر نے کہی تھی یعنی
 کچھ ضرور نہیں ہے فقط قرآن کافی ہے جب بہت غل اور اختلاف ہوا تو رسول خدا
 نے فرمایا اؤ تم جاؤ یہاں سے راوی کہتا ہے ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کیا مصیبت
 تھی وہ مصیبت جو بات حائل ہو گئی اور مانع ہوئی اس بات سے کہ رسول خدا
 کچھ لکھ جاتے اور یہ امر بسبب اون لوگوں کے شور و غل مچانے کے اور اختلاف
 کرنے کے موقوف رہا اور پھر باب العباد میں صحیح بخاری کے موجود ہے عن
 ابن عباس انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم یکے حتی خضب
 دمعہ المحصباء فقال استند برسول اللہ ص وجعہ یوم الخمیس

۹
 قولہ فاختلف اہل البیت ای
 اذین کا نزاع میں الصحابہ
 والپیغمبر علیہ السلام کے درمیان
 اختلافی واقع ہوا تھا
 فی شریعہ امامت

فقال ایوتی بکتاب اکتب لکم کتابا بالن تضلوا بعدہ ابد اُفتنا دعوا
ولا یبغی عند بنی تنازع فقالوا ہجر رسول اللہ قال دعونے
فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ وادھی عند موتہ ثلاث
اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیز والوفد بنحو ما کنت
اجیزہم ونسبت الثالثة یمنے ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے
روزِ پنجشنبہ کو یاو کیا اور کہا کہ پنجشنبہ کیا روز تھا یہ لکھو و نیلگے بیان تک کہ
سنگریزے زمین کے اونکے آنسوؤں سے تر ہو گئے کتنے لگے رسول خدا کو روزِ پنجشنبہ
بیماری کی شدت ہوئی تو فرمایا تم لوگ ایک کاغذ لے آؤ تم لوگوں کے
واسطے میں کچھ لکھ دوں کہ بعد اسکے کسی گمراہ نہویں گئے لوگ آپس میں جھگڑنے
لگے حالانکہ بنی کے پاس ہرگز جھگڑنا نہ چاہیے بلکہ اون لوگوں نے کہا
رسول خدا کو نہ بیان ہو گیا یہ سنگریزے بنے فرمایا جھوڑو و محبو جس حالت میں
میں ہوں وہ بہتر ہو اس سے جب کو تم لوگ کہتے ہو اور حضرت نے مرنیکے
وقت تین امر ونکے واسطے وصیت کی ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے
باہر کر دینا دوسرے جس طرح میں اپنے سانسے و افدین کے ساتھ سلوک
کیا کرتا تھا تم بھی کیا کرنا تیسری بات راوی کہتا ہے محبو یا دھنیں مخفی تھے
کہ یہ حدیث یمنے عمر کا پیغمبر خدا کو نہ لکھنے دینا صحیح بخاری میں سات جگہ
موجود ہے ہنہے بنظر اختصار فقط ایک روایت پہلی جلد سے اور ایک روایت
دوسری جلد سے لکھی آوریہ حدیث اسی مضمون کی صحیح مسلم میں بھی تین
راویوں سے منقول ہے ایک مختصر روایت اس میں کی بھی ہم لکھ دیتے ہیں

۴
وافدین رسولان و فادات
و عجایب ۱۲ منہ

۷۸
جلد دوم جہا پر کلکتہ

قال رسول الله ﷺ ايتوني بالكف والذواة او اللوح والذواة
الكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده فقالوا ان رسول الله ﷺ يحجر
يتعنه رسول خدا نے منسب فرمایا ہے اور تم لوگ میرے پاس شانہ و دوات نہ لینی
اور دوات کہ میں تم لوگوں کے واسطے ایک نوشتہ لکھ دوں کہ بعد اسکے
کبھی گمراہ نہ ہو گے اسکے جواب میں لوگوں نے کہا رسول خدا نہ بیان کیجئے میر
اور یہ حدیث یعنی پیغمبر خدا کا دوات و قلم طلب کرنا اور عمر کا یہ کہنا کہ انکو
در دکان غلبہ ہوا ہی ہو کہ فقط قرآن کافی ہے اور لوگوں کا اختلاف کرنا اور انہیں کا
پیغمبر خدا کو نسبت نہ بیان کی دینا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوات کو یاد کر کے
روایہ سب تفصیل مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے جسکو شبہ ہو کتاب نکال کر
دیکھ لے ہم نے نظر اختصار میں لکھا اور میں نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے
وفي كتاب الجهاد هجر بدين الهمة وفي رواية الكتمة هني هناك
هجر هجر رسول الله ﷺ بتكرار لفظ هجر وقال عياض معنى هجر
ويقال هجر الرجل اذا هذى واهجر اذا افحش قلت نسبة مثل
هذا الى النبي ﷺ لا يجوز لان وقوع مثل هذا الفعل عنه عليه
الصلوة والسلام مستحيل لانه معصوم في كل حالة في صحته
ومرضه لقوله تعالى وما ينطق عن الهوى ولقوله اني لا اقول
في الغضب والرضا لاحقا وقد تكلموا في هذا الموضوع كثيرا و
اكثره لا يجدى نفعا والذي ينبغي ان يقال الذين قالوا اما شانه
اهجر واهجر الهمة وبدونها هم الذين كانوا اقرب الى العهد بالاسلام

ص ۵۴۰
پیش از دہلی

و لم یکنوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقہ ۴ لا ھو ظنوا انہ ۲
 مثل غیرہا من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیہم
 یتکلم من غلیظتہ فی الکلام یعنی کتاب الجہاد میں ہجر بغیر عہدہ کے ہی اور
 بروایت کشمینی ہجر ہجر مکرر ہی اور قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ معنی ہجر کے بُری
 بات کے ہیں لوگ بولتے ہیں ہجر و جل و جسوقت کوئی ہذیان بکے یعنی لکھتا ہے
 کہ اس ہذیان کی نسبت نبیؐ کی طرف کی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ نبیؐ سے
 ہذیان صادر ہونا محال ہی اس واسطے کہ وہ حضرت معصوم ہیں ہر حالت میں
 خواہ بیماری میں ہوں خواہ صحت میں کیونکہ خدا فرماتا ہے میرا پیغمبر خواہش
 نفس سے کلام نہیں کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرت جی فرماتا
 ہیں کہ میں حالت غصہ میں اور خوشی میں سوائے حق کے دوسری بات
 نہیں کہتا اور اس مقام پر لوگوں نے بہت سی باتیں بنائی ہیں مگر کوئی بکار
 نہیں ہے اور ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہوں نے کہا
 کیا ہو گیا ہے کیا پیغمبر کو ہذیان ہو گیا ہے یہ وہی لوگ تھے جو قریب قریب
 اسلام لائے تھے اور نبیؐ کے مرتبہ کو نہیں پہچانتے تھے اور اس بات کو
 نہیں جانتے تھے کہ نبیؐ کے حق میں ایسا کہنا سزاوار نہیں ہے اول لوگوں نے
 خیال کیا یہ بھی مثل اور لوگوں کے ہیں کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہے تو ہذیان
 بکے لگتے ہیں اس لئے کہ معنی کے چند باتوں کا فائدہ حاصل ہوا اہلسنت
 خوب خیال رکھیں اور اسکو فراموش نہ کریں اول تو یہ کہ باقرارائے
 علماء کے ہجر بغیر عہدہ کے اور ہجر مکرر بھی آیا ہے دوسرے ہجر کے معنی

از عبارت عن نبی مآثرہ خیار
 حدیث گردید

نہدیان کے مین قیسرے پیغمبر کی طرف نسبت نہدیان کی کرنا جائز نہیں ہے
 کیونکہ رسول خدا صحت و بیماری ہر حالت میں معصوم ہیں جو تھے پیغمبر خدا کا
 حکم ہر حال میں بوجی ہوتا ہی اپنی طرف سے نہیں ہوتا ہی یا پیغمبرین بہت سے
 اعتراضات و تاویلات اہلسنت کے اس لکھنے سے عینی کے باطل ہو گئے
 جیسا کہ او سنے خود بھی لکھا ہے کہ اس مقام پر لوگوں نے بہت سی باتیں بنائی
 ہیں مگر کوئی بکار آمد نہیں ہے جیسے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن لوگوں نے
 نسبت نہدیان کی پیغمبر کی طرف کی وہ پیغمبر کے مرتبہ سے جاہل تھے اب ہم
 انہیں کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں کہ ابتداءً اس قول کو عمر ہی نے کہا تھا
 ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا ہے ولا يجعل اخبارا فيكون من الفحش و
 الهذيان والقاتل كان عمر ولا يظن به ذلك يمينه اجماعا مستقام
 لینا چاہیے اور خبر قرار دینا نہ چاہیے کیونکہ اس حالت میں ہجر کے معنی فحش
 اور نہدیان کے ہونے اور یہ کلمہ عمر نے کہا تھا اور ان کی طرف ایسا گمان نہیں
 ہوتا اور خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے و فی
 طوقه ای طریق هذا الحديث المروية عنه فقال عمر ان النبي
 يهجر يعني بعض مدثرين اس طرح ہے کہ عمر نے کہا ان النبي يهجر اور چہر
 خفاجی نے اوسی کتاب میں لکھا ہے و اما الاختلاف الذي وقع عند
 كما ورد في الاحاديث الصحيحة من ان النبي قال في مرضه
 ايتوني بدواة اكتب لكم كتابا لاتضلون بعدى فقال عمر ان
 الرجل يهجر حسينا كتاب الله فلغظ الناس فقال اخرجوا عنه

ص
 جابر طر ان لفظ ہجر
 نسبت کی نسبت نہ ہوتا ہے
 پیغمبر

ص
 جابر لکھ شرح الامان
 لا صحابی کردہ

لا یغنی التنازع لمدتی الخ یعنی جو اختلاف کہ نبیؐ کے سامنے ہوا جیسا کہ احادیث
صحیحہ میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنی بیماری میں کمادات لے آؤ تم لوگوں کے
واسطے ایک نوشتہ میں لکھ دوں کہ میرے بعد گمراہ نہو تب عمرؓ نے کہا تحقیق
کہ یہ شخص ہریان بکتا ہے بلکہ فقط قرآن کافی ہے پس لوگوں میں غل و شور ہوا
حضرت نے فرمایا باہر جاؤ میرے پاس جگڑنا اچھا نہیں ہے انہما اور عکبری
شایع دیوان مثنوی نے اس شعر کی شرح میں لکھا ہے

ص
چاہے کلث

الناطق فیک ہجر ابعدا علی | یا ناک خیر من تحت السماء
الہجر القبیح من الکلام والفحش و ہجر اذا ہذی و ہوما یقولہ الجھور
عند الحشی ومنہ قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول اللہ ص
ان الرجل لیجھو علی عادیۃ العرب یعنی ہجر کے سنے بری بات اور
فحش اور ہریان کے ہن اور ہریان وہ ہے کہ وقت ہجر کے آدمی بکتا ہے اور
اسی طرح عمر بن خطاب نے بھی وقت بیماری رسولؐ کے کہا تھا یہ مرد
ہریان بکتا ہے بموجب عادت عرب کے ہمارے اس لکھنے سے کالشمس
علی رابعۃ النہار واضح درویشن ہو گیا کہ یہ خطاب پیغمبرؐ کو ابن خطاب
ہی نے عنایت کیا تھا غایۃ الامر یہ ہے کہ بعض اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس
تو خلافت پناہ کو ثبوت الزام آتا ہے اور دائرہ اسلام سے قدم باہر ہو جاتا ہے
تو بعض نے فتاوا بصیغہ جمع بنا دیا مگر ہمزہ نہیں لگایا جیسا کہ مذکور ہوا اور
بعضوں نے ہمزہ لگا کر استفہام کر دیا مگر بلکہ اس کے نزدیک کچھ ضرورت
نہیں ہے کیونکہ ہم نے انہیں کے علما کے قول سے ثابت کر دیا کہ اصل میں

یہ قول عمر ہی کا تھا علاوہ اسکے جو مقل ہی وہ سمجھ جائیگا کہ عمر کا فقط یہی کہنا کہ انکو درود کا غلبہ ہوا ہی ہو کہ فقط سران کافی ہوا اس سے مقصود یہی تھا کہ انکو درود کا غلبہ ہی جو بات کیسے اوسکا اعتبار نہیں بمنزلہ نذیان کے ہی اب اہل انصاف خیال کریں کہ عمر نے کیا جہالت کی بات کی اور پیغمبر کی شان میں کس قدر بے ادبی کی جب حضرت نے دوات و قلم مانگا تو مناسب تھا کہ مقتضی درود دین و سبوح و میسج سلمین فوراً لا کر حاضر کر دیا ہوتا کہ خلعت گمراہی سے قیامت تک محفوظ رہتی نہ یہ کہ بکے پہلے بول اوشے انکو نذیان ہو گیا ہی درود کا غلبہ میں بک رہے ہیں کفار کہا کرتے تھے انہ لجنون یہ کہیں انہ لیجھڑ خداتو کہے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور یہ سر مائین ان الرجل لیجھڑ یہ کیا ہے ادبی کی بات ہی کس قدر بیوہ گفتگو ہی حالانکہ کلام پیغمبر وحی ہوتا ہی خدا کہتا ہی و ما یطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی ہمارا پیغمبر خیر اثر نفس سے کلام نہیں کرتا بلکہ اوسکا کلام شریعت انصام سب وحی ہوتا ہی یہ تموہی ہی خدا نے کہا ہی کہ باری میں ہمارے پیغمبر کے کلام کا اعتبار کرنا کہ اوسکو نذیان ہو جاتا ہی خیال کہ و اگر عمر نے منع کیا ہوتا تو اتنا غل کا سیکو ہوتا جب عمر نے منع کیا اور لوگوں کے دلمین و سوسہ شیطانی ڈالہ یا تو بعض منافقین بھی اوس کہنے میں شہ یک ہو گئے اور اسقدر غل کیا وہ دھوم مچائی کہ پیغمبر خدا نے باوصف ائٹ لعل خلق عظیم کے فرمایا و ور ہو میرے سامنے سے اس منع کرنے نے عمر کے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ رسول خدا کو آخر وقت میں کس قدر رنج ہوا اور لا محالہ پس نہ مانا حضرت کا کہ اوٹھ جاؤ

نہ لکھنے دینے کی وجہ ہم بیان کرتے ہیں اسکی وجہ یہ تھی کہ عمر نے خیال کیا ایسا نہو
 پیغمبر خدا کہ میں علی کے واسطے خلافت لکھ جائیں ایک دفعہ تو علی کو غدیر خم میں خلفہ
 اپنا بنا ہی چکے ہیں خیر او سکو تو ہم اور ہمارے مرید لوگ مولیٰ کے مننے بدل کر لے کر دو
 اسل نوشتہ کو کیونکر سٹا سکیں گے اور ہم نے جو جو بات ولین سوچ رکھی ہے وہ سب
 غلط ہو جائیگی سارا کھیل مٹ جائیگا اب ہم اس بات کو لکھتے ہیں کہ بیشک
 پیغمبر خدا نے جامہ تھا کہ جناب امیر کے واسطے خلافت لکھ جائیں اس خیال سے
 کہ لوگ استخلافت غدیر خم کو ایسا نہ سمجھیں کہ شاید یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو یا کسی
 ولین کچھ شہرہ لگیا ہو اس سبب سے تاکید حضرت نے جامہ کہ نوشتہ بھی ہو جا
 تا کہ کیو جائے گفتگو باقی رہے تو وی نے شرح مسلم میں لکھا ہے قد اختلف
 العلماء فی الکتاب الذی ہوا للنبی بہ فقیل اراد ان ینص علی
 الخلافۃ فی انسان معین لثلاقیع نزاع و فتن یعنی علمائے اختلاف
 کیا ہے کہ پیغمبر خدا کو کیا لکھنا مقصود تھا بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے
 جامہ ایک شخص خاص کے واسطے خلافت لکھ جائیں تاکہ آپس میں نزاع و فساد
 واقع نہوا و ر قاضی عیاض نے لکھا ہے و ذکر ان الذی طلب کتابہ
 امر الخلافۃ بعدہ و تعیین ذلک یعنی بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے
 جو دو ات و قلم مانگا تو لکھنا خلافت کا مقصود تھا کہ ایک شخص خاص کو بعد
 اپنے پیغمبر کے جائیں تو مولوی وحید الدین خان جو کہ سنی مشرب ہیں اپنی کتاب
 حد تحقیق میں لکھتے ہیں اور زیادہ تر یہ ہے کہ زمان مرض الموت حضرت نبیؐ سے
 حضرت عمرؓ تمام تر اہلبیتؑ نبیؐ سے علیحدہ و خود سر ہو گئے کہ جب حضرت رسولؐ

نہایت کہ مقصود حضرت
 پیغمبر خدا سے تھا

ص ۲۲
 مجدد و جمہا لکھتہ

ص ۱۶۱

اپنے مرض الموت میں کافذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً
 وہ وصیت واسطے تحریر کر دینے وصیت زبانی خم غدیر نسبت حضرت علیؑ کے
 ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ لکھ کر لایا انتہیٰ اور ابن ابی الحدید
 اپنی کتاب میں تاریخ بغداد سے لکھا ہر روی بن عباس قال دخلت
 علی عمرؓ فی اول خلافتہ وقد القہ صاع من تمر علی خصفۃ قد عانی
 الی الاکل فاکلت تمرۃ واحدة واقبل یاکل حتی اقی علیہ تمر شرب
 من جبرۃ کانت عندہ واستلقی علی مرفقہ لہ وطفق یحمد اللہ
 یکرر ذلک ثم قال من این جئت یا عبد اللہ قلت من المسجد
 قال کیف خلعت ابن عمرؓ فظننتہ یعنی عبد اللہ بن جعفر
 قلت خلعتہ یلعب مع اترابہ قال لہ اعن ذلک انما عنیت عظیمکم
 اهل البيت قلت یمتہم بالعرب علی نخیلات من فلان یقر القرآن
 قال یا عبد اللہ علیک دماء البدن ان کتمتہا اهل بقی فی نفسہ
 من الخلافۃ شیئ قلت نعم قال ایزعمر ان رسول اللہؐ نص علیہ
 قلت نعم وازیدک سالت ابی عمایہ عیہ فقال صدق فقال
 لقد کان من رسول اللہؐ فی امرہ ذر ومن القول لا یشب حجة
 ولا یقطع عذرا ولقد کان یزیغ فی امرہ وقتاماً ولقد اراد فی ضمیرہ
 ان یصرح باسمہ فمنعته من ذلک اشفاقاً و حیطة علی الاسلام
 الا ورت ہذا البیتۃ ولو ولیہا لا تنقضت علیہ العرب من
 اقطارہا فلعلم رسول اللہؐ انی علمت ما فی نفسہ فامسک و

ابن اللہ الا مضاء صاحب تریخ ابن عباس کہتے ہیں میں ایک روز
ابتداء زمانہ خلافت میں عمر کے پاس گیا دیکھا کہ ایک چٹائی پر ایک صاع
خرما (جو ہندوستان کے حساب سے تین سیر سے بھی زیادہ ہوتا ہے) رکھا
ہوا ہے پس عمر نے دیکھ کر مجھ کو بھی کمانیکو کہا میں نے اوسمین سے ایک دانہ
کھا لیا باقی سب خلیفہ صاحب نے نوش جان کیا بعد اسکے ایک گھڑا پانی کا
جوسانے رکھا تھا اوسے اٹھا کر پیا اور اپنے بچھونے پر چب لیٹ کر بار بار خدا کا
شکر ادا کیا بعد اسکے مجھ سے کہا اے عبد اللہ اس وقت تم کمانے آتے ہو میں نے
کمانہ مسجد سے پھر پوچھا تمہارے پیچھے بھالی کس حالت میں ہیں ابن عباس
کہتے ہیں میں سمجھا شاید عبد اللہ بن جعفر کو پوچھتا ہے میں نے کمانہ اپنے ہمنون کے
ساتھ مکمل رہے ہیں عمر نے کہا میں اوکو نہیں پوچھتا ہوں بلکہ تمہارے بزرگ
اہلبیت کو پوچھتا ہوں میں نے کمانہ ایک شخص کے باغ میں پانی سیج رہے تھے
اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے عمر نے کمانہ عبد اللہ میں تم کو قسم دیتا ہوں
کہ تم پر قربانی اونٹوں کی لازم ہوا اگر تم چپاؤ آیا اونکے دلمین کچھ دعویٰ خلافت کا
ابھی تک باقی ہی میں نے کمانہ پھر عمر نے کمانہ شاید اونکو گمان ہی کہ پیغمبر
اونکو خلیفہ کر گئے ہیں میں نے کمانہ البتہ بلکہ اسکے علاوہ میں تم سے بیان کروں
کہ اپنے باپ سے بھی میں نے پوچھا کہ علی جو دعویٰ خلافت کا کرتے ہیں وہ
سچ ہو فسرما یا ہاں سچ ہی پھر عمر نے کمانہ رسول خدا کی باتیں علی کے بارہ میں
کچھ ایسی پریشان پادر ہوا تھیں جس سے کوئی دلیل واضح نہیں پائی جاتی
اور کوئی حد منقطع نہیں ہو سکتا (یعنی کوئی بات شکا نیکی نہ تھی) اور پیغمبر

لسبب محبت علی کے بسا اوقات لغزش کرتے تھے و کیوں بیماری میں حضرت نے
 چاہا علی کے نام کی تصریح کر دین مگر میں نے بسبب تنفقت و محبت اہل اسلام
 روک دیا اور نہ لکھنے دیا قسم پر خاندان کعبہ کی اگر علی خلیفہ ہوتے تو قریش ہرگز نہ
 مانتے اور تمام عرب ہر طرف سے ہجوم کرتے اور یہ سمجھ جانا میرا رسول خدا کو
 معلوم ہو گیا پس حضرت بھی چپکے ہو رہے اور جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا کہ حضرت
 اس روایت سے خود باقرار عمر یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول خدا نے چاہا تھا کہ
 واسطے خلافت کے علی کے نام کی تصریح کر دین مگر خلیفہ صاحب نے روک دیا
 اب رہا یہ خیال کرنا عمر کا کہ عرب علی کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے گمان ہل
 اور خیال خام تھا یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ باوجود لکھ جانے رسول خدا کے عرب
 نہ مانتے البتہ عمر اور مریدان عمر اگر نہ مانتے تو اس کا تعجب نہ تھا جب پیغمبر کے
 سامنے ان کے قول کو نہ مانا تو بعد پیغمبر کے خلافت جناب امیر کو نہ مانا گون
 بڑی بات تھی یہ بات غیب کی عمر کو کہاں سے معلوم ہو گئی کہ جناب امیر کی
 خلافت پر باوجود حکم خدا اور لکھ جانے رسول کے عرب اتفاق نہ کریں گے معلوم
 ہوتا جو حضرت جبریل جو بیماری میں پیغمبر کی آئے تھے وہ عمر سے کہتے ہوئے
 آسمان پر چلے گئے کہ علی کو خلیفہ نمونے دینا عرب اور نیز اتفاق نہ کریں گے پہلے
 ابو بکر کو خلیفہ بنا دینا بعد اسکے تم خود خلیفہ ہو جانا اگر کوئی کہے کہ زمانہ خلافت
 حضرت علی سے ظاہر ہوا کہ عرب نے اور نیز اتفاق نہ کیا برابر حمل اور صفین اور
 نہروان میں لڑائی رہی تو ہم کہیں گے یہ سب بدولت عمر کے تھا کیونکہ ابتدا سے
 خلافت جو اہلبیت کے ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس خاندان میں خلیفہ ہونا

ایک دفعہ علیؑ نے فرمایا
 میں نے اتفاق نہ کیا کہ میں
 علیؑ

کر نکو چاہا تب عمر نے ہذیان کی نسبت دیکر حسدنا کتاب اللہ زبان پر جاری کیا اور جب ابو بکر نے اپنی بیماری میں عمر کے واسطے وصیت کی اور خلافت ناسہ لکھا تو اس وقت عمر نے یہ کیوں نہ کہا کہ ابو بکر کو ہذیان ہو گیا، اس لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، ہکو فقط قرآن کافی ہے، ثالثاً باتفاق فقہین پیغمبرؐ نے فرمایا تھا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعائتے اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما ان تصنلوا بعدی یعنی میں تم لوگوں میںز دو چیز بزرگ چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن دوسرے میرے اہلبیت جب تک کہ ان دونوں کا دامن پکڑے رہو گے ہرگز بعد میرے گمراہ نہو گے، چنانچہ پیغمبرؐ نے تو قرآن کے ساتھ اہلبیت کو بھی شامل کیا اور ان دونوں کے ساتھ تمسک کر نیکو حکم بھی دیا اور فرمایا جو ان سے تمسک ہو گا وہ کبھی گمراہ نہو گا مگر عمر نے برخلاف اسکے اہلبیت کا ساتھ چھوڑا اور کہا ہکو فقط قرآن کافی ہے، استقامت مولوی وحید الدین خان نے کیا اچھی بات لکھی ہے، سوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہکو افسوس آتا ہے حضرت رسولؐ کے ایامِ صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بجز وہ بیماری حضرت رسولؐ کے اسطرحیہ بالکل آنکھ بدل دی اور کمنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسولؐ پروردگار علیہ قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہِ بیروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہے، اس واسطے کہ یہ بات روزِ جمعرات کے متی اور رسولؐ نے بعد اس جمعرات کے جمعہ اور منیچہ اور اتوار تین دن زندہ رہ کر کے انتقال کیا اور آخر وقت میں التوفیق الاعلیٰ کہہ کر کے جان دی تو کسی وقت میں کوئی بات بدحواسی کی

حضرت رسول کے پائی نہیں جاتی ہر گاہ قرآن اور عترت دونوں ہا
 حدیث ثقلین کی ہر جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم کو گوئیں دو چیز مبارکی جو ہر
 جاتے ہیں ایک قرآن و دوسری عترت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہ ہوں
 تو اگر حضرت عمر جبکہ کتاب اللہ و عاتقہ الرسول و دونکو ملا کر کے کہتے
 تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے تھے رابعاً اس قول سے عمر کے
 معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے اپنے کو رسول خدا سے بھی بڑھ کر عالم دوز و راندیش
 سمجھا پیغمبر خدا کو تو یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ کتاب خدا کافی ہے اور وصیت
 لکھنے کو مستعد ہوئے اور فرمایا اس وصیت کے لکھ جانے سے تم لوگ کہیں
 گمراہ نہ ہو گے مگر عمر کو معلوم ہو گیا کہ اس وصیت کا لکھنا بیکار ہے فقط قرآن
 کافی ہے خامساً اگر فقط قرآن کافی تھا تو خود اکثر مسائل میں دھوکا کیوں
 کھایا قرآن میں کیوں نہ دیکھ لیا جناب امیر سے کیوں پوچھا ایک زن زانیہ کو
 جو حاملہ تھی حکم رجم کا دیا جناب امیر نے کہا اس بچے نے کیا قصور کیا ہے اس
 عورت کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا قبل وضع حمل سنگسار کرنا نہ چاہیے اہوت
 کہا لولا علی لہلک عس اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا تھو اگر اعتبار نہ ہوتا
 ایک جھوٹی سی کتاب نحو میرزا کو نئے بڑھنے کی ہے او میں حروف غیر عالم کی
 بحث نکال کر دیکھ لولا علی کے حاشیہ پر یہ قصہ عمر کا لکھا ہے اور ایک مرتبہ
 مہر کی گفتگو میں ایک عورت نے قائل کر دیا او سوقت کہا کل الناس افقة
 من عمر حجة الخدرات فی الحال عورتین جو پردہ نشین ہیں وہ بھی عمر سے
 زیادہ فتنہ جانتی ہیں اور بھی بہت جگہ احکام شرع میں غلطی واقع ہوا کرتی

۴
 کتاب الی سنت میں نقل ہو چکا
 کہ یہ جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم کو گوئیں دو چیز مبارکی جو ہر
 جاتے ہیں ایک قرآن و دوسری عترت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہ ہوں
 تو اگر حضرت عمر جبکہ کتاب اللہ و عاتقہ الرسول و دونکو ملا کر کے کہتے
 تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے تھے رابعاً اس قول سے عمر کے
 معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے اپنے کو رسول خدا سے بھی بڑھ کر عالم دوز و راندیش
 سمجھا پیغمبر خدا کو تو یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ کتاب خدا کافی ہے اور وصیت
 لکھنے کو مستعد ہوئے اور فرمایا اس وصیت کے لکھ جانے سے تم لوگ کہیں
 گمراہ نہ ہو گے مگر عمر کو معلوم ہو گیا کہ اس وصیت کا لکھنا بیکار ہے فقط قرآن
 کافی ہے خامساً اگر فقط قرآن کافی تھا تو خود اکثر مسائل میں دھوکا کیوں
 کھایا قرآن میں کیوں نہ دیکھ لیا جناب امیر سے کیوں پوچھا ایک زن زانیہ کو
 جو حاملہ تھی حکم رجم کا دیا جناب امیر نے کہا اس بچے نے کیا قصور کیا ہے اس
 عورت کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا قبل وضع حمل سنگسار کرنا نہ چاہیے اہوت
 کہا لولا علی لہلک عس اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا تھو اگر اعتبار نہ ہوتا
 ایک جھوٹی سی کتاب نحو میرزا کو نئے بڑھنے کی ہے او میں حروف غیر عالم کی
 بحث نکال کر دیکھ لولا علی کے حاشیہ پر یہ قصہ عمر کا لکھا ہے اور ایک مرتبہ
 مہر کی گفتگو میں ایک عورت نے قائل کر دیا او سوقت کہا کل الناس افقة
 من عمر حجة الخدرات فی الحال عورتین جو پردہ نشین ہیں وہ بھی عمر سے
 زیادہ فتنہ جانتی ہیں اور بھی بہت جگہ احکام شرع میں غلطی واقع ہوا کرتی

تھی حضرت امیرؓ بجا دیا کرتے تھے اگر فقط قرآن کافی تھا تو کیوں خلاف شرع حکم دیے ساو ساء یہ بات ظاہر ہے کہ آیات احکام قرآن میں قریب پانستو کے ہیں اور اس میں ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ عام اور خاص سبھی کچھ ہیں اور ہر فرقہ کے لوگ جواہل اسلام سے ہیں اپنے اپنے مذہب کی حقیقت پر اسی قرآن سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ ان سب فرقوں سے ایک ہی فرقہ ناجی ہی تو اگر فقط قرآن نجات و عدم گمراہی کے واسطے کافی ہوتا تو اتنے فرقے گمراہ کیوں ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ جب تک اہلبیت کو کہ مفسرین قرآن ہیں شرکاء نہ کریں جیسا کہ پیغمبرؐ نے شرکاء کیا فقط قرآن نجات کے واسطے کافی نہیں ہو سکتا چنانچہ جناب امیرؓ فرماتے تھے انسا کلام اللہ الناطق و هذا کلام اللہ الصامت میں قرآن ناطق ہوں اور یہ قرآن ساکت ہے پس یہ کہنا عمر کا کہ ہمکو فقط قرآن کافی ہے اور اہلبیت سے جو کہ مفسرین قرآن ہیں دست بردار ہونا بمنزلہ ایکے ہی کہ کوئی بیمار کے حکیم کی کیا ضرورت ہے ہمکو فقط طب کی کتاب بوعلی سینا کی قانون کافی ہے اس سے ثابت ہوا کہ مقصود عمر کا یہی تھا کہ یہ خلافت اہلبیت کی طرف بنجانے پائے نہیں تو ہماری کچھ عورت نہ رہیگی اکثر اہلبیت جواب دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے خیال راحت رسائی پیغمبرؐ کے دوات و قلم نہ لانے دیا کہ پیغمبرؐ کو تکلیف ہوتی جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے اولاً ہم تعجب کرتے ہیں ان لوگوں کی سمجھ پر سبحان اللہ ع برعکس نہ ہند نام زدگی کا فوراً اس رنج دینے کو اور تکلیف دینے کو پیغمبرؐ کے یہ لوگ آرام دینا کہتے ہیں کیا اجسا

تقدیر اہلبیت از یک مقصود و از
باز نشان است و از ان پیغمبر

جواب قول مذکور

آرام دیا ہی کہ رسول خدا کو کیا یہ فرمایا کہ میں نے اپنے غلبہ کیا ہی پیغمبر کے پاس
 وہ دھوم مچائی کہ باوجود خلق عظیم کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کیوں
 حضرات اسکا نام آپ لوگوں نے آرام دینا رکھا ہی اولیٰ سمجھ کا کچھ جواب
 نہیں ہی ثانیاً بروایت ابن ابی الحدید عمر نے تو بیان کیا کہ میں نے
 اس واسطے نہ لکھنے دیا کہ پیغمبر خدا چاہتے تھے علی کے نام کی تصریح کر دین اور
 یہ لوگ کہتے ہیں آرام دینے کے خیال سے نہ لکھنے دیا مدعی سست گواہ چست
 ثالثاً اگر عمر کو پیغمبر کا آرام بھونچا نا اور انکی خوشی اور خلعت کا گمراہی سے
 بچنا مقصود تھا تو فوراً دوات و قلم لا کر حاضر کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ آپ
 زبانی فسر فرمائیے ہم کہتے ہیں جیسا کہ بروایت تمہارے حضرت نے میں انکی
 وصیت زبانی کی ایک تو مشرکین کو جو برہ عرب سے نکال دینا دوسرے
 و افدین کے ساتھ سلوک کرنا اور تیسرے امر کو راوی ببول کیا غالباً
 وہ وصیت بہ نسبت خلیفہ کرنے حضرت امیر کے ہوگی جبکو بخیاں کسا دیا زبانی
 خلافت خلفائے ثلاثہ کے راوی نے بیان کیا رابعاً رسول خدا واسطے
 رفاہ خلق اور ہدایت امت کے مبعوث ہوئے تھے خیال کرو اس ہدایت
 کریمین اور خلعت کو گمراہی سے بچا نہیں پیغمبر نے کیا کیا شفقت و رنج تکلیف
 اوٹھائی گمراہ چھوڑا ہجرت اختیار کی کفار سے جدا کیے و ندان مبارک
 شہید ہوئے اکثر فرماتے تھے مٹاؤ ذی بنی تمکھاؤ ذیت یسب ہو واسطے
 تھا کہ امت گمراہی سے بچے پس آخر وقت جب حضرت نے بخیاں ہدایت
 امت فرمایا او زمین ایسی چیز لکھدوں کہ تم لوگ قیامت تک گمراہ نہ ہو گے

۴
 سنی نبی
 نبی و خدی
 صبیحہ صبیحہ
 ارشادی

تو یہ حجت قلیل جو دو سطر کا لکھنا یا لکھوانا تھا اور ہدایت خلق کی اوسپر متوف
تھی اس تکلیف کی کیا حقیقت تھی خامسا اگر عمر کو حضرت رسول کے آرام کا
بڑا خیال تھا تو اصداد خیر اور خنین مین پیغمبر کو جمع کفار مین اکیلا جھوڑ کر کیوں
بھاگ گئے اور مثل بکری کے بہاڑ پر چڑھ کر کودنے لگے بعض اہلسنت اعتراض
کرتے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر خدا نے ایقو نے بلفط جمع فرمایا تھا اگر عمر نے دوات
وقلم نہ لانے دیا تو اس وقت حضرت علی نے کیوں نہ لا کر حاضر کر دیا علاوہ اسکے
پیغمبر خدا تو بعد اس واقعہ کے تین روز زندہ رہے کیوں نہیں کیسے لکھوایا
دوسرے اگر آواز بلند کرنا نبی کے سامنے منع تھا تو اس نہی مین حضرت امیر
بھی شریک ہوئے پس اولاً جواب ان شہونکا یہ ہو کہ معترض کو چاہیے پہلے
یہ بات ثابت کر دے کہ جناب امیر بھی اوس صحبت مین موجود تھے تب اعتراض
کرے حالانکہ جناب امیر کا وہاں موجود رہنا کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا
پس : اعتراض خاص عمر اور تابعین عمر جو کہ مانعین تھے اونہیں کے حق مین
وارد ہو گا اور ثانیاً در صورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیر بھی موجود تھے
تو جواب اس شبہ کا یہ ہو کہ جب عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا او پیغمبر کو کہا
نہریان بکتے ہیں انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہو فقط قرآن کا فی ہی تو بہت سے لوگوں نے
قول عمر کی موافقت کی اور کچھ لوگوں نے موافقت نہ کی اور سب آپس مین جھگڑنے لگے
یہاں تک شور و غل مچایا کہ پیغمبر خدا نے مارے رنج کے فرمایا دو رہو میرے سامنے
سے اس سبب سے وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی لوگ اپنے گمروں کے چلے گئے
مصلحت وقت جاتی رہی چنانچہ حدیث مین ہو کہ بعد اسکے بعض اصحاب نے

قرآن حکایت اہلسنت

ابو جابر

پیغمبر خدا سے کہا اگر فرمائیے تو اب ہم لوگ دوات و قلم حاضر کر دین حضرت نے پہلے جن لوگوں نے نہ لانے دیا ان کی شکایت کی پھر فرمایا اَبَعَدَ مَا سَمِعْتَ یٰبْنَ تَمْنِیَ یہ حرکات ناشایستہ ان لوگوں کے دیکھے اور یہ گستاخیاں ان لوگوں کی سنیں یہ سب دیکھ سنکر پھر لکھنے کے واسطے کہتے ہو خیرین اتنی وصیت کیے جاتا ہوں کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور انکو رنج نہ دینا یہ کلام حسرت انجام حضرت کا سنکر وہ لوگ چپکے ہو رہے اور وہاں سے چلے آئے قطع نظر اسکے یہ بات ظاہر ہی کہ جب پیغمبر خدا نے فقط دوات و قلم طلب کیا ابھی کچھ لکھنے نہیں پائے تھے اس پر تو یہ غل و فساد برپا ہوا کہ کچھ لوگ عمر کے ساتھ ہو کر کہتے تھے کچھ ضرورت لکھنے کی نہیں ہی سہو فقط قرآن کافی ہی اور کچھ لوگ پیغمبر کے قول کی اطاعت کر کے کہتے تھے آؤ دوات و قلم پیغمبر لکھ جائیں کہ تم لوگ گمراہ بنو پس باوجود اس لڑائی کے اگر دوات و قلم لا کر حاضر کیا جاتا تو بیشک وہ لوگ کشت و خون کرتے اور پیغمبر خدا کے سامنے خونریزی ہوتی اس سبب سے دوات و قلم کا حاضر کرنا دور از مصلحت سمجھا گیا اور یہ جو کہا کہ تین دن تک پیغمبر خدا زندہ رہے کیون نہیں کیسے لکھو الیا تو اسکا جواب وہی ہی جو ہم پہلے کہ چکے کہ بعد اس شور و غل کے اول نسبت دینے نہ بیان وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی جو وقت لکھنے کا تھا جاتا رہا مصلحت باقی نہ رہی علاوہ اسکے بعد درخواست ہونے اس صحبت کے اگر بعض اہلبیت یا بعض اصحاب کی وقت میں اس وصیت کو لکھو لیتے تو کیا فائدہ ہوتا مجوزین کو تو بہر حال یقین تھا کہ پیغمبر خدا علی کے واسطے ضرور خلافت لکھینگے اور انہیں نے جب حضور میں

پیغمبر کے نہیں مانا تو غیبت کا لکھا ہوا کب ماننے لا محالہ کہتے ہم خوب جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا لکھا نہیں جانتے تھے تم لوگوں نے اپنے ہاتھ سے اس کا غدر علی کی خلافت لکھ دی ہو اور اگر پیغمبر نے لکھا بھی ہو تو حالت بدحواسی میں لکھا ہو اسکا اعتبار نہیں ہو جیسا کہ عمر نے سانسے پیغمبر کے کما تھا قطع نظر اسکے تین دن تک زندہ رہنا پیغمبر خدا کا بعد اس واقعہ کے یقیناً ثابت نہیں ہو آج ابی الحدید نے اپنی شرح میں لکھا ہو قلنا کذا اللغط والاختلاف غضب رسول اللہ فقال قوموا عنہ لا ینبغی لنبی ان یختلف عندہ ہکذا افقاموا فأت رسول اللہ فی ذلک الیوم یسے جبکہ قل اور اختلاف بہت ہوا تو رسول خدا غضبناک ہوئے اور فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پیغمبر کے پاس اسطرح سے جھگڑانا نہ چاہیے پس وہ لوگ وہاں سے اوٹھ آئے اور رسول خدا نے اسی روز انتقال کیا اور واقعہ ہی نے لکھا ہو کہ جب آپس میں یہ شور و غل ہوا تو حضرت نے فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پس وہ لوگ اوٹھ کر بیٹے آئے اور اسی وقت روح نے حضرت کی مفارقت کی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہو کہ در صورتیکہ ہم مان لیں کہ جناب امیر بھی اوس صحبت میں موجود تھے تو حاشا ثم ماشا کہ مانعین میں رہے ہوں حضرت امیر نے ایک چشم زدن بھی پیغمبر خدا کی مخالفت کی برابر جان نثاری اور فرمان برداری میں حاضر رہے بھلا وہ کیونکر خلاف حکم پیغمبر کرتے ابن عباس رضوہ شاکر دہلے جناب امیر کے تھے وہ تو اس روز کو یاد کر کے برابر رویا کرتے تھے کہ سنگریزے مسجد کے آئندہ لٹے بھیگ جاتے تھے پس لا محالہ جناب امیر بھی

جناب امیر بھی

مخبرین میں رہے ہونگے نہ کہ معاذ اللہ بائعین میں اب یہ اعتراض کہ رفع صوت جو منہی عنہ ہے اس میں جناب امیر بھی شریک ہوئے پس یہ گمان بسبب جمالت اور عدم واقفیت کتب کے ہے کیونکہ رفع صوت وہی منہی عنہ ہے جو باعث سوادب اور ایذا ر رسول کا ہو اگر مطلقاً منع ہو تو چاہیے کہ پیغمبر کے سامنے اذان بھی کہنی منع ہو جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے زخم شری نے کثافت میں لکھا ہے ولو یتناول النہی ایضاً رفع الصوت الذی لا یتادى به رسول اللہ و هو ما کان منہم و فی حرب او حجادۃ معاند اور اہاب عدو و ما اللہ بذلک یعنی وہ آواز بلند کرنا جس سے پیغمبر خدا کو اذیت ہو منع نہیں ہے بطرح لڑائی میں اور دشمنوں کے دھمکانے اور ذرا سننے میں آواز بلند کی جاتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آواز موافق مرضی رسول کے ہو اسکا بلند ہونا کچھ مضائقہ نہیں ہے البتہ آواز بلند کرنا عمر کا اور تابعین عمر کا دوات و ظلم نہ لانے دینے میں خلاف مرضی رسول اور باعث ایذا پیغمبر کے تھا جسکے سبب سے بدولت عمر کے اور لوگ بھی بظاہر خطاب و عتاب قوموا عنہ میں شامل اور ثامت جارسو سے بچتے ہو اسکا سر ہو گئے لیکن حقیقت میں رجوع عتاب طرف موزیوں اور مخالفوں کے تھانہ طرف معینوں اور موافقوں کے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویبتغ غیر سبیل المومنین نزلہ ما کونے و فصلہ جہنم و ساءت مصیر ا طعن و وہم واضح ہو کہ سبملہ بدعات و ایذا رسانی عمر کے اہدیت رسول کو

ص ۱۳۶
چھاپہ گلستانہ

الایضاح فی قرطاس

جسکے سننے سے اہل ایمان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں یہ ہے کہ بعد انتقال
جناب رسول محمد ام کے یہ حضرات خلفائے سنیان (باوجود فرمانے پیغمبر کے
کہ میں تم لوگوں میں دو چیز گر ان قدر چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن دوسرے
میرے اہلبیت میرے ہمک ہو گا وہ نجات پائیگا اور جو منحرف ہو گا وہ
گمراہ ہو گا) اہلبیت رسول سے ایسے منحرف ہوئے کہ ان میں رسول کی
پارہ گز حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے درپے ایذا رسانی ہوئے
باغ فدک چین لیا گھر جلانے کو مستعد ہوئے حسین جناب سیدہ اور
حضرت امیر اور حسین موجود تھے جبکو ذرا بھی عقل ہو گی وہ سمجھے گا کہ کیا
ظلم اور تعدی اہلبیت رسول پر ان سنیوں کے خلیفان نے کی جتنی ایک
شخص نے (جو مذہب کی کارکتہ تھے) مجھ سے بیان کیا کہ البتہ پہلے ان
حضرات ثلاثہ کی وقعت میری نظر و بین تھی مگر جیسے میں نے تاریخ اہل الفدا
میں دیکھا ہے کہ خلیفہ ثانی جناب فاطمہ کا گھر جلانے آئے اور تھوڑی سی آگ
اور لکڑی بھی ساتھ لیتے آئے تب سے میرا اعتقاد ان حضرات سے بھر گیا
فی الواقع جو شخص ذرا بھی انصاف رکھتا ہو گا وہ سمجھ گیا کہ وہ گھر جو تہمین
اور حرمت میں خانہ کعبہ سے کم نہ تھا اور جہاں حضرت جبریلؑ بے اجازت داخل
نہوتے تھے اور جسکی شان میں بروایت درمنثور خدا نے فرمایا ہو فی بیوت
اذن اللہ ان ترفع اوس گھر کو جلائیے واسطے جانا کسی صاحب ایمان کا
کلام نہیں ہوا اسی سبب سے ابن روزبان نے اس امر کا بالکل ایک دم سے
انکار کیا ہے بلکہ لکھا ہے کہ جو اس روایت کو لکھے وہ رافضی ہے مگر اس انکار سے

قال شیخنا فی التوفیق
مؤلفہ نے اس میں توفیق
ان میں ایک اور روایت
رسول فاطمہ زہرا علیہا السلام
اذن اللہ ان ترفع اوس گھر
یہ روایت سننا کہ ایک
قال ان فاطمہ زہرا

جسکا ایک روزبان
میں اس وقت

حاصل
الطال اہل مطاع طریق

کیا ہوتا ہے یہ مضمون تو پشت از بام افتادہ ہے جسکو سننے سن لیا سب کتاہین
تاریخ اور حدیث کی اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں اور مصنفین ان کے سب
اہل سنت ہیں مگر بقول ابن روز بہان کے وہ سب رافضی ہوئے جاتے
ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ شاہ صاحب اور ان کے والد بزرگوار نے بھی اس
روایت کو لکھا ہے اور افترا کیا ہے بڑے مشکل کی بات ہے کہ بقول ابن
روز بہان کے یہ دونوں صاحب بھی رافضی تھے

نہم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتے | گوشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد
اول دلیل ہمارے دعوے کی یہ ہے کہ خود شاہ صاحب نے اسکا اقرار کیا ہے
کہ حضرت عمر خانہ فاطمہ کے جلانے کے واسطے گئے اور ڈرایا کہ اگر تم لوگ
ابو بکر سے بیعت نہ کرو گے تو ہم اس گھر کو تم سب پر بلا دیں گے و ہذا عبارت
فی تحفہ و اگر مراد از قصد تخویف و تہدید زبانیست و گفتن انیکہ من خواہم
سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانے را بود کہ خانہ حضرت
زہرا را المعاد پناہ ہر صاحب خیانت و استہکام حرم مکہ معظمہ دادہ در آسنا
جمع مے شدند و قتلہ و فساد منظور میداشتند و بر ہم زدن خلافت علیہ
اول ملکاشا و شور تہاے فساد انگیز قصد میکردند نہایت افسوس کی
بات ہے کہ اصحاب رسول خلو تم لوگ واجب التعظیم بتاتے ہو اور اقتدا
ان کی باعث استہدایت تھے ہوا دن لوگوں نے تو خانہ حضرت زہرا کو
بمنزلہ حرم مکہ معظمہ کے سمجھا اور عمر نے چاہا کہ وہ گھر ملا دیا جائے
بین تفاوت رہ از کجاست تا کجایہ اور عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ کتاب

فقال لهم فاقبل عمر بنی من نار علی ان یضرم الدار فلفقیته فاطمة رضی
 وقالت الی این یابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال اویدخلوا
 فیما دخل فیہ الامۃ یقنع بعد جھگڑے اور تکرار بسیار کے کہ جانب انصار سے
 ہوئی عمر نے ابو بکر سے بیعت کی اور بعد اسکے اور لوگوں نے بیعت کر لی
 شروع کی اور یہ بیعت ابو بکر کی دہہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ
 گیارہ ہجری میں واقع ہوئی مگر ایک جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن
 ابی لبابہ اور خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی
 اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر اور برادر بن عازب اور ابی بن کعب
 کہ ان سب نے بیعت نہ کی اور یہ لوگ سب حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو گئے
 اور اسی باب میں عتبہ بن ابی لبابہ نے چند شعرا اس مضمون کے کہے ہیں
 کہ میں نہ جانتا تھا کہ امر خلافت اور ولایت و ریاست اولاد ہاشم سے
 جاتا رہیگا خصوصاً ابو الحسن سے حالانکہ وہ مخصوص ساتھ ایسے ایسے فضائل
 اور مناقب کے ہیں اور اس طرح سے ابوسفیان پدر معاویہ نے بھی ابو بکر
 کی بیعت نہیں کی تب ابو بکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علیؑ کے پاس اس وقت
 بھیجا کہ جو لوگ اونکے ہمراہ ہیں سب کو مع اونکے فاطمہؑ کے گھر سے نکال دے
 اور یہ کہد یا تھا کہ اگر اونکو نکلنے سے انکار ہو تو بیشک تم اونسے قتال کرنا عمر
 بارادہ گھر جانیکے کچھ آگ بھی ساتھ لے لی پس حضرت فاطمہؑ نے ملاقات
 کی (یعنی پس در سے) اور پوچھا کہاں آیا ای ابن خطاب کیا ہمارا گھر چھوٹ
 آیا ہی عمر نے کہا البتہ تمہارا گھر چھوٹا ڈالو نگاہ میں تو یہ سب ابو بکر سے

بیت کرین جہین تمام امت داخل ہوئی یہ سب بھی داخل ہو جائیں اتنے خلاصہ
 گھر جلا نیکو جناب فاطمہ کے عمر کا آنا بہت سی کتابو تین اہلسنت کی ثابت ہے
 اور انکے بڑے بڑے علماء اور محدثین اور مورخین متقدمین و متاخرین نے اسکو
 روایت کیا ہے مثلاً طبری اور واقفی اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن عبد ربہ
 اور ابن خزائہ اور عبد اللہ بن ابی شیبہ اور بلاذری اور ابن عمیر صاحب
 کتاب استیعاب اور ابو بکر جوہری صاحب کتاب تفسیر اور قاضی جمال
 الدین واصل اور ابو الفداء صاحب کتاب المختصر اور ابن قتیبہ صاحب
 کتاب الامامۃ والسیاسة اور سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی
 صاحب کنز العمال اور شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب کے جنگی عبارتوں کا
 حاصل اور مختصس ہی ہے کہ جب ابو بکر نے تخت خلافت پر جلو س کیا اسوقت
 بہت سے لوگوں نے بیعت عتیقی سے انکار کیا کہ منجملہ انکے زبیر اور عباس
 اور حضرت علی اور حسنین تھے جب ابو بکر کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے ہماری
 بیعت سے انکار کیا اسوقت عمر کو خانہ فاطمہ کی طرف جہین یہ لوگ جمع تھے
 بھیجا اور کہا کہ ان لوگوں کو ہمارے پاس پکڑ لاؤ اگر انکار کریں تو سبکو قتل کرو
 پس خلیفہ ثانی مثل بلائے ناگمانی خانہ فاطمہ پر پہونچے بلکہ تھوڑی آگ اور
 لکڑی بھی ساتھ لیے آئے جب حضرت فاطمہ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے
 ابن خطاب کیا تو ہمارا گھر جلانے آیا ہے عمر نے کہا بیشک قسم خدا کی اس گھر کو
 جلاؤنگا مگر یہ کہ یہ لوگ ابو بکر سے بیعت کرین جناب فاطمہ دروازہ پر کھڑی ہو کر
 رونے لگیں اور فرمایا اے ابو بکر کیا جلدی غارت و تباہ کیا تو نے گھر کو سو خدا کے

بہرے سے کہا و اللہ ای عراب میں تجھ سے کچھ نہ گونگی جتنا کہ خداوند جبار سے ملاقات نہ کروں بہر کیف ابو بکر کا جناب امیر سے لڑنیکے واسطے عمر کو حکم دینا اور عمر کا غاۃ قاطعہ کے جلا نیکے واسطے آنا انکی کتابوں سے بخوبی ثابت ہی اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیر نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت ابو بکر پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفہ ثانی زبردستی بیعت لینا چاہتے تھے تب جان اللہ کیا اچھی خلافت ہے اور کیا اچھا اجماع ہی کہ دو حکم کا دھکا کر مگر جلا کر المہیت رسول سے بیعت کر لینا عین خلافت نہ کہ آفت شدہ ہے ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر کا بیعت ابو بکر سے انکار کرنا یہ صریح دلیل ہے کہ خلافت ابو بکر کی ناقص تھی کیونکہ بروایت ترمذی و ازلة الخفاف و مودة القراب و صواعق محرقة وغیرہ ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا المختصم علی و المختصم علی ادر المختصم حنیفا دار حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہیں خداوند ابھیر تو حق کو علی کے ساتھ جس جس طرف علی پھرن احس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر اس بیعت سے انکار کر نہیں کہیں برسر ناقص تھے خیال کرنا چاہیے کہ یہ حدیث متفق علیہ بین الفرقین ہے کہ رسول خدا نے فرمایا من مات ولو یعرف امام زمانہ فہذا مات میتة جاهلیة یعنی جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہی اور بروایت صحیح مسلم یہ بات بائی جاتی ہے کہ جناب امیر نے بعد چھ مہینے کے بیعت کی (اگرچہ مجبوراً ہو) تو ہم نہیں سمجھتے کہ چھ مہینے تک حضرت نے لکھو امام سمجھا اگر خلافت ابو بکر کی حق ہوتی تو حضرت نے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

از جوابات شاہ صاحب

بالاعذر سب کے پہلے بیعت کرتے کہ وہ عارف علم ربانی اور عالم اسرار رسول نیروانی
تھے حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہی اسی سبب سے
بعد شہادت امام حسین کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر نے حجاج کے ہاتھ لٹکے
بیعت کی اب ہم شاہ صاحب کے جوابات عام فریب کو رد کرتے ہیں یہ جو
شاہ صاحب نے کہا کہ اون لوگوں کو فساد منظور تھا اور چاہتے تھے
کہ خلافت خلیفہ اول کی درہم و برہم ہو جائے اس سبب سے عمر نے قصد گمر جلانیکا
کیا جس سببان اللہ شاہ صاحب نے اصحاب رسول کو جنہیں جناب امیر بھی
داخل ہیں کماذکر مقصد نمبر ایام کو طعن سے بچانے کے خیال میں ایسے از خود رفتہ
ہو گئے کہ باقی سب لوگوں کو مقصد نمبر ایام سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت
جو تعظیم و تعدیل کل اصحاب کا دعوے کرتے ہیں وہ سب زبانی ہی جب بعض
اونہیں کے مقصد فی الارض نمبرے تو انصافاً کلمہ عدول کہاں رہا بلکہ
اس لئے سے شاہ صاحب کے ثابت ہوا کہ جناب امیر و دیگر اصحاب رسول
خلافت خلیفہ اول پر سرگز راضی نہ تھے بلکہ چاہتے تھے کہ خلافت ابو بکر کی
درہم و برہم ہو جائے اور یہ جو شاہ صاحب نے جواب دیا ہے کہ قصد واقعی
گمر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی تھی جیسا کہ دلیل میں کہا ہے کہ قصد از امور
قلبیہ است کہ بران کسے غیر از خدا تعالیٰ مطلع نمیتواند شد پس اولاً ہم
کہتے ہیں کہ جب سوائے خدا کے دلکا حال کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا تو ہر اکو
یہ کیانے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا واقعاً قصد گمر جلانیکا نہ تھا فقط تہدید زبانی
تھی تخصیص بالاختصاص آپ نے کہا ہے نکالی ثانیاً بحث طعن مذکور میں

مقام غضبیت فاطمہ ولو تنکلو حثۃ ماتت میں جس سے شیعیہ من غضبہا
 وقد اغضبہن ملا کر بہت بڑا نتیجہ نکالتے ہیں آپ لکھ چکے ہیں کہ ابو بکر نے فاطمہ کو
 غضبناک کر نیکا قصد نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود سے غضبناک ہوئیں سبحان اللہ
 شاہ صاحب یہ آپ ہی کا کام ہی کہ جہاں جو بات اپنے مطلب کے موافق
 پائی لکھ دی خواہ اپنا کلام سچ باقی رہے یا جھوٹا ہو جائے عین کاراز تو آید و
 مردان چنین کنند: نہیں معلوم بیان آیکو اقر قلبی سے ابو بکر کے کیونکر اطلاع
 ہو گئی جو آپ نے لکھا کہ ابو بکر کا قصد فاطمہ کو غضبناک کر نیکا نہ تھا آپ ہم سے
 سنیں کہ بیشک عمر کا قصد گھر جلا دینے کا تھا اگر وہ لوگ (جھوٹوں نے) بیعت ابو بکر
 سے انکار کیا تھا) اوس گھر سے نہ نکلتے تو بیشک خلیفہ صاحب خانہ فاطمہ کو
 مع اہلبیت کے چھوٹ دیتے اور شاہد اس بات کا قرینہ ہی یعنی عمر کا آگ اور لکڑی
 لانا اور اوس پراری و اللہ قسم کھانا لینے اگر یہ لوگ ابو بکر سے بیعت نہ کریں گے
 تو قسم خدا کی ہم بیشک گھر کو ان لوگوں کے اوپر چھوٹ دینگے یہ سب باتیں قرینہ
 قوی ہیں کہ عمر کا قصد گھر جلا نیکا تھا مان اگر آپ یہ اقرار کیجیے کہ عمر نے جھوٹی
 قسم کھائی تھی تو شاید ہم مان لین لیکن تہدید و تحولیف اولیاء اللہ خصوصاً
 جگر گوشہ سے رسول اللہ کب جائز تھی خصوصاً واسطے ترویج خلافت باطلہ
 بکری کے اسکو تو ہم نہیں مان سکتے علاوہ اسکے بروایت کتاب العقدا بن عبد ربہ
 وغیرہ ابو بکر نے جب کہا کہ اگر علی و عباس بیعت نہ کریں تو قتل کرنا یہ سنکر عمر نے
 قبول کیا اور آگ اور لکڑی ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئے تو جب اہلبیت
 رسول کے قتل پر آمادگی ہو تو گھر جلا نیکا اگر قصد ہو تو کون سے تعجب کی جگہ ہے

شرا بخوار سے زک ادا نہائے وہ کیا اجتناد کر گیا علاوہ اسکے آب لکھ چکے ہیں کہ قصد امور قلبیہ سے ہی کوئی اوسکو نہیں جان سکتا مگر بیان آجکو استنباط کرنا عمر کا جبکہ کہیں ذکر نہیں ہی معلوم ہو گیا قطع نظر اسکے یہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ رسول خدا نے اسی شخص کے گھر جلا نیکو کا تھا جو نماز جماعت میں حاضر نہوا اور عمر نے تو سب کے گھر کے عوض میں فقط خانہ فاطمہ ہی کے جلا نیکو کا بہر کیف یہ دلیل استنباطی جو اپنے دل سے نکالی ہی حجب صحیح ہو کہ پہلے آب حقیقت خلافت اور امام ہوتی ہونا ابو بکر کا بدلا لک و براہین قطعیہ ثابت کر لیجیے تو البتہ کسی قدر گنجائش کلام بظاہر آجکو ہو سکتی ہی وانی لک ذلک بیان تو اصل خلافت و امامت ہی ہوا بر ہی اوس پر اس استنباط کو متفرع کرنا بنا بر فاسد علی الفاسد ہی علاوہ اسکے بقول نووی شارح مسلم یہ حدیث جماعت منافقین صحابہ کی شان میں ہی نہ مؤید ہے اور بالاین ہمہ بروایت ابن حجر کے فتح الباری میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا تو ایسی صورت میں یہ کیسا استنباط تھا کہ حکم منافقین کو مؤمنین پر جاری کرتے تھے یا حکم منسوخ کو پھر جاری کرنا چاہتے تھے اس سے تو اجتناد کیسا کمال جہالت خلیفہ صاحب کی ثابت ہوتی ہی

دشمن و انا کہ بے حسان بود بہتر از ان دوست کہ نادان بود

طریق سوم مثل ابو برطاعن عثمان کے مخفی تر ہے کہ برطاعن حضرت محرق القرآن عثمان بن عفان کے بھی زیادہ از بیان ہیں اس وجہ وہ ہیں بکا لکنا غیر اسکان ہی تھوڑا دینیں سے مشتے نمونہ از خروارے لکھتے ہیں جو شیعہ ہو گا وہ سمجھ جائیگا کہ ایسا شخص ہرگز خلیفہ رسول اور متولی امور مسلمین نہیں

۴
ان ابی احمد بن حنبلہ نے فرمایا
میں نے اس کو دیکھا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس
تھے اور ان کے پاس ایک کتاب تھی جس میں لکھا تھا کہ
ابو بکر نے رسول خدا کے گھر میں جلا نیکو کا تھا جو نماز
جماعت میں حاضر نہوا اور عمر نے تو سب کے گھر کے عوض
میں فقط خانہ فاطمہ ہی کے جلا نیکو کا بہر کیف یہ دلیل
استنباطی جو اپنے دل سے نکالی ہی حجب صحیح ہو کہ پہلے
آب حقیقت خلافت اور امام ہوتی ہونا ابو بکر کا بدلا لک
و براہین قطعیہ ثابت کر لیجیے تو البتہ کسی قدر گنجائش
کلام بظاہر آجکو ہو سکتی ہی وانی لک ذلک بیان تو اصل
خلافت و امامت ہی ہوا بر ہی اوس پر اس استنباط کو متفرع
کرنا بنا بر فاسد علی الفاسد ہی علاوہ اسکے بقول نووی
شارح مسلم یہ حدیث جماعت منافقین صحابہ کی شان میں
ہی نہ مؤید ہے اور بالاین ہمہ بروایت ابن حجر کے فتح
الباری میں یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا تو ایسی صورت میں
یہ کیسا استنباط تھا کہ حکم منافقین کو مؤمنین پر جاری
کرتے تھے یا حکم منسوخ کو پھر جاری کرنا چاہتے تھے اس
سے تو اجتناد کیسا کمال جہالت خلیفہ صاحب کی ثابت
ہوتی ہی

ہو گئے ہیں خلافت عثمانیہ سے تو صاف عین ظاہر ہو گیا کہ یہ تجویز انسان امام مقرر کر نیسے اور جو منصوبہ من اللہ ہوا و سکو چھوڑ دینے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوئیں جو جو بدعتیں عثمان کی ذات سے ہوئیں ناظرین کتب تواریخ پر بخوبی ظاہر ہے

طعن اول واضح ہو کہ عثمان مسرق القرآن نے وہ قرآن جو منزل من اللہ تھا جسکی تنظیم واجب تھی اور توہین کفر جسکو رسول خدا کے زمانہ سے لوگ پڑھا کرتے تھے او سکو جلوا دیا شکوہ شریف میں لکھا ہے وارسل الی کل افی بمصحف

ہما کنخوا و امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنی انس بن مالک سے منقول ہے کہ قرآن حکم عثمان لکھے گئے اور میں سے ایک ایک نسخہ شہر و زمین عثمان نے مسجد یا اور حکم کیا کہ سوائے ہمارے جمع کیے ہوئے کے پٹنے قرآن میں خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے سب جلا دیے جا دیں شیخ عبدالحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو قرآن حفصہ کو نظر پایا ہے وعدہ واپس کر دیا گیا تھا وہ بھی حکم عثمان جلا دیا گیا کیونکہ جب عثمان نے یہ حکم دیا کہ ہمارے قرآن کے سوا بچنے قرآن میں سب جلا دیے جائیں تو حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابو بکر و عمر کے زمانہ میں جمع ہوا تھا وہ بھی ملا وہ قرآن عثمانی کے عاتق لاملالہ وہ بھی جلا دیا گیا ہو گا اور یہ روایت تو مشہور ہے کہ ابن مسعود نے جب اپنے پاس کا قرآن عثمان کو نہ دیا تو خلیفہ صاحب نے مار پیٹ کر اسے قرآن چھین کر جلا دیا

لاحسن کشمیری نے کہ علماء اہلسنت سے ہی رسالہ نجات المؤمنین میں لکھا ہے منہانہ وقع منہ امور منکم فی حق الصحابة فضرہا ابن مسعود

کتاب احراق قرآن

ص ۱۸۵

ہما چاہے دیکھیں

۵

وہ قرآن جو عثمان نے

اصف ہو کر

در وقت انجیل

وہ قرآن جو عثمان نے

افسوس

وہ قرآن جو عثمان نے

افسوس

افسوس

حق کہ صلیعین من اضلاعہ واحرق مصحفہ یعنی عثمان سے بہت سے
 بڑے امور اصحاب کے حق میں سرزد ہوئے جیسے ابن مسعود کو اتنا مارا کہ دو
 ہڈیاں پہلو کی شکستہ ہو گئیں اور ان کے قرآن کو لیکر جلا و یا بعض اہلسنت
 کہتے ہیں کہ عثمان نے ابن مسعود کو قرآن نہ دینے پر اس واسطے مارا کہ ان کے قرآن میں
 بہت سی باتیں زیادہ تھیں کہ ان کے رہنے سے قرآن میں اختلاف پڑ جاتا اور
 دین میں فساد قائم ہوتا یہ جواب ان لوگوں کا محض عوام فریب ہی کیونکہ بہت سی
 حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا تم لوگ قرآن پڑھا کرو بقرأت ابن مسعود
 جیسا کہ کتاب استیعاب میں بھی ہے پس اگر ابن مسعود غیر قرآن کو اپنے
 فترآن میں داخل کرتے تو پیغمبر خدا ابن مسعود کی قرات کے موافق عمل
 کر لیتو کیون فرماتے اور اگر ابن مسعود کے قرآن باقی رکھنے میں دین میں
 فساد پڑتا تو جیسے تھا کہ پیغمبر خدا ۱۴ اور ابو بکر اور عمر پہلے سے اس کا دفعیہ کرتے
 اور عثمان کے بھروسے نہ چھوڑتے علاوہ اس کے بموجب ارشاد نبوی قرآن
 سات حرفوں پر نازل ہوا ہے جس طرح پڑھا جاوے سب درست ہے فخر الدین
 رازی نے نہایت العقول میں کہ درحقیقت نہایت الغفل ہی لکھا ہے کہ عثمان نے
 اس واسطے قرآن کو جلا دیا کہ شاید کوئی پرزہ زمین پر گر پڑتا تو بموجب امانت کا
 ہوتا سبحان اللہ کیا سمجھ ہی فترآن کا جلا دینا تو باعث امانت کا نہو
 اور زمین پر گر پڑنا بموجب امانت کا ہو حالانکہ سیوطی نے اتفاق میں
 لکھا ہے کہ جلا کر قرآن کا خلاف حرمت و باعث امانت ہی اور مولوی محمد
 عبدالرؤف حنفی رسالہ ضربہ الکرامین جو جواب میں ایک شخص محمدی کے لکھا ہے لکھتے ہیں

جواب اہلسنت از ضرب ابن مسعود
 عثمان کی فترآن خاص بن عثمان شیعہ میں
 بیان قال سمعت ابیہ قال
 سمعت رسول اللہ کہیں
 بن عمر بن رسول اللہ کہیں
 فترآن لا یخاف قال ان من
 حکم الی حکم خدا کا قال یقولوا
 القرآن من اللہ فیہ الی الی الی
 واما مولیٰ بنی فترآن الی الی الی
 واما بنی بنی الی الی الی الی
 اول باب فی فترآن
 فترآن بنی بنی الی الی الی الی
 جابہ لکھتے ہیں

اور طعن اونکا (یعنی شیونکا) حضرت ابو بکر اور عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے میں غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور اونکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنوں کا جلا دینا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا کہ مرض فقر کا ہو گیا اور حضرت ابوذر کو مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سبکا ماخذ کتب معتبرہ سیر و تاریخ میں موجود ہی کوئی شخص ہم لوگوں میں سے انکار نہیں کر سکتا انتہی بافظہ بعض اہل بیت جواب دیتے ہیں کہ عثمان نے اس واسطے قرآن کو بلا دیا کہ اور قرآنوں میں ہرمت سی آیتیں منسوخ و مشکوک تھیں جبکہ رہنے سے قرآن میں اختلاف ہوتا ہے ہم ملتے ہیں کہ بالفرض اگر ایسا ہو تو بعض آیت کے منسوخ ہونے سے اور مشکوک ہونے سے قرآن کی حرمت کیونکر باقی رہی کیا تجھے لوگوں کے پاس قرآن تھے او نہیں کی سب آیتیں منسوخ تھیں اور سب مشکوک تھیں اور ابو بکر و عمر کے زمانہ تک وہی منسوخ اور مشکوک فیہ قرآن لوگ تلاوت کیا کرتے تھے اور نماز و عین پڑھا کرتے تھے اور کیا اون قرآنوں میں اللہ کا نام نہ تھا کیا او نہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ تھا یہ محض ان لوگوں کا بات بتانا اور محرق القرآن کے عیب کو چھپانا ہی حالانکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے جس طرح عرب اس کو پڑھیں سب صحیح ہے جیسا کہ کایت ہشام کی اور ابن مسعود کی اور ابی بن کعب کی شکوۃ میں موجود ہے قطع نظر اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے جو اہل بیت و قرآن کے ساتھ تمسک کر نیکاً علم دیا تھا تو یہ قرآن مروج تو عثمان کے زمانہ میں

جواب بہت واضح قرآن

جواب

ص ۱۸۴
چاپ دہلی

جمع ہوا اور اسکے سوا تم سب کو مشکوک بتاتے ہو اور قابلِ جلاؤا لے کے کہتے ہو
 تو پیغمبر خدا نے کیا ایسے ہی مسٹر آن کے تمسک کا حکم دیا تھا جو مشکوک اور
 مندرجہ اور قابلِ جلاؤ دینے کے ہو عا شا و کلا آب معلوم کر د کہ جتنے قرآن
 پیغمبر خدا کے زمانہ سے پہلے وہ سب منزل من اللہ تھے قابلِ تعلیم تھے کی طرح اور کیا
 بلا ناچار نہ تھا بلکہ کفر تھا مگر عثمان نے اپنی جہالت اور بے پرواہی سے اول سب کو جلاؤ
 طعن اور دوسرے عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسے ایسے لوگوں کو
 والی اور حاکم کیا جو ہرگز قابلِ اسکے نہ تھے کہ متولی امور مسلمین اور مروج
 شریعت خیر المرسلین ہوں ان لوگوں کا فسق و فجور پہلے ہی سے ظاہر
 تھا کوئی فاسق تھا اور کوئی مرتد تھا اور کسی پر پیغمبر نے لعنت کی تھی جیسا
 ہم کہہ چکے اور عمر نے بھی وقت مقرر کرنے شروع کیے ان سب کے حاکم کر نیکو عثمان سے
 منع کیا تھا جیسا کہ ازالۃ الخفا وغیرہ میں ہی مگر یہ سب دیدہ و دانستہ
 عثمان نے بنی امیہ کو خیر خدا نے قرآن میں لعنت کی ہو خیال اپنی قرابت کے
 اور کچھ لوگوں کو واسطے مخالفت حکم رسول خدا کے حاکم مقرر کیا اور بعد مقرر
 کر کے بوجہ عادت قدیمہ ان لوگوں سے فسق و فجور بھی ظہور میں آئے اور
 اکثر اصحاب رسول عثمان کو سمجھاتے تھے کہ یہ لوگ ایسا ایسا ظلم اور یہ یہ
 فسق و فجور کرتے ہیں اور اصرار کرتے تھے کہ ان لوگوں کو معزول کر کے
 انکی جگہ دوسرے و نکو بھیج مگر عثمان نے کچھ خیال نہ کیا اور اصحاب رسول کے
 کہنے کو مطلقاً نہ مانا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا سب لوگ جانتے ہیں تفصیل اسکی
 یہ ہے کہ اذ لا عثمان نے ولید بن عقبہ کو (جو مادری بھائی عثمان کا دوسرا

والی و حاکم کرنے کے
 عثمان فاسق و فجار

عن ابن عباس التحدیث
 بنو امیہ ۱۲

باپ سے تھا والی کو فذ کیا اور یہ ولید بڑا شہر انجوار اور فاسق و فاجر تھا چنانچہ
 علی بن برہان الدین طبری شافعی نے اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ
 الایمن الماسون میں لکھا ہے وہاں الولید شاعر اظرفیفا حلیم شجاعاً
 کریماً شہب الحمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن
 لصلوۃ الفجر خرج الی المسجد وصلے باہل الکوفۃ الصبح اربع رکعات
 وصار یقول فی ذکرہ وسجودہ اشرب واسقنہ ثم قاء فی المہراب
 ثم سئل وقال هل ازید کو فقال له ابن مسعود کلا زادک اللہ خیل
 ولا من یبشاک الدنیا تم ولید ایک شخص شاعر اور ظریف اور حلیم اور
 شجاع تھا اور ہر شب کو اول شب سے صبح تک برابر شراب پیا کرتا تھا
 ایک روز جب مؤذن نے صبح کی اذان دی تو آواز سنکر ولید مسجد میں
 آیا اور اہل کوفہ کے ساتھ صبح کی نماز چار رکعت پڑھی اور رکوع میں اور
 سجدہ میں بجاے ذکر کے کتا تھا اشرب واسقنہ یعنی تم بھی پیو اور مجھ کو
 بھی پلاؤ پھر اسے مسجد ہی میں اسنے قی کی اور سنا ہم پیر کر لوگوں نے کہنے لگا
 اس وقت ہم مفسرین ہیں اگر کہہ تو چار رکعت سے بھی کچھ اور زیادہ تم
 لوگوں کے واسطے پڑھا دین ابن مسعود نے کہا خدا تیری نیکی کو زیادہ نہ کرے
 اور نہ اذ کی تہنہ تجھے حاکم کر کے یہاں بھیجا ہے اور واضح ہو کہ یہ ولید بن عقبہ
 وہ ہے کہ باقر مفسرین ان جاء کو فاسق بنیاً فنبیاً اور امن کان
 مؤمناً کن کان فاسقاً لایستون اس کی شان میں نازل ہوا ہے
 اور فاسق سے مراد وہی ولید بن عقبہ ہے اور اسی سبب سے بفاسق فی التزیل

۴
 یہ روایت در سنن الترمذین
 صحیح ہے بلکہ مستقیم ہے
 لکھنؤ شریف علی بن ولید
 غفرلہ

کتاب استیعاب وغیرہ میں ہی بس جو شخص کہ مرتد ہوا اور جنگاؤں سے بغیر خدا نے
 ہر کیا ہو وہ کیونکر متولی امور مسلمین ہو سکتا ہی اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ عبد اللہ بعد
 مرتد ہوئے پھر مسلمان ہو گیا تھا پس یہ جھٹلا دلیل ہی روضۃ الصفا میں ہے
 درین اثنا عمر عاص نزد عثمان رفت گفت معا بنیکہ سلمانان تو نسبت میکنند
 تو بکن عثمان اور اسعاب ساختہ از جمیع معائب ابرار ذمہ گرد عمر عاص گفت
 کہ یکے از عیوب نیست کہ عبد اللہ بن ابی سرح مرتد را من دادہ اس سے
 معلوم ہوا کہ عثمان نے باوجود اسکے ارتداد کے اسکو والی مصر کیا تھا چوتھے
 مروان کو اپنا وزیر کیا اور سیاہ و سفید کا بالکل اختیار دیا حالانکہ وہ ایسا
 فاسق و فاجر ملک بے ایمان و کافر تھا کہ رسول خدا نے اسکو ہوا علی بن ابی
 النوزع الملعون ابن الملعون کہا تھا جیسا کہ رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق او
 صواعق محرقة اور حیوة النحیوان میں ہی آب خیال کرو جو لوگ کہ فاسق
 اور فاجر اور ملعون اور مرتد ہوں انکو سب مسلمانوں پر ماکر کرنا اور احکام
 نبویہ کو انکے سپرد کرنا کب جائز تھا عثمان نے محض اپنی قرابت کے
 لحاظ سے بنی امیہ کو ملک مہتاے جلیلہ پر فائز کیا تھا بعض اہلسنت جواب
 دیتے ہیں کہ عثمان نے ان سبکو اچھا سمجھا کہ بموجب اپنے علم کے عمل کیا انکو
 پہلے سے ان سبکا حال معلوم نہ تھا جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی اپنے تحفہ میں
 کہا ہی تم کہتے ہیں کیا عثمان کو فقط قرآن جمع کرنا معلوم تھا اور اسکی شان
 نزول سے کچھ واقفیت نہ تھی کہ انہیں سے بعض کو خدا نے فاسق کہا ہی اور
 بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ قرآن میں منسب فرمایا ہی اور رسول خدا کی صحابیت سے

ص ۲۳۱
جلد دوم باب بیست و نہ

ع
تفسیر جامعہ

ص ۲۳۱
جلد دوم باب بیست و نہ

عثمان کو کیا فائدہ ہوا اتنا نہ معلوم تھا کہ حضرت نے کسکو ملعون کہا تھا اور
کس کا خون ہر کیا تھا یہ بات نہیں ہی بلکہ یہ سب جان بوجھ کر عثمان نے
بنی اسبیہ کو بنجیال اپنی قرابت کے والی اور حاکم کیا تھا علاوہ اسکے اگر قبل
نہیں معلوم تھا تو بعد صد و ربیعہ عتو کے اور اصحاب کے سمجھانیکے کیوں نہیں
اون سبکو معزول کیا جیسا کہ روضۃ الاحیاء میں بھی ہے القصد سعید گوید
کہ اخبار غیر مرصیہ از حکام و عمال عثمان بعدینہ سے آمد و خواطر اصحاب ازین
جہت ملول میگشت و باو بطریقہ شفقت و نصیحت میگفتند کہ سزاوار
بحال و کمال تو آنست کہ این عمال را از عمل کہ مقصدی آنند معزول گردان
و جمعی از صحابہ کہ باانت و دیانت و عدالت و زراعت معروف و موصوف
اند بجائے ایشان نشان و مروان را از نیابت و زبیری خویش برانی و دخت
و عاقبت کار خود را بمشورت و صوابیدار و تدانی چہ دے بواسطہ شراست
کہ در نہاد او مضمر است نیک خواه تو و نیک خواه سلمانان نیست ہر چند
ازین نوع عثمان بعرض امیر المؤمنین عثمان رسانیدند نتیجہ سے داد
طعن سوم عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں بنی اسبیہ کو جو شجرہ ملعونہ ہیں
بنجیال اپنی قرابت کے احوال کثیر و زراعت یہ خطیر بہت المال سے دیے
مالانکہ وہ حق سب مسلمانوں کا تھا اور جس کو کہ وہ بھی مال کثیر تھا اپنی اولاد
اور واما و نکوسب دیدیا مالانکہ جس حق الہییت کا تھا چنانچہ اپنے داماد و نکوس
للعون اشرفیان دین اور مروان کو جسکو اپنا وزیر کیا تھا تمام خمس
عثمان افریقہ کا (جسکی تعداد بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اور بروایت

حصہ ۲۹۹
جاء لکھنؤ مال عثمان

عثمان بن عفان
وزیر اسبیل

شہرستانی دو لاکھ اشرفیان تھیں) دیدیا اور بروایت کنز العمال تمام آمدنی
 خمس مصر کی مروان کو لگے دی اور بروایت راعب اصفہانی فدک کو بھی (جو
 حوہ جناب فاطمہ کا تھا) مروان کو دیدیا اور حکم بن ابی العاص کو جب مدینہ
 میں بالالیا تو بروایت راعب ایک لاکھ اور بروایت دو لاکھ درہم اوسکو
 دیے اور بروایت واقفی تین لاکھ مال زکوٰۃ سے اوسکو دیا اور بازار ہنزہ کو
 (جو ایک مقام بازار مدینہ کا تھا اور رسول خدا ص نے محاصل اوسکا سب مسلمانوں پر
 تصدق کیا تھا) عثمان نے فقط اپنے داماد عمارت بن حکم کو دیدیا اور
 عبداللہ بن خالد جب مکہ سے آیا تو چار لاکھ و بروایت تین لاکھ درہم اوسکو
 دیے اور ایک جو ہر بے بیا جو خزانہ بادشاہ عجم سے لے آتا تھا بروایت ابن
 ابی الحدید اپنی لڑکی کو دیدیا و بروایت ابن اسحاق دو دانہ مروارید چلی
 قیمت تاجروں سے سین لگ سکتی تھی اپنی ایک لڑکی کو اور ایک چھر سونے کا
 جو مرصع و مکمل تھا یا قوت و جواہر و مروارید سے اپنی دوسری لڑکی کو دیا
 اور بروایت ابو مخنف ایک مرتبہ عثمان نے عبداللہ بن ارقم کو جو خزینہ دار
 بیت المال کا تھا رقعہ لکھا کہ عبداللہ بن خالد کو (جو عثمان کے عزیز و غیور
 تھا) تین لاکھ دیدینا اور جو لوگ اوسکے ساتھ ہیں اونسکو بھی ایک ایک لاکھ
 دینا عبداللہ نے اس نوشتہ کو عثمان کے نہ مانا اور اون لوگوں میں سے
 کسیکو کچھ نہ دیا تب عثمان نے عبداللہ بن ارقم کو بلا کر کہا تو خزینہ دار میرے مال کی
 تھجو لازم ہے کہ جو میں کہوں اوس پر عمل کرے عبداللہ نے جواب دیا میں خزینہ دار
 مسلمانوں کے مال کا ہوں تمہارے مال کا خزینہ دار تھا راعلام ہو گا یہ کہہ کر

حکایت عبداللہ بن ارقم

کنجیو کو بیت المال کی عثمان کے آگے چھینکد یا اور بروایتی منبر پر لٹکا دیا اور قسم
کھائی کہ اب میں اسکو اختیار نہ کروں گا عثمان نے اون کنجیو کو اپنے غلام نائل کے
حوالہ کیا و اقدی لکھتا ہی اس واقعہ کے بعد عثمان نے زید بن ثابت کو حبیب
اون کے علاقہ بیت المال ہوا مکہ دیا کہ تین لاکھ درہم بیت المال سے لیجا کر عبد اللہ
بن ارقم کو دو اور کنایہ خلیفہ نے ٹکو دیا حبیب زید عبد اللہ کے پاس رہا
درہم لے آئے تو عبد اللہ نے جواب دیا مجھ کو اس مال کی حاجت نہیں ہی میں نے
اس واسطے خدمت بیت المال کی نہیں قبول کی تھی کہ مزدوری لوں اگر یہ
مال مسلمانوں کا ہی تو میں نے کچھ ایسا کام نہیں کیا ہی جسکی مزدوری تین لاکھ
ہو اور اگر یہ مال عثمان کا ہی تو میں نہیں چاہتا کہ اون کا نقصان ہو اور اسکے غم
بیت المال سے لیکر وہ خرچ کریں اب ہم دلیل ہر ایک بات کی انھیں اہستہ
کی کتابوں سے لکھتے ہیں یہ قول ہمارا کہ عثمان نے اپنے داماد و ٹکولاکھوں اشرفیان
دین پس اس بات کو شاہ صاحب نے بھی کس قدر قبول کیا ہی چنانچہ اپنے
تسخیر مسرور قہ میں لکھتے ہیں انچہ مرویست کہ عثمان پسر خود را با دستہ
دارت بن الحکم نکاح کر دو اور از اصل مال خود یک اک درہم برہم سا حق
فرستاد و دختر خود را کہ ام ابان بود با مروان بن الحکم نکاح کر دو و بنیز
نیز یک اک درہم داد اس لکھنے سے شاہ صاحب کے ایک ایک لاکھ درہم
ہوا و بیٹی کو دینا ثابت ہوا غایۃ الامریہ ہی کہ اسکو اپنے پاس سے دینا قرار
دیا ہی مالا نہک یہ محض غلط ہی جیسا کہ اسکو تفصیل ہم لکھینگے کہ عثمان نے یہ سب
داد و ستد بیت المال ہی سے کیا تھا اور روضۃ الصفا میں بھی ہی دیگر آنکہ

در عثمان بدار کج

ص ۳۱۶
فرا صاع

ص ۲۲۵
محمد بن ابی

حکم بن العاص کہ سبب بے ادبی او حضرت مقدس نبوی و برادر کردہ بافرزندانش
از مدینہ اخراج نمودہ و ابو بکر یک منزل اور پیشتر راند و عمر کذلک عثمان
رقم قبول بر صغیر محال او کشیدہ ایشان را بمدینہ آورد و دختر خویش بمروان
بن حکم داد و دختر دیگر بہ برادرش عمارت بن حکم در سلک ازدواج کشید
و از بیت المال خواستہ فرادان بایشان بخشید و از خمس غنائم افریقہ
متاع آمل مردوان را اگر انبار گردانیدہ و زیر خویش ساخت اس سے
معلوم ہوا کہ عثمان نے اپنے دونوں دامادوں کو مال کثیر بیت المال سے
دیا تھا اور یہ جو پہننے کہا کہ مردوان کو تمام خمس افریقہ و مصر اور فذک دیدیا
بس شہرستانی نے مل و نخل میں لکھا ہی و تزویجہ مروان بن الحکم
بنتہ و تسلیمہ خمس غنائم افریقہ اللہ و قد بلغت مائتی الف
دینار یعنی اعدائے عثمان میں سے ایک یہ ہی کہ عثمان نے مروان بن الحکم سے
اپنی لڑکی کی شادی کر دی اور تمام خمس غنائم افریقہ کا سبکی تعداد دو لاکھ
اشرفیان تھیں اسکو دیدیا اور بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ
اشرفیان تھیں اور کنز العمال میں ہر دو کتب مروان بن خمس مصر و اعطی
اقر بائمہ المال اتنی بقدر حاجت یعنی مروان کو خمس مصر کی آمدنی لکھ دی
اور اپنے اقربا کو بہت سامان بیت المال سے دیا اور محاضرات راغب
اصغانی میں مذکور ہی دما انکر علیہ ای علی عثمان قالوا وی طریقہ
رسول اللہ المحکم بن العاص و اعطاہ مائۃ الف درہم و نفقۃ
ابا ذر السہبذہ و عامر بن عبد القیس الی الشام و تصدق للنبی

و از غنائم مردوان

ص ۱۳۷
چاپ لندن

۴۰
نسخہ
کتاب

ص ۱۳۷
محمد و طاعت ابن مسلم بن عثمان بن ابی تالمال

بمہزوری علی المسلمین وهو موضع سوق المدينة فففضضہ عثمان
واقطع الحارث بن الحکمہ احامروان واقطع فذک مروان یقنع
اون چیزوں سے جو لوگوں کو عثمان کی طرف سے ناگوار گذرے تھے تاکہ حکم بن عاص کو
جو نکالا ہو اور سوخذ کا تھا پھر مدینہ میں بلال لیا اور حبیب وہ آیا تو ایک لاکھ
درہم اور سکو دیے اور ابو ذر کو ریزہ اور عامر بن عبد القیس کو شام کی طرف
نکلوا دیا اور نہزوری کو (جو اباب مقام ہی بازار مدینہ کا) اور اسکو پیغمبر خدا
نے سب مسلمین پر تصدق کیا تھا عثمان نے فقط حارث بن حکم کو دیدیا
اور فذک کو عاص مروان کو دیدیا سبحان اللہ ابو بکر نے توجیب فاطمہ کو
باغ فذک باوجود مانگنے اور گذرانے گواہوں کے نہ دیا اور مدت العمر آزدہ کرنا
اور کہنا کہ یہ حق سب مسلمانوں کا ہی مگر عثمان نے اس باغ کو عاص اپنے
داماد مروان بے ایمان کو دیدیا ع بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
اگر یہ کہیں کہ عثمان نے سب مسلمانوں سے پوچھا کہ سکو راضی کر کے دیا تھا
تو ہم کہیں کہ ابو بکر نے کیوں نہیں سب مسلمانوں کو راضی کر کے فذک فاطمہ کو
دیدیا کیا حق توجیب فاطمہ کا مروان کے برابر بھی نہ تھا بہر کیف حکم بن
العاص کو ایک لاکھ درہم دینا بھی اس روایت محاضرات سے ظاہر ہوا
اور بازار مدینہ کا حارث بن حکم کو دیدینا بھی اس روایت سے ثابت ہوا
اور یہ جو چہنہ لکھا کہ عبد اللہ بن خالد کو چار لاکھ درہم دیے پس ابن قتیب نے
کتاب معارف میں اسکو لکھا ہی وطلب الیہ ای عثمان عبد اللہ
بن خالد بن اسید صلیۃ فاعطاه اربع مائۃ الکاف درہم

والتی تخرج راہ راہ و علیہ

من بیت مال المسلمین فقال عبد الله بن مسعود في ذلك فضربه
الى ان دق له ضلعين يتبين عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اُسید کو اپنے
پس بلالیا جب وہ آیا تو اسکو چار لاکھ درہم بیت المال سے دیے
عبد اللہ بن مسعود نے یہ دیکھ کر عثمان کو کچھ کہا پس عثمان نے اونکو اس قدر
مارا کہ دو ہڈیاں پہلو کی شکستہ ہو گئیں اور شاہ صاحب نے بھی تحفہ مسروقہ
میں اسکا ہتھار کیا ہی اور تین لاکھ دینا لکھا ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ اس
دیدنے کو قرض دینا قرار دیا ہی حیث قال انچہ لغتہ اند کہ عبد اللہ بن خالد
ابن اُسید راستہ لک درم انعام فرمود نیز غلط است از روستے تواریخ معتبرہ
نایت است کہ ابن سبلہ اور از بیت المال قرض داد و بردہ او نوشت
تا باز سماند پس یہ قرض دینا محض غلط ہی جیسا کہ بروایت ابن قتیبہ ظاہر ہوا
کہ عثمان نے وہ درہم بیت المال سے عبد اللہ بن خالد کو بطور صلہ کے دیے
تھے نہ قرض کے بقرض تسلیم اس لئے سے بھی عثمان کو طعن سے نجات
نہیں ہو سکتی کیونکہ بیت المال سے قرض دینا بلا وجہ جائز نہیں ہو مگر یہ کہ صلح
شرعیہ اور ہمت امور مسلمین اور سبہ موقوف ہوں یا کوئی امر دینی بغیر
اوسکے حرج ہو تا ہونہ یہ کہ خیال فراخی اور وسعت کے اغیار بنی اسیہ
اور فساق اور فجار کو دیا جائے نہایت تعجب کی جگہ ہی کہ یہ جواب غلیفہ
صاحب کو (اوسوقت جبکہ اصحاب نے اس اسراف پر عتاب اور
باز پرس کیا ہی) نہ سوجھا اور یہ نہ کہا کہ میں نے قرض دیا ہی اور لکھ لیا ہی
بلکہ صلہ رحم بجالانیکا عذر پیش کیا مگر شاہ صاحب کو یہ جواب سوجھ گیا (مرعی

ص ۳۱۸
طعن عثمان

تبع صاحب تحفہ

سُت گواہیت) افسوس ہی کہ شاہ صاحب خلیفہ ثالث کے زمانہ میں نہ ہو
 نین تو یہ سب جوابات جو تحفہ میں لکھے ہیں او کو تعلیم کر دیتے اور خود بھی بہت سی
 باتوں کا جواب عثمان کی طرف سے بنا کر دکا لڑا اصحاب سے پیش کر کے خلیفہ
 صاحب کی جان بچا دیتے اور یہ دعویٰ ہمارا کہ ایک جو ہر بے بہا اپنی لڑکی کو
 بیت الممال سے دیا پس ابن ابی الحدید نے شرح منج البلاغہ میں لکھا ہے
 روی الزبیر بن بکار عن الزہری قال لما اتی عمر بن الخطاب کسرے
 وضع فی المسجد فطلعت علیہ الشمس فصار کالجمر فقال لخازن
 بیت الممال وعلیک اربع من هذا واقسم باین المسلمین حنان
 نفسی تحدثنی انہ سیکون فی هذا بلاد وفتنة بین الناس
 فقال یا امیر المؤمنین ان قسمتہ لم یسعھو و لیس احد یشتریه
 لان ثمنہ عظیم و لکن قد عہ الی قابل فقصہ اللہ ان یفتح علی
 المسلمین بال فیشریہ منھم من یشتریہ قال اذ فعه فادخلہ
 بیت الممال و قتل عمر و هو بحالہ فاخذہ عثمان لما ولی الخلافة
 فخلی بہ بناتہ یعنی زبیر بن بکار نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسوقت ایک
 جوہر جو اہرات بادشاہ کسریٰ سے بعد فتح فارس کے لاکھ عمر کے سامنے رکھا گیا اور
 اس پر آفتاب بڑا تو وہ مثل انگاری کے روشن ہو گیا عمر نے یہ دیکھ کر خازن بیت
 الممال سے کہا و اسے ہو تجھے چلے اس سے فرصت حاصل کرو اور ابھی اس کو سب
 مسلمانوں پر تقسیم کر کہو نہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ قریب ہے اسکے سبب سے
 بلا و فساد لوگوں میں پڑے خازن نے کہا ای امیر ایک جوہر سب مسلمانوں پر

جزائرن شرح مستبحو
 بیہ ہون مکان

وارد عثمان جوہر انبغیہ خود

کبریا تقسیم ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا ہے کہ اسکو مولے اور اسکی قیمت دیکے لیکن اسکو ہم رہنے دیتے ہیں سال آئندہ تک شاید خدا سلیمین کو مال کثیر عطا کرے اور کوئی اسکو مولے عمرنے کہا اجماعا جلد او مٹا لیجاؤ پس غازی نے لاکر بیت المال میں داخل کیا اور وہ اسی طرح بعینہ رکھا رہا جب عثمان کو خلافت ہوئی تو اسکو جو ہر بے ہاکو لیکر اپنی لڑکی کا زیور بنا دیا اور یہ قول ہمارا کہ دو دانہ مروارید اپنی ایک لڑکی کو اور ایک نمبر سو نیکا مرصع بیا قوت و جواہر دوسری لڑکی کو دیا پس اسکی دلیل میں یہی کافی ہے کہ شامہ صاحب نے خود اسکو مطاعن عثمان میں شیعوئی طرف سے لکھا ہے اور کچھ جواب شامہ شامہ نے دیا بظاہر چونکہ یہ بات با تدرار انکے علما کے ثابت ہے اس سبب سے اسکے جواب کی طرف رُخ نہیں کیا و ہذا قولہ فی تحفہ یک و خیر خود را دو دانہ مروارید داد کہ قیمت آنا از حساب تجارت و جواہر بان در گذشتہ بود و دختر دیگر را نمبرے از زر مرصع بیا قوت و جواہر گر ان قیمت بختید بہر کیف ان روایات سے ظاہر ہوا کہ عثمان نے بیت المال سے زر ہسے کثیر اور اسول خطیر اپنی بیبیون اور بیٹیون اور بیہون اور دوسرے قرابت داروں کو دیدیا سبحان اللہ کبھی یہ نہیں سنا کہ عثمان نے اہل بیت رسول ۲ یعنی جناب امیر و جنین کو بھی مال جزیل دیا ہو دینا کیسا فک کو بھی جو حق جناب سیدہ کا تھا عثمان نے مروان دشمن خدا و رسول کو دیدیا بالغرض اگر جناب امیر و جنین سے عداوت تھی تو کبھی یہ بھی تو نہ سنا کہ سلمان و ابوہریرہ و مقداد کو بھی کچھ دیا ہو واضح ہو کہ جب اہلسنت نے دیکھا کہ اس سے تو

و جواہر و خیر سے خود
ادون عثمان دانہ مروارید
انکے علما نے ہم کو قیاساً ثابت
است نیز ابوہریرہ و جواہر

جواہر بیت از دست عثمان

خلیفہ صاحب کو بڑا الزام آتا ہی تو اسکے جواب میں ان لوگوں نے بہت بہت باتیں بنائیں یعنی اگر عثمان نے بہت المال سے نہیں دیا تو اس قدر مال خاص کہاں سے آیا جو اپنے عزیز و اقارب کو دیا کاہلی نے صواق میں یہ بات بنا کر لکھی ہر کہ عثمان کو کیا بنا معلوم تھا اوسے اس قدر روپیہ اشرفی جمع کیا تھا اور بہت شد و مد کے ساتھ اثبات میں اسکی قریب ایک صفحہ کے سیاہ کیا ہی اور بہت طبیعت آزمائی کی ہر مگر شاہ صاحب نے (بادجو دیکھ صواق کا ترجمہ کیا ہی) چونکہ اس بات کو بعید از عقل سمجھا اس سبب سے اوغمون نے دوسرا پلو جواب کا نکالا یعنی عثمان کے پاس مال پہلے سے تھا جب عمر کے زمانہ میں لڑائیاں فتح ہوئیں اور مال بہت ہاتھ آیا تو اوسین سے انکو بھی حصہ ملا وہی مال انکے پاس تھا جو اپنے عزیز و اقارب کو دیا بیت المال سے نہیں دیا یہ قول بھی شاہ صاحب کا قابل مضحکہ و سبیاں ہی بسا تعجب ہی کہ اتنے اصحاب رسول خدا کے تھے مثل سلمان و ابوذر و مقداد و غیرہ کے انہیں سے کیسے پاس مال غنیمت سے آنا جمع ہوا مگر عثمان کے پاس اتنا مال جمع ہو گیا اور وہ مال عمر کے زمانہ میں حشر چ بھی نہوا بعینہ رکھار ہا حبیب اپنا زمانہ ہوا تب او سکون کا لا اور عزیز و نکو دیا علاوہ اسکے یہ کلام شاہ صاحب کا القول بمالک و صفیہ القائل ہی کیونکہ جب عثمان سے لوگوں نے اس انفاقات کثیرہ کا تعرض کیا ہی تو عثمان نے بیت المال سے دینے کو قبول کیا ہی اور بعض جگہ صلہ رحم کا عذر پیش کیا ہی یہ کہیں نہیں کہا کہ میں نے اپنے پاس سے دیا ہی جہاں بخیر و رضہ الاحباب میں (اون مقامات میں جب لوگوں نے

گفتہ جیسا کہ بیت مال خود عثمان

جواب آن

عثمان پر اعتراض کیا ہی اور عثمان نے ہر ہر بات کا جواب دیا ہی لکھا ہی
 اگر گوئی عطیات و افرہ و انعامات شکارتہ از بیت المال با قارب خود دادی
 پس راے سلطان را در بیت المال اعتبار تمام است و نیز بروایت روضۃ
 الصفا و مل و نخل و کنز العمال و محاضرات و ابن ابی الحدید و غیرہ سابقاً
 معلوم ہوا کہ یہ سب مال بیت المال کا تھا اب ہم خیال فرمادیں تو ضعیف و تریف
 شاہ مصاب کے دو تین روایتیں اور لکھتے ہیں کہ عثمان نے یہ سب مال بیت المال
 ہی کا ضلع و برباد کیا اولاً اقرار خود حضرت عثمان کا سننا چاہیے کہ عثمان نے
 بیت المال سے خرچ کر نیک اقرار کیا ہی اگرچہ شاہ مصاب دو سراج جواب دیتے ہیں
 عبد اللہ بن سلم نے کتاب السیاسة و الامامة میں لکھا ہی ثقیف و قارم رجل من
 الانصار فقال يا عثمان ما بال هؤلاء القوم من اهل المدينة ياخذون
 العطاء ولا يغزون في سبيل الله واما هذا المال لمن غزاه
 وقاتل عليه الا هذه الشيوخ من اصحاب محمد قال عثمان فاستغفر الله
 واتوب اليه يميني بئرا لکے ایک شخص انصار میں سے اوتھ لڑا ہوا اور کہنے لگا
 اے عثمان کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اہل مدینہ مال و اسباب لیتے ہیں اور راہ خدا
 میں جہاد نہیں کرتے حالانکہ یہ مال حق اوس شخص کا ہے جو راہ خدا میں جہاد کرے
 سوائے اون لوگوں کے جو اصحاب رسول سے ہیں اور ضعیف اور بڑے ہیں یہ
 سنکر عثمان نے کہا اب میں تو بہ کرتا ہوں خدا سے اور سیوطی نے تاریخ
 الخلفاء میں اور ابن حجر نے سوانح محرقہ میں اور ملا علی قلی نے کنز العمال میں
 لکھا ہی اخراج ابن سعد عن الزهري قال ولي عثمان اثنا عشر سنة

انور عثمان کے مال کے بیانیہ

کتاب الامارۃ خلاصہ

فلو یقع علیہ الناس شیئاً مدتہ ستۃ سنین بل کان احب
الی قریش من عمر کان شدیدا علیہم فلما ولی عثمان
کان لہم ووصلہم وتوانی فی امرہم واستعمل اقادربہ واهلبیتہ
فی الست الا واخلدوا عطاہم المال متاؤلا فی ذلک الصلۃ
التی امر اللہ بہا وقال ان ابا بکر وعمر ترکا من ذلک ما ہولما
وانی اخذتہ فاقمتہ فی اقرباؤ فانکروا علیہ ذلک ینے ابن سعد نے
زہری سے روایت کی ہے کہ عثمان نے بارہ برس تک خلافت کی چھ برس تک
تو کسی نے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ تشریف عثمان کو عمر سے بھی اچھا سمجھتے تھے اس واسطے
کہ عمر کی ذات سے اون لوگوں کے اور بہت سختی ہوا کرتی تھی اور جب عثمان کو
خلافت ہوئی تو عثمان نے اون لوگوں کے ساتھ نرمی و ملاطفت سلوک کیا
اور بہت کچھ مال دیا اور برائیوں پر اون لوگوں کی مسامحہ و خیم پوشی کو راہ دیا اور
چھ سال اخیر میں اپنے عزیز و اقارب کو شہر و نکاحا مل مقرر کیا اور تاویل حکم
جسکا خدا نے حکم دیا ہے بہت کچھ مال و زر بھی ان لوگوں کو دیا اور کہا کہ ابو بکر و عمر نے
اس مال کو چھوڑ دیا حالانکہ ان کے واسطے جائز تھا اور میں نے اس مال کو
لیکر اپنے اقربا کو تقسیم کر دیا زہری کہتا ہے اس تاویل صلہ رحم کو عثمان کی لوگوں نے
نہ مانا اور انکار کیا اور تاریخ طبری میں جس مقام پر کہ جناب امیر سے اور
عثمان سے باہم گفتگو ہوئی ہے (لکھا ہے علی گفت ابو بکر و عمر بر مال بیت المال
این دست درازی نکردند کہ تو کردی و بخویشان خویش دادی عثمان گفت
راست گفتی کہ ابو بکر و عمر بخویشان خود ندادند برایشان ستم کردند و گفتند

ص ۲۳۲
ج ۱۰

شہادت جناب امیر کبیر علیہ السلام
از بیت المال بود

از ہر خدا سے عزت و بل بدہند و من از ہر خدا سے عزت و بل دادم کہ خواستہ را اندر بیت المال
جائے بود جز از ابرویشان داد و این غویشان من در ویش بودند با ایشان
دادم تا ہم در ویشان دادہ باشم و ہم رحم پیوستہ آید آب شہادت جناب امیر
کی کہ عثمان نے بیت المال سے خرچ کیا اور اپنا پیٹ بھر لیا اسکو بھی اہلسنت
میں خطبہ شفقہ میں (جو باقرار علمائے اہلسنت مغل سبط ابن جوزی اور
صاحب قاموس اور صاحب نہایہ اور ابن ابی الحدید وغیرہ کلام جناب امیر
ہی) حضرت فرماتے ہیں الی ان قام ثالث القوم نالفا حاضنیہ بین
نقیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ خضم الابل
نبنة الربیع الی ان انتکت علیہ قتله واجهر علیہ عملہ وکبت بہ
بطنہ یعنی یہاں تک کہ خلیفہ سوم ان لوگوں کا اونٹ کھڑا ہوا اور مالکیہ نیچے بٹل کے
جائے سرگین سے علف گاہ تک یعنی معدہ اور آنت سب بھرے ہوئے تھا
یعنی تن پروری اور مال مردم غوری میں مصروف تھا اور اسکے ساتھ اس
امر میں بنی اسید بھی شریک ہوئے اور اسکی امانت سے قدرت و ثروت
حاصل کی اور جسطرح اونٹ سبزہ و گیاہ فضل بہار کا چرتا ہی اسطرح ان
لوگوں نے مال خدا کو مہیا کی سے کما لیا یہاں تک کہ رستی بنی ہوئی اسکی ٹونگی
اور اعمال ناشایستہ نے اسکے کام اسکا تمام کیا اور بیت نے اور پر غاری نے
اسکی اسکو ذلیل کیا اب اگر جناب امیر کی گواہی کو نہ مانو پیغمبر خدا کی
گواہی بھی سن لو کہ حضرت نے اس اختیار بلکہ استیثار میں کی بھی باعجاز
خبر دی تھی صحیح بخاری میں ہی قال التبی لا انصا کما نکم مستلقون بعدہ

خبر دادن رسول خدا باعجاز زبان
عجائب

اترۃ فاصبر واحتۃ تلقونہ وموعدا کہ الحوض میں نے جناب رسول خداؐ نے
انصار سے فرمایا قریب ہی کہ تم لوگ بعد میرے دیکھو گے کہ اس زمانہ کے
حکام مال سلین کو خاص اپنے واسطے اختیار کرینگے پس تم لوگ صبر کرنا یا ناک کہ مجھ سے
حوض کوثر پر ملاقات کرو اور شکوہ میں ہر عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
کیف انتہ واثمۃ بعدی یستأثرون ہذا لفقہ قلت اما والذی
بعثک بالحق اضع سیفر علی علقۃ ثم اضرب بہ حتی یقال قال
افلا ادلک علی خیر من ذلک تصبر حتی یقال فیہ حضرت ابوذر
سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا تم لوگ کیا کرو گے اس وقت
جبکہ میرے بعد لوگ امام ہونگے اور اس مال غنیمت کو اپنے واسطے اختیار کرینگے
میں نے کہا قسم خدا کی جسے آکھو بیعت بچن کیا ہے میں اس وقت اپنی تلوار کند سے پر
رکھوں گا اور اسکو ماروں گا یا ناک کہ آپسے ملاقات کروں حضرت نے فرمایا میں
تلوار سے بہتر راہ تلوادوں تم صبر کرنا یا ناک کہ مجھ سے ملاقات کرو واضح ہو
کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت کے بعد جو لوگ خلیفہ بن بیٹھے
اونکو حضرت فرمائے تھے کہ یہ لوگ مال غنیمت جو حق سب مسلمانوں کا ہے
اپنے اپنے واسطے اختیار کرینگے پس ادن لوگوں نے سوائے حضرات ثلاثہ کے
اور کوئی دوسرا بنی اسید وغیرہ سے مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ ابوذر رضی اللہ عنہ
عثمان ہی کے زمانہ میں انتقال کیا تھا جیسا کہ شیخ عبدالحق نے بھی اسکی شرح میں
لکھا ہی آیا ابوذر موت دے در خلافت عثمان ہوو در سنہ ثنین وثلاثین
اس سے معلوم ہوا کہ مراد ائمہ سے اس حدیث میں خلفائے ثلاثہ ہیں پس

ص ۳۴
بیل جامہ

۴
فی حدیثی بنی النضر فی حدیث
فی حدیثی بنی النضر فی حدیث

ص ۳۴
کن بالسنۃ البیاض
اصولہ

غلام محمد بن ابی عثمان

جواب تو میں اور بُرائی کی انحضرات کی اس حدیث سے باقی باقی ہی۔ خوبے
ظاہری اور بروایت ازالۃ انخار فامہ انصاری اور عمار بن یاسر اور عمر عاص نے
بھی اثر عثمان کا استرار کیا ہے جسے بنیال تطویل اور اسکی عبارت نہیں لکھی ومن
شاء الاصلاح فلیجمع الیہا پس معلوم کرو کہ حق سب مسلمانوں کا اپنے واسطے
اختیار کرنا اور اپنے عزیز و اقارب کو دینا اسکی بُرائی جو بیان سے باہر ہے دیکھو
ازالۃ انخار میں لکھا ہے جاکہ رجل الی عمر و کانت بینہما قرابۃ لیسالہ فذیرہ
واخرجه فکفر فیہ وقیل یا امیر المؤمنین لیسالک فزیرہ واخرجه قال
اتہ سألنی من مال اللہ فامعذرتہ اذ القیتہ ملکاً خاناً فلوکاً سألنی من مالی
ثم بعثت الیہ الف درہم من مالہ یعنی ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اسکے اور
عمر کے درمیان میں کچھ قرابت تھی اگر عمر سے کچھ طلب کیا عمر نے اسکو جبر کا اور نکال دیا
لوگوں نے جو بچا ہی امیر پر تھے سوال کرتا تھا اور مانگتا تھا تنہ اسکو جبر کا اور نکال دیا
عمر نے کہا اسنے مال خدا میں سے مانگا تھا اگر میں دیدیتا تو مذاکے نزدیک کیا مذر
کرتا میں خدا سے ملاقات کرتا در انحالیکہ بادشاہ خائن ہوتا اسنے میرے
مال سے کیون نہیں مانگا بعد اسکے عمر نے اپنے پاس سے ہزار درہم اسکے بیان
بجھادیے اس سے ثابت ہوا کہ عثمان کی ملاقات خدا سے ہوگی در انحالیکہ
بادشاہ خائن ہوگا کیونکہ اپنے عزیز و اقارب کو بہت سا مال بیت المال
سے دیدیا پس دیکھو کہ جو شخص ایسا ہو اور سرف اور مبذر ہو اور حقوق علیہ کو
غضب کرے اور خیانت کرے اور حکم خدا اور شریعت نبوی کو ممانع
ذرباد کرے وہ کب خلیفہ رسول ہو سکتا ہے سخن شناس دلبر اعطاف نیست:

صد
بہرہ ساقیہ و لکھنؤ

طعن چارم عثمان نے اصحاب کبار کو رسول خدا ص کے ذلیل و خوار کیا اور
مارا حال لکھوا ان لوگوں کے فضائل اور مراتب کو رسول خدا ص نے نام نام بیان
کر دیا تھا حضرت ابو ذرؓ کو بسبب لکھنے معاویہ کے شام سے بذلت و خواری
مزید بلوایا اور وہاں سے مقام ربذہ میں نکلوادیا اور حضرت عمارؓ کو بسبب اونکی
نصیحت کر نیکے اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے اور عارضہ فتنہ کا ہو گیا اور
عبداللہ بن مسعود کو بسبب قرآن نہ دینے کے اس قدر مارا کہ دو ہڈیاں ہیلوکی
شکستہ ہو گئیں اب ہم ہر ایک بات کو تفصیل لکھتے ہیں قصہ ابو ذرؓ کا
سید قاضی نے کتاب ثانی میں اس طرح لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اہل تورخ
باختلاف طرق واسانید لکھتے ہیں کہ جب عثمان نے مروان بن حکم کو بہت کچھ
دیا اور عمارت بن حکم کو تین لاکھ درہم دیے اور زید بن ثابت کو ایک لاکھ
دیا تو ابو ذرؓ نے یہ آیت پڑھی وَفُتِّرَ الْكَافِرِينَ بِعَذَابِ الْيَوْمِ اور کبھی
یہ آیت پڑھتے تھے الَّذِينَ يَكْذِبُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبُشِّرْهُم بِعَذَابِ الْيَوْمِ یہ بات مروان نے عثمان سے
کہی عثمان نے اپنے غلام سے ابو ذرؓ کو کھلا بھیجا کہ تم اسکو پڑھنا چھوڑ دو ابو ذرؓ نے
کہا سبحان اللہ عثمان مجھ کو کلام خدا پڑھنے سے منع کرتا ہے یہ کہنا اونکا عثمان کو
ناگوار گذرا اور کہا تم پہلے نام میں چلے جاؤ غرض اونکو شام میں نکلوادیا
جب وہاں معاویہ کے حرکات ہا شایستہ انھوں نے دیکھے تو اسکے تئیں بھی
نصیحت کرنی مشروع کی تب معاویہ نے عثمان کو اونکی شکایت لکھ بھیجی
عثمان نے جواب لکھا کہ ابو ذرؓ کو ایک ستر لاغز بے کجاوہ پر بھاگ رہا ہے پاس

بیک درخت نام صاحب کبار

حضرت ابی ذرؓ

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بجہ سے معاویہ نے ویسا ہی کیا جب ابو ذر مدینہ پہنچے تو اونٹ کی تکان سے
دونوں راؤ نکا گوشت اوڑ گیا تھا عثمان نے او کو بلا کر کہا یا سنے تمہارا بھان
جی چاہے چلے جاؤ اونھوں نے کہا ہم مکہ جائینگے عثمان نے کہا وہاں نہیں تب
اونھوں نے کہا بیت المقدس جائینگے کہا وہاں بھی نہیں تب اونھوں نے
کہا مصر جائینگے کہا وہاں بھی نہیں بلکہ تم ریدہ جاؤ غرض اونکو ریدہ نکلا دیا
اور وہیں اونھوں نے انتقال کیا اور بروایت ابن ابی الحدید ابو ذر مقام ریدہ
میں کہا کرتے تھے کہ عثمان نے بعد ہجرت کے پھر مجھ کو اعرابی بنا دیا اور یہ بھی
کہا کرتے تھے قسم خدا کی عثمان ملاقات کریگا خدا سے در انحالیکہ گنگار میرے
پہلو میں کھڑا ہو گا اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے
ونیرہو سہ ابو ذر غفاری طریق امر معروف ونہی از منکر مسلوک داشته بموجب
قلی الحقی وان کان متراعل بنودہ معاویہ را از بعض امور کہ لائق حکام نمی داشت
منع می نمود و از راستیدن کلمہ حق ہیج محایا نمیکرد و سے ازین معانی بتنگ
آمدہ از ابو ذر غفاری شکایت بامیر مومنان عثمان نوشت ذوالنورین بعد
از وقوف بر مضمون مکتوب معاویہ یصلحت در بودن ابو ذر در شام ندید
ویرا بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت بعد از رد و قدح بسیار و قیل و قال بنیابر
ابو ذر از افکار منع کرد و حکم باخراج نمود ابو ذر گفت مراد ستورے دہ تا
بولایت شام بروم گفت اگر بنام میفرستادم چرا از انجامی طلبیدم صبح اشتہار
تو دیگر از افق شام طالع نشو و گفت پس بلڈارتا عراق بروم فرمود نیواہی
کہ در عراق فرقی غیبیہ را سحر کرد ایندہ اہل بآن مملکت را در اغوا بر من

نیرہو سہ ابو ذر غفاری

ص ۳۳۷
جلد دوم جامہ الامت

حریص سازی ابو ذر گفت پس ہر ما بفرمائی بروم امیر المؤمنین عثمان فرمود در نوچی
 حجاز کہ ام موضع تو ابغض است گفت ریزہ و آن موضعی است در باد یہ کہ از انجا
 تا مدینہ سہ مرملہ است عثمان گفت ہاں موضع می باید رفت اور پھر اوسی کتاب
 میں ہر ابو ذر غفاری را کہ زبان مجزریان محمدی در شان وے بحدیث ما اظلت
 الخضرء ولا اقلت الغبراء من ذی لجة اصدق و ادنی من ابے ذرا
 ناطق گشتہ برائے خاطر معاویہ از شام اخراج کر دو نیز نگداشت کہ در مدینہ تو طعن
 واقامت کند و اور از مدینہ بریزہ کہ نزد ابی ذر از ابغض موضع بود فرستاد
 تا بسر برد و آن اکتفا کردہ اور از جواب فتوے مسلمانان منع نمودہ بالجملہ
 بعضے ازین امور مذکورہ حامل و باعث شد مر مائشہ را کہ در شان عثمان گفت
 لعن الله تغلا و قتل الله تغلا اور قوشچی نے شریع تجوید میں اور قطب
 الدین شیرازی نے اسکے ماشیہ میں اور ملا حسن کشمیری نے نہجات المؤمنین
 میں لکھا ہر والفظ للاول و ضرب ابا ذر کہ نہ قد بلغہ انہ کان فی
 الشام اذا صلی الجمعة و اخذ الناس فی مناقب الشیخین یقول لہم
 ارا یتم ما احدث الناس بعد ما شہید والبنیان و لبسوا الناعم
 و رکبوا الخیل و اکلوا الطیبات و کاد یفسد باقوالہ الامور و یشوش
 الاحوال فاستد ما من الشام فکان اذا رای عثمان قال یوم
 یجئ علیہا فی نار جہنم فتکوی بها جباہہم و جنوبہم و ظهورہم
 فضربہ عثمان ہا السوط تا دیا آئیے عثمان نے ابو ذر کو اس واسطے مارا کہ
 عثمان کو خبر معلوم ہوئی تھی کہ شام میں بعد نماز جمعہ کے جب لوگ مناقب شہین

جلد سوم کتاب

بما یطران اور کتاب
 ۲
 وقی الشیخ ابی النضر فی مدینہ
 منہ ما شہدوا اکلوا الطیبات و شغلوا
 فی شام

بیان کرتے تھے تو ابوذر کہتے تھے تم لوگ نہیں جانتے کہ بعد اون و و نون کے
لوگوں نے کیا کیا بدعتیں کیں ہمارے بنائے لباساے فخرہ پہنے گھوڑو نہر
سوار ہوئے طعما سارے لڑیکہاں شروع کیے یہ شکریہ تھا کہ امر خلافت
میں فساد پڑے اور لوگوں کی کیفیت بدل جائے اس سبب سے عثمان نے
شام سے اونکو مدینہ بلا لیا بیان ابوذر جب عثمان غنی کو دیکھتے تھے تو یہ آیت
پڑھتے تھے یوم یجی علیہا فی نار جہنم فتکویٰ عجا جباہم وجنوبہم
وظہوہم سنکر عثمان نے کوئیے اونکو تاویبا مارا اور ابن ابی احمد نے
شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے عن ابن عباس قال لما اخرج ابوذر الى
الريذة امر عثمان فودى في الناس ان لا يكلم احدا ذرا ولا
يشيعه وامر مروان بن الحكم ان يخرج به فخرج به وتحاماه الناس
الا على بن ابي طالب وعقيل اخاه وحسنا وحسينا وعمارا فانهم
خرجوا معه يشيعونه فجعل الحسن يكلم ابا ذر فقال له مروان
يا حسن الا تعلم ان امير المؤمنين قد غي عن كلام هذا الرجل
فان كنت لا تعلم فاعلم ذلالت فعل علي عليه مروان فضرب بالسوط
بين اذني راحلته فقال تنه نكالك الله التار يخيه ابو بكر جہری نے کتاب
ستیفین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب عثمان نے ابوذر کو رنہ کی
طرف نکال دینے کا حکم دیا تو منادی کہہ دی کہ کوئی شخص ابوذر سے کلام
نہ کرے اور نہ ساتھ جائے اور مروان کو حکم دیا کہ اونکو نکال آوے پس وہ
اونکے ساتھ ہوا اور کوئی شخص خوف عثمان سے ابوذر کے پاس نہ گیا مگر علی

عمران بن عبدالمطلب
فدای والدین کنین
الذین صلی علیہم
سبیل اللہ فبشر
مسیب اللہ علیہما
وہو یوم یجی علیہا
فینار جہنم فتکویٰ
عجا جباہم وجنوبہم
وظہوہم سنکر عثمان
نے کوئیے اونکو تاویبا
مارا اور ابن ابی احمد
نے شرح نہج البلاغہ
میں لکھا ہے عن ابن
عباس قال لما اخرج
ابوذر الى الريذة امر
عثمان فودى في الناس
ان لا يكلم احدا ذرا ولا
يشيعه وامر مروان بن
الحكم ان يخرج به
فخرج به وتحاماه
الناس الا على بن ابي
طالب وعقيل اخاه
وحسنا وحسينا وعمارا
فانهم خرجوا معه
يشيعونه فجعل الحسن
يكلم ابا ذر فقال له
مروان يا حسن الا تعلم
ان امير المؤمنين قد غي
عن كلام هذا الرجل
فان كنت لا تعلم فاعلم
ذلالت فعل علي عليه
مروان فضرب بالسوط
بين اذني راحلته فقال
تنه نكالك الله التار
يخيه ابو بكر جہری نے
کتاب ستیفین ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ جب
عثمان نے ابوذر کو رنہ کی
طرف نکال دینے کا حکم
دیا تو منادی کہہ دی کہ
کوئی شخص ابوذر سے کلام
نہ کرے اور نہ ساتھ
جائے اور مروان کو حکم
دیا کہ اونکو نکال آوے
پس وہ اونکے ساتھ ہوا
اور کوئی شخص خوف
عثمان سے ابوذر کے پاس
نہ گیا مگر علی

حکایت وفات ابوذر
در ریزہ

بن ابی طالب اور عقیل اور حسن اور حسین اور عمارؓ کہ یہ لوگ ان کے ساتھ تھوڑی دور
بہو نجا نیکو گئے پس امام حسنؑ نے ابوذرؓ سے باتیں کرنی شروع کیں مروان نے
کما غلیفہ صاحب نے اس شخص سے بات کر نیکو منع کیا ہی اگر تمکو نہیں معلوم ہی
تو اب معلوم کرو یہ سنکر جناب امیرؓ نے ایک کوڑا اس کے مرکب کے سر پر مارا
اور فرمایا دور ہو خدا تجکو جہنم میں بہو نچائے اور ابن ابی الحدید نے شرح بیح البلاء
میں اور عبد البر نے کتاب استیعاب میں لکھا ہی سبکا خلاصہ یہ ہی کہ جب ابوذر
ربذین بیمار پڑے اور وقت وفات اونکا قریب بہو نجا اور وہ ایام حج کے
تھے تو اونکی زوجہ اُمّ ذرّونے لکین ابوذرؓ نے کہا کیوں روتی ہو اونھوں نے
کہا میں کیونکر نہ روؤں حالانکہ تم جنگل میں اوجاڑ بستی میں انتقال کرتے ہو
اور میرے پاس کوئی ایسا کپڑا ہی نہیں ہی جس سے تمہارا کفن کروں اور
میں کسیو ایسا ہی نہیں دیکھتی جو تمہارے غسل اور دفن اور کفن کا سامان کرے
ابوذرؓ نے کہا تو مت روتا ملینان رکھ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہی وہ فرماتے
تھے جس دو آدمی زن و شوہر کے درمیان میں دو لڑکے یا تین لڑکے مرین ہر
وہ دونوں صبر کریں اور اوسکا اجر خدا سے جاہن تو وہ دونوں آتش ووزخ کو
ہرگز نہ دیکھینگے ہمارے تین لڑکے مرچے ہین بھر میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے
کہ وہ جہنم میں بھی تمہارا فرماتے تھے تم لوگوں میں سے ایک شخص
صحرا میں زمین بے آب و گیاہ میں انتقال کریگا کہ ایک قافلہ موہنین کا
وہاں بہو نچکر اوسکا کفن و دفن کریگا پس اون لوگوں میں سے ہر شخص نے
اپنے اپنے قرین میں رو برو ایک جماعت کے اور ساتھی سب لوگوں کے

انتقال کیا ایک مین ہی باقی رہ گیا ہوں قسم خدا کی مین وہی شخص ہوں جبکہ حضرت نے فرمایا ہے تو جا اور برسرِ راہ لوگوں کو دیکھ ادنیٰ بی بی نے کہا حجاج لوگ سب بیٹے اب راستہ ملتا سو قوف ہو گیا ابو ذر نے کہا تو جا کر دیکھ تو سہی پس یہ جا کر ایک ٹیلہ پر چڑھ گئیں اُمّ ذر کہتی ہیں بکا یک دیکھا مین نے کچھ لوگ اپنے گھوڑو پر اور ادنیٰ نو چار چلے آتے ہیں اور مرکب اون کے مثل گدے کے اور آتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس پہنچے کہنے لگے کیا امانیت ملتی ہے یہی ہے کہا ایک شخص مرد مسلم رہا ہے تم لوگ کفن و دفن اسکا کر سکتے ہو اون لوگوں نے کہا وہ شخص کون ہے مین نے کہا وہ ابو ذر صحابی رسول خدا کے ہیں یہ سن کر وہ بے حد اطمینان اور باپ کے مستعد ہوئے اور ابو ذر کے پاس آئے ابو ذر نے قول پیغمبر خدا اون لوگوں سے بیان کیا اور کہا اگر میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کبر قابل کفن کے ہوتا تو اوس کو اختیار کرتا مگر تم لوگوں کو مین خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ جو شخص تم میں امیر و رئیس اور سردار قوم اور قاصد و عامل ہو وہ مجھ کو کفن نہ دے غرض اون لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس صفت کے ساتھ متصف نہ ہو مگر ایک جوان انصار میں سے ایسا تھا کہنے لگا اے چچا میرے مین ٹکڑے اپنی اس ردائ میں کفن دوں گا اور دو کپڑے میرے پاس اور مین جو میری مانگے ہاتھ کا کاٹا ہوا ہی ابو ذر نے کہا البتہ تمہیں مجھ کو کفن دینا غرض جب وہ مر گئے تو اوس جوان انصاری نے اون کو کفن دیا اور اون لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن مسعود اور مالک بن اشتر بھی ابو ذر کے کفن و دفن میں شریک تھے واضح ہو کہ جناب رسول خدا اس ظلم عثمان کی دینے ابو ذر کو نکال دینا اور اون کا تنائی مین انتقال

۲۴۱
نیک لوگوں کا احباب را
سید عالم ہدایت
فی سلسلہ خیر و صلاح میں
ملوث نیک لوگوں کا احباب را

خبر دادن رسول خدا
زینت الی فریاد

کرنا اپنی حیات میں خبر دیکھتے تھے چنانچہ شرح غزیری میں (جو جامع صغیر کی شرح ہے) لکھا ہے جناب بن جنادۃ الغفاری کنیت ابو ذر طرید امتی ای مطرودہا یطرد و نہ یعیش وحدہ و میوت وحدہ واللہ یبعث یوم القیۃ وحدہ ایسے جناب بن جنادۃ غفاری او نکی کنیت ابو ذر ہی او نکور سو بخدا ہنسے فرمایا کہ میری امت کے لوگ او سکونکا لدینگے اور وہ اوس مقام میں تنہائی کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور تنہا مرے گا اور قیامت کے دن خدا او سکونکا قبر سے اٹھائیگا اور فتح الباری میں مذکور ہے عن ابی ذر قال ان النبی قال لہ کیف انت اذا اخرجت منہ ای من المسجد النبوی قال اتی الشام قال کیف تصنع اذا اخرجت منہا قال اعود الیہ ای الی المسجد قال کیف تصنع اذا اخرجت منہ قال اضرب بسیفی قال الا ادلک علی ما ہو خیر لک من ذلک واقرب رشدًا تسمع و تطیع و تنساق لہو حدیث سا قولہ ایسے ابو ذر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں پیغمبر خدا نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم مسجد نبوی سے نکال دیے جاؤ گے تو اس وقت کیا کرو گے میں نے کہا شام میں چلا جاؤنگا فرمایا اگر وہاں سے بھی نکال دیے جاؤ گے تو کیا کرو گے میں نے کہا پھر مسجد رسول میں چلا آؤنگا فرمایا جب وہاں سے پھر نکال دیے جاؤ گے تو کیا کرو گے میں نے کہا اپنی تلوار سے مارونگا فرمایا میں اس سے بہتر بات تمکو بتا دوں کہ وہ تمہارے حق میں حسن و قریب بصواب ہو گا جو کوئی تم سے کچھ کہے او سکون لینا اور قبول کرنا اور جان لینا وہ لوگ تمکو مسجد میں ولان چلے جانا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ذر نے جو جواب وصیت پیغمبر خدا سے

زیر بنا دیا یہ سنکر لوگوں نے ظمن کرنا شروع کیا عمار نے بھی کچھ لعن کی جب عثمان نے
 سنا تو کم دیا کہ اوںکو بکیر لاؤ جب وہ آئے تو اسقدر اذکو مارا کہ بیوش ہو گئے
 اور بعضوں نے یہ سب لکھا ہی کہ عثمان کا ایک روز ایک قبر مید پر گزرا وہاں بوجھا
 یہ لکھی قبر ہی لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعود کی اور چونکہ عبداللہ کو مارنے کو
 کیا تھا اور اوپر نماز پڑھی تھی اور بموجب وصیت اونکے عمار نے عثمان کو نماز
 کے واسطے خبر نہ کی اسی سبب سے عثمان نے غضبناک ہو کر اسقدر مارا کہ اوںکو
 قفق ہو گیا اور بعضوں نے یہ وجہ لکھی ہی کہ مقداد اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور
 دیگر چند اصحاب رسول جمع ہو کر ایک کاغذ میں احداثات عثمان کو لکھا
 اور اوس میں بہت کچھ نصیحت لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تو اس پر عمل نہ کرے گا تو ہم لوگ
 تجکو خلافت سے معزول کر دینگے وہ خط لیکر عمار تنہا عثمان کے پاس آئے
 عثمان نے اسکو بڑھکر کہا اؤں لوگوں میں سے خاص تھیں لیکر کیوں آئے
 اور بخون نے کہا اس واسطے کہ میں تمہارے تین نصیحت بھی کروں گا یہ سنکر عثمان نے
 غلاموں کو اشارہ کیا غلاموں اونکے ہاتھ اور پاؤں بکڑے بعد اسکے عثمان نے
 اپنے پیروں (کہ اونہیں موزے تھے) اونکے پیروں کے پاس اسقدر مارا کہ عارضہ
 قفق کا ہو گیا اور چونکہ وہ بہت ضعیف کبیرا تھیں اس سبب سے بیوش
 بھی ہو گئے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب تائخیر الظلامہ الی یوم الیقیمین
 لکھا ہر عن سالہ بن ابی الجعد قال ذکر عثمان بنی امیہ فقال واللہ
 لو ان مفاتیح الجنۃ بیدی لا عطیتھا بنی امیہ حتی یدخل الجنۃ
 من عند اخرہم ولا استعملہم علی رغو من رغو فقال عمار بن یاسر

قال عبدالمطلب انشراری فی
 سن بلوغ الاذنان فی الحیات
 الانبیاء فی ترجمہ جلال الدین
 السیوطی قال شیخ عبد القادر
 اشج ای جلال الدین السیوطی بن
 کثیر با مستوی اور صریح ہوئے
 من ذراہ من اسندہ ولا قال
 بلکہ مستوی اور ناقص بنی ہند
 ابوبکر بن صنف فی ذیل کتابہ
 تائخیر الظلامہ الی یوم الیقیمین

فان ذلک یرغوا فیہ قال ارغوا للہ بانفث قال بانفالی بکرم عمر فغضب
فقام الیہ فوطیہ برجلہ فاخلعہ الناس عنہ فبعث الی طلحہ والزبیر
فقال اتیا هذا الرجل فخیرا لا بین ثلاثین ان یقتل او یأخذ ارشاً
او یعفو قال لا والله لا اقبل منہن واحداً حتی یرد رسول اللہ
فامشوا الیہ یمنی سالم بن ابی الجعد سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ عثمان بنی امیہ کا
ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی اگر میرے ہاتھ میں کنبیان ہشت کی ہوتیں تو میں بنی امیہ کو
ویدیتا کہ وہ لوگ یکے سب ہشت میں داخل ہو جائیں اور ہر آئینہ میں اون
لوگوں کو عالم و عامل مقرر کرونگا واسطے خاک پر ناک رگڑنے اس شخص کے
جو خلافت اسکے چاہتا ہے عمار نے کہا یہ بات تیری سیری ناک رگڑنی ہے عثمان نے
کہا خدا تیری ناک کو زمین پر رگڑے عمار نے کہا کہ ابو بکر و عمر کی ناک کو نواز میں پر
رگڑے یہ سنکر عثمان نے غضب میں اگر کھڑے ہو کر لات سے اونکو بڑی مار
ماری لوگوں نے چھڑا دیا تھوڑی دیر کے بعد عثمان نے طلحہ و زبیر کو بلا بھیجا اور
کہا عمار سے جا کر کو تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے یا تو اس مار نیلے عوم
میں مجھے بھی مارے یا دیت لے یا معاف کرے عمار نے جب یہ سنا تو کہا قسم
خدا کی میں انہیں سے کیسے قبول نہ کرونگا تا انکے ملاقات کروں رسول خدا سے
بس اس بات کی میں اوحضرت سے شکایت کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے
حضرت عمار کو معص ظلم و عداوت کی راہ سے مارا اگر یہ مارنا شرعاً جائز ہوتا تو عثمان
کا یہ کہنا کہ اسکے عوض میں قصاص لویا دیت لویا معاف کرو کیا معنی کیونکہ
قصاص و دیت اوس سے لیجاتی ہے جس سے گناہ سرزد ہوا مورث شرعی کے

۴۴
یمنی سالم بن ابی الجعد سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ عثمان بنی امیہ کا ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی اگر میرے ہاتھ میں کنبیان ہشت کی ہوتیں تو میں بنی امیہ کو ویدیتا کہ وہ لوگ یکے سب ہشت میں داخل ہو جائیں اور ہر آئینہ میں اون لوگوں کو عالم و عامل مقرر کرونگا واسطے خاک پر ناک رگڑنے اس شخص کے جو خلافت اسکے چاہتا ہے عمار نے کہا یہ بات تیری سیری ناک رگڑنی ہے عثمان نے کہا خدا تیری ناک کو زمین پر رگڑے عمار نے کہا کہ ابو بکر و عمر کی ناک کو نواز میں پر رگڑے یہ سنکر عثمان نے غضب میں اگر کھڑے ہو کر لات سے اونکو بڑی مار ماری لوگوں نے چھڑا دیا تھوڑی دیر کے بعد عثمان نے طلحہ و زبیر کو بلا بھیجا اور کہا عمار سے جا کر کو تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے یا تو اس مار نیلے عوم میں مجھے بھی مارے یا دیت لے یا معاف کرے عمار نے جب یہ سنا تو کہا قسم خدا کی میں انہیں سے کیسے قبول نہ کرونگا تا انکے ملاقات کروں رسول خدا سے بس اس بات کی میں اوحضرت سے شکایت کرونگا اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے حضرت عمار کو معص ظلم و عداوت کی راہ سے مارا اگر یہ مارنا شرعاً جائز ہوتا تو عثمان کا یہ کہنا کہ اسکے عوض میں قصاص لویا دیت لویا معاف کرو کیا معنی کیونکہ قصاص و دیت اوس سے لیجاتی ہے جس سے گناہ سرزد ہوا مورث شرعی کے

انفاذ میں معذرت کرنا کیا معنی اور اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت
عمار کے نزدیک ابوبکر و عمر کی بھی کچھ حقیقت اور کوئی وقعت نہ تھی کہ ان لوگوں کو
کہا خدا ابوبکر و عمر کی ناک کو زمین پر رگڑے اگر ان دو کو خلیفہ رسول بھیجتے تو ایسا
کلمہ نہ کہتے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اور عثمان کو تو علانیہ برا کہتے تھے
اور خلیفہ رسول نہیں جانتے تھے تو شیخی نے شرح تجرید میں لکھا ہے و ضرب
عمار کان لما روی انہ دخل علیہ و اساء علیہ الا ادب و اغلظ لہ
فی القول یعنی عثمان کا مارنا عمار کو اس واسطے تھا کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور
عثمان کی شان میں بہت کچھ سخت و سست کہتا اور خلیفہ کا کچھ ادب و لحاظ
نہ کیا اور کتاب انسان العیون میں لکھا ہے جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ جب سعد وقاص نے
عمار کی نصیحت کی اور کہا تم جانتے ہو کہ خلیفہ کو معزول کر دو تب عمار نے اپنا عامہ
اوتار کر کہا قسم خدا کی جیسے عثمان کو خلافت سے اس طرح علحدہ کیا جس طرح عامہ کو
اپنے سر سے اور سید نور الدین سمودی نے وقار الوفی باخبار دار المصطفیٰ میں
لکھا ہے جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول خدا نے اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اور
جو جو ضرورت کی چیزیں تھیں وہ سب میاں کی گئیں تو حضرت ابی جابر رکھ کر
خود مستعد ہوئے جب ہاجرین و انصار نے یہ حال دیکھا تو اپنی جاد و نگو اور
عباد نکوا و تار کر مسجد بنانی شروع کی اور کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ
بیٹھے رہیں اور پیغمبر خدا کام کریں اور عثمان کو اپنی صفائی کا بہت خیال رہا
کہ تاہاجب اینٹ اٹھائی تو اپنے کپڑوں سے بجا کر علیحدہ علیحدہ بجا کر رکھا اور جب
رکھا تو آتینوں کو جھار دیا اور ادھر ادھر اپنے کپڑوں کو دیکھا کہ کہیں خاک تو

فضائل انبیا علیہ السلام

حکایت عثمان در
تعمیر مسجد نبوی

نہیں پڑی ہی اگر خاک ہوئی تو فوراً جھاڑ دیا یہ دیکھا کہ جناب امیر مرنے کے کچھ شعر پڑھے
 جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جو شخص مسید بنائے کسی مالت میں ہو خواہ کھڑا ہو خواہ
 بیٹھا ہو چاہیے کہ گرد و غبار کا خیال نہ کرے عمار نے بھی یہ شعر حضرت سے شنکر
 پڑھنا شروع کیا اور انکو یہ نہ معلوم تھا کہ حضرت نے اس شعر سے لکھو مراد
 لیا ہے جب عثمان نے عمار سے یہ سنا تو برہم ہو کر ایک چھری جو پاس تھی او سے
 مار نیکو اٹھایا اور کہا اگر تم اسکے پڑھنے سے باز نہ آؤ گے تو میں اسی چھری سے
 تمہارے منہ میں مار دوں گا جب پیغمبر خدا نے یہ خبر سنی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا
 عمار بن یاسر بمنزلہ میری اوس جلد کے ہے جو میری آنکھ اور ناک کے درمیان ہیں یہ
 اگر اوسکو صدمہ پہنچے گا تو گو یا میری دونوں آنکھوں کے درمیان میں صدمہ پہنچے گا
 یہ سنکر سب لوگ دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے اے عمار پیغمبر خدا تمہارے بارے میں
 غضبناک ہوئے ہیں خوف ہے کہ میں ہم لوگوں پر خدا کی طرف سے عتاب نازل ہوں
 اب انصاف کرنا چاہیے کہ عثمان کے فقط اس کہنے پر اگر تم اس شعر کے پڑھنے سے
 باز نہ آؤ گے تو ہم تمہارے منہ میں اس چھری سے مارینگے رسول خدا کو کس قدر غضبناک
 ہوئے اور لوگوں کو خوف تھا کہ خدا کی طرف سے کہیں عتاب نازل ہو پس یہ ضرب
 و کوب عثمان کی جو عمار کو پہنچی کہ وہ بیہوش ہو گئے اسکی وجہ سے عثمان کا آخرت میں
 کیا حال ہو گا اور پیغمبر خدا کی روح کو کس قدر صدمہ پہنچا ہو گا یہ مارنا عثمان کا
 گو یا پیغمبر خدا کی آنکھوں کے درمیان میں مارنا تھا نہایت تعجب ہے کہ عثمان نے
 باوجود اس حدیث کے سننے کے بھی کچھ خیال نہ کیا اور عمار کو اس قدر مارا کہ وہ
 بیہوش ہو گئے اور پیغمبر خدا کی ایذا کا بھی کچھ خوف نہ کیا شکوۃ میں ہے عن

خالد بن الولید قال کان بینی و بین عمار بن یاسر کلاماً فاعظمت له
 فی القول فانطلق عمار یشکونی الی رسول اللہ ﷺ فجاہ خالد و هو
 یشکوہ الی النبی قال فجعل یغلظ له ولا یزیدہ الا غلظۃ والنبی
 ساکت لا یتکلم فیکے عمار وقال لرسول اللہ ﷺ الا تراه فرفع النبی
 راسہ وقال من عاد اعماراً عاد اہ اللہ ومن ابغض عماراً ابغضہ
 اللہ قال خالد فخرجت فما کان شیئاً احب الی من رضی عمار
 فلعقیتہ ہمارضی فرضی بئس خالد بن ولید سے منقول ہوا ہے کہ میرے اور
 عمار کے درمیان میں کچھ محبت ہوئی پس میں نے بہت کچھ اذکو سخت و سست کیا
 عمار نے جا کر پیغمبر خدا سے شکایت کی راوی کہتا ہے خالد نے بھی پیغمبر خدا سے
 اگر شکایت کی اور بہت کچھ پیغمبر کے سامنے عمار کو سخت و درشت کیا اور پیغمبر
 چپکے سن رہے تھے کچھ نہیں بولتے تھے پس عمار رونے لگے اور حضرت سے کہا آپ
 دیکھتے ہیں اسکی حرکت کو پس حضرت نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا جو شخص
 دشمن کرے عمار سے خدا اوسکو دشمن رکھے خالد کہتا ہے میں وہاں سے چلا آیا پھر
 کوئی چیز مجھکو بہتر معلوم نہیں ہوئی عمار کے راہنی کو نیسے پس میں نے اوسے ملاقات
 کی اور اونکو راہنی کیا اور صحیح ترمذی میں ہے کہ رسول خدا نے عمار کے حق میں
 فرمایا ما خیر عمار بن یاسر بن امیر الا اختار امتدھا اختیار غنیم
 دیے گئے عمار یا سردریان دو امر و نیکے مگر یہ کہ اوتھوں نے اختیار کیا سخت
 اور دشوار تراون دونوں امر و نکا اور پھر اوسی کتاب میں ہے کہ عمار اپنے
 پیغمبر خدا کے پاس بانیکی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا یا ابن نوالہ

شکایت خالد بن عمار

نفاہت عمار بن عمار

ص ۶۲۹
چاپ المصنف

مرحباً الطیب الطیب ابازت دو او سکو ہائے کشادہ ہوا سطلے پاک اور پاکیزہ
 کردہ شدہ کے اور صحیح بخاری میں ہر ان المجنة شفتان ال ثلثة علی و عمار
 و سلمان جنت شتاق ہر تین شخصوں کی کہ وہ علی و عمار و سلمان بن ابی جہش
 بشادت رسول طیب و طاہر ہوا و جنت او سکی شتاق ہوا کی ہی توفیر و منزلت
 ہر کہ غلاموں سے کہیں اسکو بکڑوا و خود کھڑے ہو کر لات سے جوئی سے او سکو اسقدر
 مارین کہ وہ بیہوش ہو جائے اور کثر اعمال میں مذکور ہر عن ابن عباس قال
 رسول الله من يحقر عمارا يحقره الله ومن يست عمارا يسه الله
 ومن يبغض عمارا يبغضه الله یسے ابن عباس سے منقول ہر کہ رسول خدا نے
 فرمایا جو شخص حقیر و ذلیل کرنا ہر عمار کو خدا او سکو حقیر کرنا ہر اور جو شخص کہ سب
 دشمن کرنا ہر عمار کے تین خدا او سپرست کرنا ہر اور جو شخص دشمن رکھنا ہر عمار کو خدا
 او سکو دشمن رکھنا ہر اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منعم حقیقی بنیاد عثمان کو بھی
 قیامت میں حقیر و ذلیل کرے گا اور دشمن رکھے گا کیونکہ عثمان نے عمار کو حقیر و ذلیل
 کیا اور اونے بغض و مداوت کی دنیا میں تو خدا ذلیل کر چکا کہ بعض اصحاب
 رسول نے قتل کیا اور تین روز تک لاش گھومنے پر پڑی رہی اور ایک ٹانگ بھی
 کٹے کھائے اب آخرت کا مرد باقی ہر و لعذاب الآخرة اسند و اسبق
 اور قصہ عبد اللہ بن مسعود کا اس طرح سے ہر سید مرتضیٰ نے کتاب شافی
 میں لکھتے ہیں کہ اہل تواریخ سے روایت کی ہر کہ عبد اللہ بن مسعود کو فہم
 ہر جمعہ میں با و از بلند یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچا کلام متہ آن ہر
 اور سب سے بہتر طریقہ را و ہدایت سو خدا ہی اور سب سے بدتر امر و نکاحی بات

حدیث ۲۴۲
 جلد دوم صحابہ کرام

باب قصہ عبد اللہ بن مسعود

دین میں ایجاد کرنی ہے کہ وہ بدعت ہے اور کل بدعت مگر اسی ہے اور کل مگر اسی کی راہ
 بہنم ہے (اور یہ بات عبد اللہ بن عثمان کی طرف اشارہ تھا) پس یہ وعظ اور کلی سنگر
 ولید غصناک ہوا اور اس قسم کا خطبہ پڑھنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تب ولید نے
 عثمان کو یہ کیفیت لکھ بھیجی عثمان نے عبد اللہ کو اپنے پاس بلوایا بھیجا پس وہ کو فہ
 سے مدینہ میں چلے آئے جب زمانہ انتقال کا اونکے ہوا تو عمار سے وصیت کی کہ عثمان
 میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھے عمار نے اسکو قبول کیا اور ابن مسعود کو دفن کیا اور
 عثمان کو خبر نہ کی ایک روایت میں ہے حبیب ابن مسعود بیمار ہوئے تو عثمان نے
 عیادت کے ذریعہ سے آکر پوچھا تلو کس بات کی شکایت ہے او خون نے کہا
 اپنے گناہوں کی بھر عثمان نے کہا کس چیز کی خواہش رکھتے ہو او خون نے کہا
 رحمت پروردگار کی بھر عثمان نے کہا میں تمہارے واسطے طبیب بلا دیتا ہوں
 عبد اللہ نے کہا میرے طبیب ہی نے مجھے بیمار ڈالا ہے تب عثمان نے کہا میں تمکو
 کچھ مال و زر دیتا ہوں لیلو او خون نے جواب دیا جب محکوم امتیاج تھی تب تو
 تو نے نہیں دیا جب میں اوس سے بے پروا ہوا تب تو دیتا ہے عثمان نے
 کہا تمہاری اولاد کے کام آئیگا او خون نے کہا اون سب کا رزق خدا پر ہے
 عثمان نے کہا تم میرے واسطے دعا کرو اور میرے قصور کو معاف کرو عبد اللہ
 نے جواب دیا میں خدا سے دعا کروں گا کہ تجھ سے مواخذہ کرے اور جو میرے
 حق میں تو نے کیا ہے اوسکا تجھ سے عوض لے اور ملا محسن کشمیری نے کہ علماء
 اہل سنت سے ہر نجات المؤمنین میں لکھا ہے مٹھا آنہ وقع منه امور منکرۃ
 فی حق الصحابة فضرِب ابن مسعود حتى کسر ضلعین من اضلاعہ

سوال و جواب عثمان
 و عبد اللہ ابن مسعود
 علیہ السلام
 نقلت من الروایۃ واتی بعد انما
 قبل الاولی فی الاول وانی فی
 انما من مطالع عثمان وانی

واحدی مصحفہ یعنی بعض احداثات عثمان سے یہ کہ بہت سے اسور برس
 حق میں صحابہ کے کسر زد ہوئے جیسے ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلیاں
 اسکی شکستہ ہو گئیں اور قرآن کو اونکے چھین کر جلا دیا اسکے بعد ملا حسن نے اسکا
 جواب لکھا ہے جو محض خرافات ہی اور اسکی تردید ہم طعن اول میں کر چکے ہیں
 اور ابن قتیبہ نے کتاب معارف میں عثمان کے حال میں لکھا ہے کہ عثمان نے
 عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنے پاس بلا لیا جب وہ آیا تو اسکو چار لاکھ
 درہم بیت المال سے دیے عبداللہ بن مسعود نے یہ دیکھ کر عثمان کو کچھ کہا پس
 عثمان نے اوکو اسقدر مارا کہ دو پسلیاں شکستہ ہو گئیں واضح ہو کہ
 عثمان نے عبداللہ بن مسعود کو شل ابو ذر کے اخراج بلذ بھی کر دیا ہے چنانچہ
 استیعاب میں لکھا ہے عن زید بن وہب قال لما بعث عثمان الى
 عبد الله بن مسعود يامرہ بالخروج عن المدينة اجتمع عليه الناس
 وقالوا اقرو ولا تتخرج ونحن نمنعك ان يوصل اليك شئ تكلم به
 منه فقال له هو عبد الله ان له على طاعة فانها ستكون امور
 وفتن لا احب ان اكون اول من فتحها فخرج الناس وخرج اليه
 زید بن وہب سے منقول ہے کہ جب عثمان نے عبداللہ بن مسعود کو مدینہ سے
 نکلوانیکا حکم دیا تو لوگ عبداللہ کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے تم مت جاؤ
 ہمیں رہو ہم لوگ تمہاری مدد کریں گے کوئی برائی تم تک نہ آنے دینگے عبداللہ نے
 کہا جو اسنے حکم دیا ہے اسکا قبول کرنا محکوم لا بد ہے اور میں دیکھتا ہوں قریب
 ہے کہ فتنہ و فساد برپا ہو میں نہیں چاہتا کہ اوس باب فساد کو پہلے میں کھولوں

ص
 زید بن عبد اللہ بن مسعود
 اخراج کیا کردن عثمان
 عبداللہ بن مسعود را

پس لوگوں کو مجھ پر دیا اور آپ چلے گئے تھے نہ کہ یہ نکال دینا عثمان کا عبد اللہ بن مسعود کو کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہو کیونکہ عثمان کی عادت یہی تھی چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہی امیر مومنان عثمان را دستور سے چنان بود کہ چون کے باز جادہ اطاعت او بیرون نہادی اور ابلائی جلا بٹلا ساختی و بکرت غریبش انداختی اس مقام پر یہ کیا عظیم اہمیت کا قابل تماشہ دیکھنے کے ہو کہ جب شیخے بعض منافقین صحابہ کی شان میں جنکا اتفاق پایہ ثبوت کو معلوم یقین ہو چکا ہو کہتے ہیں تو یہ لوگ کس قدر برہم ہوتے ہیں اور آمادہ قتل ہوتے ہیں بلکہ بعض علمائے انکے لکھا ہو کہ جو ایک کو بھی صحابہ سے بُرا کہے وہ کافر ہو مگر جو عثمان نے ایسے ایسے اصحاب بلیل القدر کو جنکی فضیلت مجمع علیہ فریقین پر زرد و کوب کی کہ کوئی بہوش ہو گیا کیسے پہلو کی ہڈی شکستہ ہو گئی کیسکو انقض مواضع میں نکال دیا کہ غربت میں اسنے انتقال کیا تو عثمان کو یہ لوگ کچھ نہیں کہتے بلکہ خود ہی تو ہیں اور تعمیر ان اصحاب بلیل القدر کی کرتے ہیں اور افعال و سیمہ کے ساتھ انکو منسوب کرتے ہیں اور کچھ تعظیم و توقیر صحابہ رسول کی نہیں کرتے بلکہ انکو قابل اسی تو ہیں کے سمجھتے ہیں جیسا کہ شاہ صاحب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ تنظیم و توقیر کل صحابہ کی جو یہ لوگ فرض سمجھتے ہیں وہ محض سانی ہی بلکہ تنظیم و توقیر اوعین لوگوں کی انکے نزدیک ہو چو منافقین تھے اور اوعین کے عیبوں کے چھپانے کے واسطے کیا کیا کوششیں کرتے ہیں اور اپنی عمر بزرگوں کو شب و روز اس میں صرف کرتے ہیں انکے مان باب کے عیب چھپانے کو کیا پیغمبر کے مان باب بھی سزاؤ اللہ کا قرتے انکے لگنا ہونکے چھپانے کو

محمد ۲۶۳
جلد دوم باب اول

کیمیا و شمس

۵
واقع ہو کر اس درایت میں
اور درایت صاحبان میں لایق
میرزا بن مسعود کا ذکر میں
انتقال کرنا کہ جو خاتون ہو
کیونکہ چوکتا ہو کہ چوکتا ہو
عثمان کے کسی عیب سے دور
پس چلتے ہیں اور میں
انتقال کیا ہو ۱۲

کہ امام کو معصوم ہونا ضرور نہیں ہر فاسق و فاجر بھی امام ہو سکتا ہے عثمان سے
جو جو برعین اصحاب کے حق میں ہوئیں اور سکے چمبا نیکو گما یہ لوگ قابل اسی
سلسلہ کے تھے مگر علمائے شیعہ نے حقیقت حال بیان کر دیا اور حق کو باطل سے
جد کر دیا ہر چند اہلسنت نے منافقین کے امر و نکر درست کرنا چاہا مگر ٹھیک نہوا
ع و لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اگر عثمان کے یہ سب افعال
نا جائز نہوتے تو اصحاب رسول کسی دشمن نہوتے اور عثمان کے قتل میں شریک
نہوتے چنانچہ مورخین لکھتے ہیں کہ جب عثمان کو خلافت ہوئی تو بہت سے
اصحاب کو ناگوار تھا اس واسطے کہ عثمان کو اپنے عزیز و نکا بہت خیال رکھتا تھا
اور بنی اسیدہ کے ساتھ جگہ رسول خدا سے کچھ واسطہ دوسرے و کار نہ تھا بہت کچھ
سلوک کیا اور جو لوگ عثمان کی طرف سے جا بجا صوبہ تھے اونکے ظلموں کی خبریں
برابر عثمان کے بیان ہوئی کرتی تھیں اور اصحاب رسول عثمان پر اس امر پر
عتاب کرتے تھے مگر عثمان نے کچھ خیال نہ کیا اور ان لوگوں کو معزول نہ کیا ہانگنا
کہ تمام اپنے عزیزوں کو اور بھائیوں کو والی اور حاکم کر دیا عبد اللہ بن ابی سرح کو
(جو رضاعی بھائی تھا) والی مصر کیا دو برس تک وہ مصر میں رہا استغنی
ہی عرصہ میں اس نے دہان وہ ظلم کیے کہ تاب صبر و تحمل کسی میں نہ رہی آخر
اہل مصر نے اگر عثمان سے شکایت کی اور استغناء کیا تب بھی خلیفہ صاحب
نے کچھ خیال نہ کیا آخر الامرات سوا اہل مصر اپنے شہر سے نکلے اور اگرچہ حبشہ
میں جمع ہوئے اور اصحاب رسول سے سب ظلموں کو عبد اللہ کے بیان کیا
اور سوقت جناب امیر متعہ جند اصحاب کے دہانے اور عثمان کے

قصہ عثمان و بنی اسیدہ
و کتبہ زندہ ندان عثمان

خالق خالین ازی فی سالیہ
اساتیر ابن سوریہ
ازاد الہیہ خالین خالین
تخلین خالین خالین
سورہ مداحہ

پاس آئے اور فرمایا یہ لوگ آئے ہیں جانتے ہیں کہ تو عبد اللہ کو سعد دل کر کے اسکی جگہ
 دوسرے کو بھیج اور اس با یرمین انصاف کو ہاتھ سے نہ دے او سو قت عثمان نے ناچار
 ہو کر کہا اچھا اسکو تم لوگ تجویز کرو اسکو ہم بھیج دیں لوگوں نے محمد بن ابی بکر کو تجویز
 کیا عثمان نے او کو خط لکھ کر روانہ کیا اور عبد اللہ کو سعد ولی نامہ لکھ دیا عرض محمد
 بن ابی بکر چند مہاجرین و انصار کے ساتھ روانہ ہوا مگر جب تین منزل مریہ سے
 نکل گئے تو دیکھا کہ ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار چلا عاتبا ہی اور دیوانہ وار گھبرا یا
 ہوا ادھر ادھر دیکھتا جاتا ہی اصحاب نے جا کر اسکو پکڑا اور پوچھا تو کہاں
 جاتا ہی کیا بھاگا جاتا ہی خلاصہ اسنے کچھ ایسا گول مال بیان کیا کہ اون لوگوں کو
 شبہ ہوا اسکو پکڑ کے محمد بن ابی بکر کے پاس لے آئے اونھوں نے پوچھا تو کسکا
 غلام ہوا اسنے کبھی تو کہا میں غلام امیر المؤمنین کا ہوں اور کبھی کہا مردان کا غلام
 ہوں عرض لوگوں نے پوچھا کہ یہ عثمان کا غلام ہے تب محمد بن ابی بکر نے پوچھا
 کہاں جاتا ہی اسنے کہا عامل مصر کے پاس پیام لیکر جاتا ہوں اونھوں نے کہا
 کوئی خط بھی ہوا اسنے کہا نہیں تب اون لوگوں نے اسکے پاس ٹھونڈا شروع
 کیا مگر نہ پایا آخر ایک ڈوہی سوکھی ہوئی ملی حبیب اسکو بلایا تو اسمین کوئی چیز
 کھ کھڑائی تب اسکو خوب بلایا مگر وہ چیز باہر نہ نکلی آخر اسکو جاک کر کے نکالا
 دیکھا کہ ایک خط عثمان کا عبد اللہ کے نام سے ہی محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو جمع کیا
 اور یکے سانسے اس خط کو جاک کر کے پڑھا اسمین لکھا تھا اے عبد اللہ حبیب
 میرے پاس محمد بن ابی بکر اور فلان فلان مہاجرین اور انصار میں سے جائیں تو
 تو اون سب کو قتل کر ڈالنا اور اپنی جگہ پر مستقل باقی رہنا اور جو لوگ ہمارے پاس

فوائد عثمان محمد بن
 ابی بکر را بصر

ملاقات عثمان از غلام
 عثمان در راہ

ضمیمہ خط عثمان

دہلے تیری شکایت لیکر آئیگا قصد کریں تو تو ان سب کو قید کرنا خلاصہ جب ادن لوگوں نے
 اس مضمون کو پڑھا تو بہت شاق گذرا اور ادن سب میں ایک تملکہ پڑ گیا آخر وہ
 سب کے سب وہیں سے اٹھ کر چلے اور مدینہ میں پہونچ کر طلحہ وزیر اور حضرت امیر اور
 سعد وغیرہ کو اصحابِ رسول سے جمع کیا بعد اسکے وہ خط کے ساتھ نکلا گیا اور
 پڑھا گیا اور سوقت کوئی ایسا نہ تھا جسکو عثمان کے اوپر غصہ نہ آیا بلکہ اور رنج نہ ہوا
 خصوصاً جو عثمان سے ابو ذر اور ابن مسعود اور عمار کے حق میں ازینین پہونچی تھیں۔
 اس سے اور بھی لوگ رنجیدہ تھے آخر کار لوگوں نے جاکر عثمان کو گھیر لیا اور سوقت
 حضرت امیر مع طلحہ وزیر و سعد و عمار و دیگر چند اصحاب کے عثمان کے پاس آئے
 اور خط اور اونٹ اور غلام کو ساتھ لیتے آئے بعد اسکے جناب امیر نے عثمان سے
 فرمایا یہ غلام تیرا ہی جواب دیا ہاں فرمایا یہ اونٹ تیرا ہی کہا ہاں پھر فرمایا یہ خط
 تو نے لکھا ہی عثمان نے قسم کھا کر کہا میں نے نہیں لکھا ہی اور نہ میں جانتا ہوں
 حضرت نے فرمایا اس خط پر مہر تیری ہی عثمان نے کہا ہاں تب حضرت نے فرمایا
 یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تیرا غلام تیرے اونٹ پر سوار ہو کر وہ خط جس پر تیری مہر ہو
 لیکر جائے اور جسکو خبر نہ ہو عثمان نے کہا شاید مروان نے لکھا ہو گا (اور مروان
 اور سوقت عثمان کے گھر میں تھا) تب ادن لوگوں نے کہا اچھا مروان کو ہمارا
 حوالے کر کہ ہم اس سے اس امر کو دریافت کریں عثمان نے مروان کے
 دینے سے انکار کیا تب وہ لوگ غضبناک ہوئے اور رنجیدہ ہو کر دہلے چلے
 آئے اور کہنے لگے بغیر اسکے چارہ نہیں ہے کہ عثمان مروان کو ہمارے حوالے کرے
 کہ ہم اس امر کو دریافت کریں اگر مروان نے حکم عثمان لکھا ہی تو بیاہم مناسب

دیگر درنگے اگر دفن کرادیا تو کیا فسرر با بلکہ اور وبال ہو گیا و لنعم ما قبل

تجلیت بتعلت و لو عشت تغلبت

لثالث من الفن وبالکل قصرت

اور اسی طرح عمر نے بھی اپنے مرئی کے پہلے ہی سے اسکی پیشبندی کی کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو

عائشہ کے پاس مہجرا اور پہلوے رسول میں دفن ہونگی اجازت طلب کی جب

عائشہ نے اجازت دی تو کہا کہ مجھ کو بڑی فکر ایسی تھی الحمد للہ کہ وہ تمنا میری

برآئی جیسا کہ صبح بخاری میں ہے تو ایسی حالت میں زبردستی دفن ہونین کیا فخر ہے

بلکہ اور وبال ہے

دون شود از قرب زرگان خراب

جیفہ و ہدیوے بد از آفتاب

خانہ گمبذین اگر لات و ہیل کو کفار نے رکھ دیا تو ان بتون کے واسطے کوئی بزرگی

نہیں ہوگی منقول ہے کہ فضال بن حسین نے ابو حنیفہ سے کہا اے ابو حنیفہ میرا

ایک بھائی ہے وہ کہتا ہے کہ بعد رسول خدا کے افضل ترین خلایق علی ہین اور میں

کہتا ہوں نہیں ابو بکر ہین تم اس امر میں کیا کہتے ہو ابو حنیفہ نے حمزوی دیر تامل

کر کے کہا کہ ابو بکر و عمر کی فضیلت اور بزرگی میں یہی کافی ہے کہ یہ دونوں پہلوے

رسول میں دفن ہین فضال نے کہا میں نے اپنے بھائی سے یہ جواب کہا تھا اونے

کہا اگر وہ زمین ملک پیغمبر کی تھی تو ان دونوں نے ظلم کیا کہ دوسری زمین میں

بتیرا دن اپنے دفن ہونیکا حکم دیئے اور اگر وہ زمین انہیں دونوں کی تھی اور

پیغمبر کو مہر کرویا تھا تب بھی خلاف حکم شہر کیا اور گناہ کیا کہ مہر کر کے

پھر لیا ابو حنیفہ نے پھر حمزوی دیر سر نہجکا یا اور سوچکر کہا یہ دونوں اپنی

بیٹیوں کے حق میں جو پیغمبر سے میراث نبو بھی تھی دفن ہوئے فضال نے کہا میں نے

ع
عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

عبداللہ بن عباس و سلمان بن محمد

ناگ بھی کٹے بھاگے اور حضرت امیر دہان موجود تھے کیون حضرت نے عثمان پر
 ناز نہ برسی اور دفن نہ کیا دوعال سے خالی نہیں ہی یا تو کہو کہ عثمان کو حضرت امیر
 قابل دفن کے اور نماز کے نہ جانتے تھے پس یہ میں مطلب ہمارا ہی یا کہو کہ حضرت نے
 بسبب خوف اون لوگوں کے جنہوں نے عثمان کو قتل کیا تھا دفن نہ کیا پس یہ میں
 تفسیر ہی جس سے اہل سنت انکار کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح جناب امیر نے
 خوف سے ان لوگوں کے جنہوں نے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور ان کے ہوا خواہ تھے
 حضرت امیر سے ولین کینہ رکھتے تھے اگر ان ثلثہ سے جہاد نہ کیا ہو تو کیا معنی اٹھ ہی
 بیان پر ایک حکایت نہایت لطیف ہو چکا لکھنا مناسب معلوم ہوا کتاب صراط مستقیم
 لکھا ہو کہ ابن جوزی بڑا عالم اہل سنت کا تھا ایک روز بدعت مقابلہ و ہمسری عالم
 علم ربانی واقف اسرار بزدانی یعنی علی عمرانی کے منبر پر جا کر لوگوں سے
 کہنے لگا سلوٹے قبل ان تفقد و نے پوچھو تم لوگ مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو قبل
 اسکے کہ مجھ کو باؤ پس اوس مجلس میں سے ایک عورت اوجھ گھڑی ہوئی اور
 کہنے لگی لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب سلمان نے مدائن میں انتقال کیا تو حضرت
 امیر کو باعجاز خبر ہوئی پس وہ حضرت اوسی وقت شب کو باعجاز مدینہ سے
 مدائن تشریف لائے اور سلمان کو غسل دیا اور کفن کیا اور او بنبر نماز پڑھی
 اور دفن کیا اور پھر اوسی شب کو باعجاز مدینہ میں واپس گئے حالانکہ مدینہ
 مدائن ایک مہینے کا راستہ ہے ابن جوزی نے کہا ہاں یہ روایت صحیح ہی تب
 اوس ضعیف نے کہا یہ بھی لوگ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان مدینہ میں
 مارے گئے تو تین روز تک لاش گھورے پر پڑی رہی اور حضرت امیر وہیں موجود تھے

حکایت لطیف

مگر کفن و دفن نہ کیا اور نہ عثمان پر نماز پڑھی اسکی کیا وجہ یہی ہے شکر عالم صاحب بہت گھبرائے اور کچھ جواب نہ آیا تب شرمندگی مٹانیکو کہنے لگے اگر تو اپنے شوہر کی اجازت سے یہاں آئی ہو تو اوپر بہر نعمت خدا کی کہ اس مجمع میں اسنے عجاوہ انیکا حکم دیا اور اگر تو بے اجازت شوہر کے یہاں آئی ہو تو تجھے نعمت خدا کی کہ اتنے لوگوں کے درمیان میں تو یہاں آئی اور کس عورت نے کہا کہ عائشہ جو حضرت علی سے لڑنیکو لشکر کے مجمع کے ساتھ بصرہ گئی تھیں تو پیغمبر خداؐ نے انکو اجازت دی تھی یا خود ہی بلا اجازت تشریف لیکئی تھیں یہ شکر ابن جوزی دم بخود ہو گیا کچھ جواب نہ بل سکا طیلوت چہارم مثل او پر طعن مشترک کے مردان میدان شجاعت و دلاوری و شیرانِ نیستان جو انفرادی و بہادری پر واضح و روشن ہو کہ حضراتِ ثلاثہ جنگو اہلسنت اپنا امام اور پیشوا جانتے ہیں اور خلیفہ ہوا جب اطلاع سمجھتے ہیں انوکا مال زمانہ رسوخدا میں یہ تھا کہ جب کسی جنگ میں ان صاحبونکو حضرت بجلتے تھے تو ہنگام معرکہ کارزار اور وقت گیر و دار جب شرمین و کفار سے مقابلہ ہوتا تھا اور کہیں ٹیڑھی بڑباتی تھی تو یہ حضرات رسوخدا کو مجمع کفار میں تنہا جوڑ کر اپنی جانیں بجا بجا کر بھال کر مے ہوتے تھے اور ایسا بدو اس بھاگتے تھے کہ ہر چند رسول خداؐ بکارتے تھے اے این یا معشر المسلمین اے این یا اصحاب البقرۃ مگر کوئی صاحب خیال نہ کرتے تھے بہت صاحبوں کا تو تین تین روز ناک پتا نہ ملتا تھا حضرت فرماتے تھے لقد ذهبوا فیہا عریضۃ بہت لمبے جوڑے تم لوگ بھاگتے کتب تواریخ حاضرین بھلا اہلسنت بتلا میں تو کس کا فر کو انکے ثلاثہ نے میدان میں

فرزندانِ جنگ

جنگ میں زیرِ شہر کیا ہی مارنا توجب ہوتا کہ ثابت قدم رہتے بھاگنے والا کسی کو کیا
 مارے گا اب تفصیل اسکی ہم انجین کی کتابوں سے لکھتے ہیں تاریخ انجیس میں ہے کہ قال
 ابو بکر لما صرَّف الناس یوم احد عن رسول اللہ فکنت اول من جاء
 بیض ابوعاتم کما ہی ابو بکر نے کہا جب احد کے روز رسول خدا کو چھوڑ کر لوگ بھاگ گئے
 اور بعد بھاگنے کے میرے تو میں بکے پہلے پیغمبر خدا کی خدمت میں اگر موجود ہوا اور
 در مشورہ میں سیوطی نے لکھا ہے قال لما کان یوم احد هن منا فخرت
 حتہ صعدت الجبل وقدر ایتنے انزو کا فی ادویۃ بیضی عمر نے کہا اُمید
 کی لڑائی کے روز ہم لوگوں نے شکست کھائی اور میں بھاگ کر ہار گئے اور پر
 جزیرہ گیا اور اس ہار پر میں اس طرح اور بکلتا تھا ج طرح ہار کی بکری اور بکنتی ہر
 اور تفسیر کبیر میں بھی ہے ومن المنهزمین عمر الا انه لم یکن من اوائل
 المنهزمین بیضی بھاگنے والوں نے حضرت عمر بھی تھے مگر یہ کہ بکے پہلے نہیں
 بھاگے اور صحیح بخاری میں جنگ بنین میں لکھا ہے وانهم من المسلمون واهل
 معہم فاذا بعروین الخطاب فی الناس فقلت له ما شان الناس
 قال امر الله قتادہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور
 میں بھی بھاگ گیا دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں میں عمر بن خطاب بھی تشریف
 رکھتے ہیں میں نے کہا یہ کیا حال ہوا لوگوں کا عمر نے جواب دیا جو خدا کو منظور تھا
 وہ ہوا اور عثمان کا بھاگنا احد سے تو بصریح نام صحیح بخاری میں بھی موجود ہے
 کہ ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا اهل تعلم ان عثمان فتر یوم احد قال
 نعم تم جانتے ہو عثمان نے احد کے روز لڑائی سے فرار کیا تھا ابن عمر نے کہا

حد ۳۱
 جہاد مصر

در تفسیر سورہ آل عمران

حد ۶۱۸
 جلد دوم باب میر خد

حد ۵۲۳
 جہاد میر خد

ص ۲۰۲
چاپ پیر

بن جاک گئے تھے اور بصرہ صبح بخاری میں ہو قال رجل للبراء بن عازب
افردت عن رسول الله يوم حنين قال لكن رسول الله لم يفتر
يئس برا بن عازب سے کسی شخص نے بوجھا کیا تم سب جنگ حنین میں رسول خدا کو
تھا چھوڑ کر جھاگ گئے تھے اونے کہا کیا ہوا رسول خدا تو نہیں بھاگے اور تاریخ
انجیس میں ہے روایۃ لویق معہ علیہ السلام الا ربعة ثلثة ممن
بنی ہاشم علیہ والعباس وابوسفیان بن الحارث وواحد من
غیرہم وہو عبد اللہ بن مسعود یئس ایک روایت میں آیا ہے کہ سب
لوگ جھاگ گئے پیغمبر خدا کے پاس نقطہ چار آدمی رہ گئے تین بنی ہاشم سے
علی اور عباس اور ابوسفیان بن حارث (جو آنحضرت کے چھوٹی زاد بھائی تھے)
اور ایک غیر بنی ہاشم سے یئس عبد اللہ بن مسعود اور یہ روایت مواہب لدینہ
اور فتح الباری میں بھی موجود ہے اور روضۃ الصفار میں لکھا ہے در بعضی از
کتب بنظر رسیدہ کہ در ان روز ہولناک خالد بن ولید از کمین گاہ بیرون
آمدہ نزدیک لشکر اسلام اصحاب را گرد حضرت نبویؐ ندید بانگ بر سر کان
زد کہ گیسو پر این شخص را کہ طالب اوید کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ جنگ
کردند اصحاب رو گردیدند و ندو در خدمت آن سرور بنیہ از امیر المؤمنین
علیؑ و ابو طالب و سہل بن صیف دیگرے مانند حالت غشی بر آن حضرت
طاری شدہ چون اندک افاقتی رو نمود از علیؑ پرسیدم دم چہ کردند گفت
نقص نمود و نمودہ فسار کردند حضرت فرمود ہم جمعی کہ قصد من دارند کفایت
کن اسد اللہ تیغ کشیدہ در دوسے بر مخالفان نہادہ ایشان را منہزم ساخت

ص ۲۰۱
جلد دوم چاپ پیر

و بخیرت سید رسل و ہادی بل معاودت نموده وید کہ جسے دیگر قصد آن حضرت دارند آہنگ آن فرقه کرده ایشان نیز و بگریزند و در آن زمان کہ حضرت امیر با کفار مبارزت می نمود ابو دجانہ و سہل بر بالائے سر آن سرور ایستاده بودند و آن حضرت را محافظت می نمودند و در بعضی روایات آمده کہ زید بن اسید بن وہب از عبد اللہ بن مسعود پرسید کہ چنان شنیده ام کہ در روز احد بغیر از علی و ابو دجانہ و سہل بن حنیف کسی نزد پیغمبر نمانده بود بعد از ساعتی ماصم بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمده در خدمت خیر البشر کمر بستند ایما این خبر بیان واقع است گفت بے پرسیدم کہ ابو بکر و عمر کجا بودند گفت ایشان نیز گمشده رفته بودند و در روز سوم از جنگ بخیرت آن سرور قاتل شدند حضرت رسول فرمودند بدینیکہ درین واقعہ بعرض رفته اید و در بعضی از اخبار آمده کہ عثمان بن عفان با دو کس از جنگاہ بیرون رفته راہ گم کردند و بعرض رسیدہ بعد از ستر روز بخیرت حضرت رسالت پناہی آمدند حضرت فرمود لغد ذہبتو فیہا کعدیضۃ او رجال الدین نے روضۃ الاحباب میں اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوة میں اور ملا معین نے سیر میں لکھا ہے جیسا مطلب یہ ہے کہ جب احد کے روز سب مسلمان ہماگ گئے اور رسول خدا کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرت کو غصۃ آیا دیکھا کہ حضرت امیر پہلو میں کھڑے ہیں فرمایا ای علی تم بھی ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں چلے گئے جناب امیر نے جواب دیا یا رسول اللہ م لا کفر بعد الایمان ان لے بائ اسوۃ یا رسول اللہ ایمان کے بعد کیا میں کفر اختیار کرتا میں تو

ابجا پیر اور نابعدار ہون ان روایتوں کے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرات ثلثہ
 لڑائیوں سے برابر جھگڑائے اسکا کوئی شکی انکار نہیں کر سکتا آب معلوم کرو
 کہ جناب امیر نے اس جھگڑنے کو کفر کہا ہی جیسا اور بیان ہوا اور یہ جھگڑنا گناہ
 کبیرہ بلکہ اکبر کہا ہے اور ابن عمر نے بھی اس جھگڑنے کو گناہ عظیم کہا ہے اور یہ جھگڑنا
 علامت نفاق کی ہے اور پیغمبر خدا نے جھگڑنے والوں پر لعنت کی ہے اور خداوند
 جبار نے جھگڑنے والوں پر عتاب فرمایا ہے وکیل ان دعویٰ کی یہ ہے حضرت الدین راہی نے
 لکھا ہے واعلم ان هذا الذنب لا شاك انه كبيرة لا تعرفه الا خواص رشح
 نص الرسول وصارت تلك الحافلة سببا لاهتمام المسلمين وقتل
 جمع عظیم من اکابر ہر معلوم ان کل ذلك من باب الکبائر وایضا
 ظاہر قولہ نعم ومن یوتهم یومئذ دبرہ یدل علی کونہ کبیرۃ یعنی
 جان تو کہ یہ گناہ (یعنی جھگڑنا) بیشک گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اون لوگوں نے
 صریح رسول کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی مسلمین کے شکست کھانی
 اور ایک جماعت کثیر اصحاب کبار کے مارے جانے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ
 سب باتیں گناہ کبیرہ میں سے ہیں علاوہ اسکے قول خدا کا (ومن یوتهم یومئذ دبرہ)
 یعنی دبرہ) بھی دلالت کرتا ہے کہ یہ جھگڑنا کبیرہ ہے اور کتاب شعیب
 میں اور خصائص نسائی میں مذکور ہے کہ ابن عمر نے کہا امتا عثمان خانہ
 اذنب یوم احد ذنبا عظیما یعنی عثمان نے احد کے روز بہت بڑا گناہ کیا
 اور مشکوۃ میں علامات نفاق میں اور کبار میں لکھا ہے واللتو تے یوم النحف
 یعنی لڑائی سے جھگڑنا علامت نفاق کی ہے اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں

قال ابن القلاء من یوتهم
 یومئذ دبرہ الا انما یقتل
 او یقتل ان یقتل ان یقتل
 من امراء و اولیاء و غیرہ

ص ۶۳
 جہاد لاہور

ص ۹
 جہاد دہلی

ص ۹
 کتاب القواعد
 نزہۃ احمد

لکھا ہے قیل انہ علیہ السلام سب الذین اٰمنوا یومر اُحد و ذیہر عثمان بن
 عفان بیٹے یسعون نے کہا ہے کہ رسول خدا نے جو لوگ آمدین بھاگ گئے تھے اور ان
 سب پر سب کیا ہے اور ان سب میں عثمان بھی تھے اور حق تعالیٰ قرآن مجید میں
 فرماتا ہے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحتضرون یا ذنہ حتمۃ اذ افسناکم و
 تنازعکم فی الامر و عصیتم من بعد ما ارکم ما تحبون منکم من یرید
 الدنیا و منکم من یرید الآخرة تحقیق یہ کما اللہ نے جو وقت کہ تم لوگ
 باجائز نہ ادا و ان لوگوں کا استیصال چاہتے تھے یہاں تک کہ میں اور نامردی
 اختیار کی تم لوگوں نے اور غنیمت کے لینے میں تم لوگوں نے تہ ازع کیا اور گناہ
 اور نافرمانی تم لوگوں نے کی بعد اسکے کہ مکلا و ماتم لوگوں کو جس چیز کو دوست
 رکھتے تھے بغض تم میں سے دنیا کو چاہتے ہیں اور بغض تم لوگوں میں سے آخرت کو
 چاہتے ہیں اکثر اہل سنت جواب دیتے ہیں کہ یہ گناہ (یعنی فرار عن الرحمن) جو
 اصحاب سے واقع ہوا اسکو خدا نے معاف کر دیا اور آیت ولقد عفا اللہ
 عنہم سے استدلال کرتے ہیں جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے ہم کہتے ہیں
 کہ عنہم میں ضمیر جمع مذکر غائب کی ہو مین شخص برہمی یا زیادہ بر لا علی النعین
 اطلاق ہو سکتا ہے استغراق لازم نہیں ہے اور کچھ لوگوں سے معاف ہونا اور
 کچھ لوگوں سے معاف نہ ہونا ان دونوں امر و نہیں کچھ منافات نہیں ہے اور
 استغراق اور عموم کا دعویٰ کرنا محتاج دلیل ہے علاوہ اسکے اگر ہم اس مقام پر
 عموم کو مان بھی لیں تو ہر لڑائی میں باوجود اصرار فرار بار بار بخشد یا کسانے
 ثابت ہوتا ہے اُحد میں خیر میں حنین میں ہر لڑائی میں تو خدا کا کیے ایک خطا

صدورہ ام رکھو

چاہ اہل سنت فرما
 کہ یہ گناہ کبیرہ ہے

وخطا میں خطا کس کس خطا کہ خدا معاف کرنا اگر اسکو بھی مان لین تو ہم کہتے ہیں کہ اس معاف کر دینے سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ خدا نے عذاب آخرت کو بھی ان لوگوں سے معاف کر دیا ہو سکتا ہے کہ خدا نے فقط عذاب دنیا ان لوگوں کو محفوظ رکھا ہو نہ عذاب آخرت سے جیسا کہ خدا نے قرآن میں (اون لوگوں کے بہ نسبت جنھوں نے اسارا ہی بدر کے بارہ میں جزیہ لیکر چھوڑ دینے کو کہا تھا) فرمایا ہی تریدون عرص الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم اول کتاب من اللہ سبق لمستم فیما اخذتم عذاب عظیم منقول ہے کہ جناب بدر میں جب اسرا سے بدر کہ وہ نشر آدمی تھے مقید ہو کر رسول خدا کے پاس حاضر کیے گئے تو بعض اصحاب نے کہا یا حضرت انہی جزیہ لیکر چھوڑ دیجیے کہ ہم لوگ اس مال سے نفع اور عبادین انکے مار ڈالنے سے کیا مانگا اور بعض اصحاب نے کہا یہ کافر ہیں انکو قتل ہی کرنا چاہیے آخر حضرت نے اوغین لوگوں کی رائے پر چھوڑ دیا پس اون سب لوگوں نے جزیہ لیکر سب کا چھوڑ دیا اور سوقت یہ آیت باعتبار نازل ہوئی جبکا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ مال دنیا آئے اور خدا چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو ثواب آخرت حاصل ہو اور خدا عزیز و حکیم ہے اگر نوشتہ خدا پہلے سے نہوتا تو ہر آئینہ نازل ہوتا تم لوگوں پر بسبب جزیہ لینے کے بہت بڑا عذاب اس سے ظاہر ہوا کہ خدا نے ان لوگوں کو عیش و جوش سے عذاب دینا سے محفوظ رکھا اور معاف کر دیا اگر ہم یہ بھی مان لین تو ہم کہتے ہیں کہ معاف کر دینے سے خدا کے فضل ان لوگوں کا نہ درج نہو جائیگا اور ظعن سے یہ حضرات بری نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا کے معاف کر دینے سے اون لوگوں کا

پیغمبر کو کفار میں جھوٹ کر جہاد سے بھاگ جانا یہ فعل اچھا نہیں رہا معاف کرنا تو خدا کا کام ہی جو ان لوگوں نے کون اچھا کام کیا تھا اور شیعوں کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو لوگ ایسے تھے کہ سانس پیغمبر کے گناہ کبیرہ کیا کرتے تھے سلسلہ عدالت سے باہر تھے پیغمبر کی مخالفت کیا کرتے تھے ان کے علم کو نہیں مانتے تھے باوجودیکہ حضرت پکارتے تھے اذکر وہ مسلمین کمان بھاگے جاتے ہو پھر اوگر کوئی صاحب خیال میں نہ لائے تھے تو بعد پیغمبر کے اگر خلافت کے لئے لیتے ہیں اور حدیث قدیمہ کو بھلا دینے میں اور اس خلافت باطلہ پر اجماع کر نہیں ان لوگوں سے گناہ و قہر میں آوے تو

کوئے تعجب کی جگہ ہو اور کیا استبعاد کا مقام ہو

مسلم ششم دفع شیبہ میں واضح ہو کہ شبہ راستہ الامام اور ہوسوسہ منزلۃ الاقدام امر خلافت میں جہاد کرنا جناب اسد اللہ غالب علی بن ابی طالب کا خلفائے ثلاثہ سے ہر تقریر اس شبہ کی جہاد اہلسنت مقام اعتراض میں بیان کرتے ہیں یہ ہر کسے جانتے ہیں کہ یہ خلافت حق حضرت علی کا تھا خلفائے ثلاثہ نے غصباً لیا یہ محض غلط ہے کیونکہ بقول شیعوں کہ حضرت علی غالب علی غالب اور ید اللہ اور اشیعہ الناس تھے بچنے میں کا اذکر کو جبر کہ چھینکے یا پیغمبر خدا کو کفار سے جو لڑائی پیش آئی اوسکو حضرت علی نے فتح کیا اعدائے وہ جنگ کی کہ لا فخر الا علی ولا سیف الا ذو الفقار کی آواز آئی خیر میں مر جب ایسے پہلوان کو قتل کر ڈالا کہ صدقہ ذوالفقار سے جبریل کے پر کسے جنگ خندق میں عمر بن عبد و ذایسے پہلوان نامی کو دو کر دیا وہ جنگ کی کہ پیغمبر خدا نے اوس جنگ کو عبادت ثنائین سے بہتر فرمایا با این ہمہ شجاعت و بہادری و زور

دفع شیبہ
مستند

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بہترین فعل من عبادتہ

یہ لٹھی وقت جبری کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص اشبع اور اغلب ایک شخص
 پڑے سے (جسکو یہ لوگ جہان اور بزدل بتلاتے ہیں کہ فارین کفار کے دُرسے
 رونے لگے قبل از مرگ و اولاد کرنے لگے برابر وقت مقابلہ کفار لڑائیوں سے
 بھاگ گئے) ڈر جائے اور مقابلہ نہ کرے اور اپنے حق کو نہ یہ بات کب عقل میں
 آسکتی ہے یا این ہمہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی کا دشمن بھی ہو اور حق کو
 اوسکے غصب بھی کیے ہو پھر وہ شخص مظلوم اوس سے ربط و احتلاط بھی رکھے
 امور ہمہ میں بشرح کے اوسکو رائے دے مسائل شرعیہ میں جہان و صو کا ہو
 وہاں تسلیم کیے آس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت بر غلفائے ملت کی
 راضی تھے اور اوانکو برحق سمجھتے تھے والا ضرور جہاد کرتے یہ ہی تقریر اہلسنت کی
 جسکو بہت زور شرع کے ساتھ اہل حق کے مقابل میں بیان کرتے ہیں اور باطل طاق
 ہمارائے ملما ابی کتا یونین لکھتے ہیں اور گمان فاسد و زعم باطل اپنے اسکا
 و افحام اہل حق کا تصور کرتے ہیں جواب اس شبہ کا اولاً یہ ہے کہ اعظم جہاد
 اور بانفس ہی اور صدق غالب کل غالب جب ہی تمام ہوتا ہے کہ انسان اپنے
 نفس پر جہاد غالب ہو باوجودیکہ دل چاہتا تھا اور نفس کا تعاضا تھا کہ اپنے
 جہاد کیجیے مگر بوجہ عدم مصلحت باز رہے اور صبر کیا اور نفس پر غالب آئے تاکہ
 غالب کل غالب ہو جہاد اکمل صادق آوے ثانیاً ہم کہتے ہیں کہ خدا تو سب سے
 زیادہ غالب کل غالب ہے انکار اسکا کفر و لاحالہ اقرار کر و گے بھر کیا وجہ ہے
 کہ اپنے ادنیٰ ادنیٰ بند و کنو جنیون نہ اوسکی مخالفت کی استیصال نہ کیا شیطان
 نے جب اوسکی نافرمانی کی تو اوسکو چھوڑ دیا کہ سب لوگوں کو گمراہ کیا کرے جہنم کا

جہاد
 جہاد
 جہاد

راستہ بتلائے ہرچیمین کھینچنے لجائے اوسکو ہلاک نہ کرو یا غرودنے اور فرعون نے جب دعویٰ ہمسری کا کیا اور آوازہ خدائی کا اوسکی بلاد و اصرار میں شہر ہوا تو اوسکو فوراً مار نہیں ڈالا کہ اتنے لوگ تصدیق اوسکی خدائی کی کر کے گمراہ نہوتے اتنے کفار دشمن پروردگار موجود ہیں کسی سے دنیا میں انتقام نہیں لیتا آخرت پر موقوف رکھا مگر یہ جواب دین کہ خدا نے اس واسطے ان سبکو دنیا میں مبتلا بلانگیا اور انکا استیصال عاجلاً منظور کیا کہ انکو آیات واضحہ و علامات لائحہ اپنے دکھلا دیے بار سالِ صحف و رسلِ حجت تمام کر دی اور ادراک و عقل بھی دی اسپر بھی اگر اپنی بد عقلی اور شامت اعمال سے دنیا میں خدا کی خدائی کے قائل نہوے تو خدا پر اعتراض نہیں ہو سکتا اوسکی خدائی باطل نہیں ہو سکتی پس ہم بھی کہتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا نے یہ نسبت خلافت جناب امیرؑ کے غدیر خم میں اور نیز اکثر مقاموں میں سب سے تاکید کندی اور خود حضرت امیرؑ نے بھی دوبارہ اپنی خلافت کے حجت تمام کی اور دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ بیان کیے با اینہما اگر وہ لوگ اپنی بد عقلی اور حرص دنیا کی وجہ سے جناب امیرؑ کی خلافت کے قائل نہوے تو حضرت پر کوئی الزام نہیں آسکتا اور دنیا میں انتقام نہ لینے سے خلافت جناب امیرؑ کی باطل نہیں ہو سکتی ثالثاً پیغمبر خدا بھی غالب کل غالب تھے اگر اسکا انکار کرو تو دارۃ اسلام سے باہر ہو جاؤ گے پس کیوں نہیں پیغمبر خدا مکر میں کفار سے لڑے باوجودیکہ پیغمبر کے ساتھ اسوقت بھی سیکڑوں مسلمان تھے کہ انہیں جناب امیرؑ و حمزہ و عبیدہ وغیرہ بھی تھے مگر کفار سے چھک کر شب تیرہ و تارین نکل کر غار میں

۹۰
ع
حکایتِ فرعون کا جو بیٹا نہ دیکھا

[illegible]

جیسے اذیت و دشمنی شفقت گوارا کی اور کیوں بنمبر خدا نے حدیبیہ میں باوجود
رہنے علی بن ابیطالب کے اور کثرت اصحاب کے مشرکان قرین سے صلح منقاد نہ
کی کیوں نہیں جہاد کیا بغیر حج کیلئے مدینہ میں پھر آئے صلح بھی کی تو اس طرح سے
کہ جو کوئی کفار سے مسلمانوں کے پاس آوے تو اسکو واپس کر دین اور جو کوئی
مسلمانوں نے کفار کے ہاتھ آوے اسکو وہ لوگ ذین اور غیر صلحنا میں سے بسم اللہ
الرحمن الرحیم کو محو کر دیا اور لفظ رسول اللہ جلیل دیا یہاں تک کہ بعض صاحب کو
تو بنمبر خدا کی نبوت ہی میں شک آگیا کہنے لگے جیسا آج تجھ کو انکی نبوت میں
شک آیا ویسا کبھی شک نہیں آیا تھا را بعداً ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر
اگر ابو بکر و عمر سے لڑتے بھی تب بھی اہلسنت ابو بکر و عمر سے ہاتھ نہ اٹھاتے
بیٹیاں یہ لوگ جناب امیرؓ کی خطائاً ثبت کرتے اور کہتے کہ واسطے حاصل
کرنے حکومت و ریاست دنیا کے خلیفہ رسولی سے لڑے ظاہر ہے کہ عائشہ
سے اور معاویہ سے جو حضرت امیرؓ سے تو ان و دونوں کو کب اہلسنت ہوا
کہتے ہیں ہم ان لوگوں کو اس اعتراض میں جب سجا سمجھتے کہ جن لوگوں نے
حضرت لڑے ان کو ہوا کہتے یہ جوابات ہمارے بطور اجمال و معارضہ کے تھے
اب ہم جو اب تفصیلی اسکا لکھتے ہیں اولاً انبیا اور امام سب تابع حکم خدا کے
ہوتے ہیں انبیا کو بھی اور اماموں کو بالہام و اخبار نبی وغیرہ حکم ہوتا ہی پس
جیتا کہ حکم خدا نہیں ہوتا انبیا اور امام جہاد نہیں کرتے ہی وجہ یہ کہ امام حجت
باوجود سمجھنے اپنے حق کے (مکا صرح بہ ابن الحجد) معاویہ سے جہاد نہ کیا اور
امام حسینؓ کو جب حکم خدا ہوا تو یزید بلید سے جہاد کیا نہ انبیا مصلحت جہاد

والتفكر في هذا الموضع
منه تلك الايام والوقت
على وفي رواية بسند ثابت
قريب واخذت الصلوة وقد
اتقنت بعد ذلك فاجت
دبرها ما كان في نفسي يومئذ
من الشك فيها واني يومئذ
اجتري وسمعت ايضا في تعقيبها
الاستماع فاعلم ما تعقل الانبياء
عليهم السلام من الكبرياء والحق والعدل

بقوم وادعنا عورت عمر
على اجمع حيث قال استبي
الشيخا السكته الحق وعدنا
على ان كان على الحق والحق
مكتوبه ما فاتنا حين ذلك حيث
قال اولئك كمنهنا انما انا كيت
فقط يا عتيق ان نرا ابينا
ارباب في الدين شك في عبوة
وول ذلك على انه

فانما نبيون واولاد
كبريل يا ابا يعقوب
عجب من ملكه
لما جلي رسول الله
وازال في غيابة
وحي - ما كان كائن
شأنه واكنافال
لكم قال الشيخ
واما ابو بكر
اجاب رسول الله
المسلمت مائة

نہ کریمین جناب امیر کے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ بیت سے لوگ مخالفین میں
ایسے بھی تھے جنکے اصحاب میں سے مومنین و میندار و موایان اہلبیت اطہار
(کما قال اللہ الجبکا و یخرج الحق من المیت) پیدا ہونے والے تھے بھلا انکے
ساتھ کیونکر حضرت جہاد کرتے اور کیونکر اوکو قتل کرتے بلکہ جہاد نہ کرنے سے تو حق
و باطل صاف ظاہر ہو گیا یعنی جو لوگ مومن کامل اور شیعہ فاضل تھے وہ
جناب امیر اور اہلبیت کی طرف ہو گئے اور جو منافق تھے اور اسلام ظاہری
رکھتے تھے وہ کشتی نجات سے (جو اہل بیت رسول بنیں) متخلف ہو کر بطبع مال
و جاہ و دنیا دار و دنیا کی طرف ہو گئے پس یہ جہاد نہ انخاب استخوان تھا قد امتحن
اللہ قلوبہم اگر حضرت جہاد کرتے تو بیت سے لوگ خوف قتل سے علی ولی اللہ
کہتے پس خال او نکالو گوبرا اور انکے اختلاف پر شیعہ رہتا مذہب حق پہچانا
نہ جاتا حق و باطل مشکوک رہ جاتا البتہ جہاد نہ کرنے سے صاف حق ظاہر ہو گیا
یعنی کچھ لوگ اہل بیت رسول کی طرف جنکے ساتھ تھے مگر کاپرینہ نے حکم دیا تھا
ہو گئے اور کچھ لوگوں نے خوف و خطر سے دنیا و کینہ سے دیرینہ کی وجہ سے
اہل بیت رسول کے دشمنوں کا ساتھ دیا اور بیت سے لوگ ایسے تھے جو شبہ
میں پڑے تھے بعد تھوڑے دنوں کے انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا
نالیثا یہ امر ثابت ہو کہ جناب امیر فرمایا کرتے تھے اگر ہمارے ساتھ جالین
اعوان و انصار بھی ہوتے تو میں اسے جہاد کرتا مگر یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت
کے ساتھ بہت کم لوگ رہ گئے تھے جیسا کہ اسکو ہم نے بیان کیا پھر حضرت کیونکر جہاد
کرتے کیونکہ احکام شریعت ظاہر مال کے موافق جاری ہوتے ہیں تاکہ افعال

بجانبہ و امام محمول بشریت پر ہون والا ہو سکتا تھا کہ رسول خدا بنفس نفیس تنہا
جنگ میں تشریف لے جایا کرتے اور سب کفار کو تنہا شکست دیتے اور قتل کرتے
اُحد میں بسبب طعن اصحاب طامعین کے نوبت شکست کھانیکی نہ آتی یا بغیر خدا
فقط جناب امیر کو ہر لڑائی میں لے جایا کرتے کہ سب کافروں کا استیصال حضرت
امیر ہی کے ہاتھ سے ہوتا کہ وہ غالب کل غالب تھے کیونکہ بغیر خدا اصحاب کو
بھی مجاورت میں ساتھ لے لگے کہ اتنے اصحاب آپ کے شہید ہوئے راہِ اِعتاب احتجاج
طبری میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے راوی نے بوجہ یا حضرت
آیا اصحاب رسول سے کسی نے بیعت ابو بکر سے انکار بھی کیا تھا اور سند خلافت پر
ابو بکر کے بیٹے کو مکروہ بھی سمجھا تھا یا نہیں حضرت نے فرمایا البتہ بارہ شخصوں
نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا خالد بن سعید اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری
اور مقداد اور عمار یا سر اور بڑیہ سلمیٰ مہاجرین سے اور ابو سعید بن ابیہان
اور شہل بن حنیف اور عثمان بن عفیف اور خزیمہ بن ثابت و ذوالشہادین
اور ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری میں سے جب وقت ابو بکر نے منبر پر جا کر
خطبہ پڑھنا شروع کیا تو ان لوگوں نے آپس میں صلاح کی بعضوں نے
کہا قسم خدا کی ہم جلتے ہیں اور ابو بکر کو پاؤں کے منبر پر سے گرا دیتے ہیں بعض
لوگوں نے جواب دیا اگر ایسا کر دے تو تم سب مارے جاؤ گے اور خدا
فرماتا ہے ولا تلتوا بائدا یکم الی التھلکۃ تم لوگ اپنے کو ملاکت میں
نہذا لغرض وہ لوگ سب جناب امیر کے پاس آئے اور کہنے لگے
یا حضرت آپ نے اپنے حق کو کیوں چھوڑ دیا حالانکہ آپ حق پر ہیں ہم لوگوں نے

صبر
ہاں پطران

زنگہ اصحاب
نہ بیت ابوبکر

ارادہ کیا تو کہ ابو بکر کو خبر رسول سے اودار دین آپ کی کیا رائے ہو حضرت نے فرمایا تم خدا کی
اگر ایسا کرو گے تو جنگ واقع ہوگی تمہارے میں پہنچ جائیگی جہاد برباد ہو جائیگا تو
نہ ہو گا کہ ہم بھی اوں لوگوں سے جہاد کریں حالانکہ تم لوگ اؤں کے مقابل میں
نہایت کمزور ہو گئے ہو اور ہرگز نہ سہنے کے ہو انکو مین معلوم کرو کہ رسول خدا قبل وفات
اپنے حبیب سے وصیت فرماتے ہیں یا ابا الحسن ان الامۃ تستغدر بک من
بعدی و تنقص فیک عہدی اللہ اعلىٰ لوگ میرے بعد تم سے ہوں
کریں گے اور تمہارے بارے میں جو میں نے ان لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے اسکو
توڑ دینگے تم ہرگز بارون کے ہو سوتی تھے کہ بعد جانے موت کے بنی اسرائیل
اونکے ایسی سے بھر گئے اسی طرح بعد میرے امت میری تم سے بھر جائیگی میں نے
کہا یا رسول اللہ میں اس وقت کیا کرونگے فرمایا اگر تمکو احوال و انصار مل جائیں
تب تو جہاد کرنا میں تو صبر کرنا خلاصہ جناب امیر مہموجب وصیت سب مہاجرین
و انصار کے گھر پر گئے اور اپنی حقیقت بیان کی اور سب سے مدد چاہی پس جو اللہ
آدمیوں نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کل صبح لوگ مسلح و حمیاء جنگ ہو کر
آؤ صبح صبح ہوئی تو سوائے جہاد آدمیوں کے کوئی نہ آیا دوسری شب کو بھی حضرت
اون لوگوں سے کہا اوں لوگوں نے صبح کا وعدہ کیا جب صبح ہوئی تو کوئی نہ آیا
تیسری شب کو بھر حضرت نے ایسا ہی کیا اوں لوگوں نے صبح کا وعدہ کیا مگر
کوئی نہ آیا جب حضرت امیر نے یہ بیوفائیاں اوں لوگوں کی دیکھیں تو صبر کر کے
گھر میں بیٹھ رہے اور فرماتے تھے اگر جالیس شخص بھی میری مدد کرتے تو میں اسے
جہاد کرتا خاصاً جناب امیر خطبہ شریف میں (وہ تبصرہ علماء اہل سنت

انہما جناب امیر
و انصار

بیل جہاد و اسلام

نہیں ابن ابی الحدید اور صاحب تفسیر اور صاحب تہذیب اور سبط ابن جوزی وغیرہ کے کلام جناب امیر (رحمہ اللہ) نے فرمادے ہیں وطفقت اکثرائی بلین ان اصحابی بیکہ جہاد و جہاد برائے شیعہ عہد (ال ان قال) قرابت ان الصابر علی عاتقہی و صابر و فی النیان قذی و فی الحلق شہی ادنی ترانے عہدائے عہدین نے سوچا کہ کیا کر آیا باوجود ہدیت و بولی و قلت انصار و نایابی و دگر کے ان لوگوں پر ہند کر دیں اور جہاد کروں اور اپنے حق کو یابوں یا یہ کہ صبر کروں اس سال یہ ۱۰ دینار میں کہ حق لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہی پس بعد فکر کے میں نے دیکھا کہ صبر کرنا میری ہی اس سبب سے میں نے صبر کیا حالانکہ آنکھ میری غبار آلود تھی اور خلق میرا فشر وہ تھا یعنی میں نہایت کوفت و رنج میں تھا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ میرا ث خلافت اور بلغ فذک لت رہا ہی اس کلام سے حضرت کے بخوبی ثابت ہوا کہ صبر کرنا جو جہاد تھا کرنے سے بہتر سمجھا کیونکہ باوجود قلت اعوان و انصار اگر حضرت بہاد کرتے اور حق خلافت کے لئے یمنین کو شمش کرتے تو بیشک تمنا سیکو قتل کر کے لے سکتے تھے مگر امر باعث اضمحلال دین اسلام کا ہوتا چونکہ ابتدا زمانہ انتقال رسول خدا کا تھا اگر جناب امیر و سن باج آؤنی کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تو لوگ نصانت اور طمع ریاست و حکومت پر غمواں آتے اور کفار دین اسلام پر اتہزا کرتے اور کہتے کہ یہ لوگ طلب ریاست و حکومت کے واسطے جہاد کرتے ہیں معلوم ہوا کہ مذہب اسلام کو فی جہاد میں سبب استغناء ہے دین ان لوگوں نے فقط واسطے تحصیل دنیا کے اختراع کیا ہی پس کوئی شخص دین اسلام کی طرف

رجوع نہ کرتا و نیز اگر حضرت جہاد کرتے تو ضرور تھا کہ ہزاروں قتل ہوتے پس جو لوگ
مسلمان تھے اور اسلام کے نام لیا کرتے وہ بھی کہ یہ بات کیونکہ زمانہ انتقال
بینیبر نہ اس تک کہ مابین اسلام کو ترقی نہیں ہوئی تھی بلکہ کفار کہتے یہ کیسا مذہب ہے
کہ یہ لوگ خود ہی سبکو مسلمان کرتے ہیں اور خود ہی مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں پھر
کیونکہ کوئی اسلام قبول کرتا انہیں وہی ہونے حضرت نے سیر کو بہتر سمجھا اور اپنی
طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہر فی ایت ان الصبار علی عاتاقہ اچی یعنی
دیکھنا میں نے کہ صبر کرنا اس مادہ میں بہتر ہے ہباد سے آری وجہ یہ کہ چونکہ حضرت نے
اہ وقت جہاد کیا اور مسلمانوں کا کشت و خون اس زمانہ میں ہوا تو دین
اسلام کو کسی طرح کا اضمحلال بھی ہوا بلکہ ترقی ہوئی جبکہ خلفائے ثلاثہ خصوصاً
عمر کے زمانہ میں ملک و بلاد فتح ہوئے تو بہت سے لوگ اسلام بھی لائے اور دین
محمدی کو اختیار کیا جیسے اہلسنت بڑا فخر کرتے ہیں کہ شیعین کی وجہ سے کس قدر مایوس
فتح ہوئے اور کس قدر لوگ مسلمان ہوئے اور کتنا دین نبی نے رواج پاتا سچا
جہاد کی نسبت شیخین کی طرف کرنا تو بہت بے موقع معلوم ہوتا ہے انکا جہاد کرنا
اور ثابت قدم رہنا تو جنگ احد و خیبر و حنین کے فرائض بخوبی ظاہر ہے اگر محض
فتح بلاد باعث فوز مراتب جلیلہ و فضائل جلیلہ کا ہو تو چاہیے کہ یزید اور دوسرے
ہا و شامان جو رنجکے زمانہ میں فتح بلاد کفار ہوئی وہ بھی مستحق مراتب رفیعہ و فضائل
منیعہ کے ہوں و اذلیس فلیس پس دیکھو اور سمجھو کہ اسمین شیخین کے واسطے
کوئی فخر کی بات نہیں ہر مال ہفت جمع تھا لوگ تابع کثرت سے تھے بیٹھے بیٹھے
حکم دید یا کہ فلاں ملک پر چڑھائی کرو لشکر اسلام نے جب چڑھائی کی تو خدا نے

جہاد بہتر ہے

اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی جو مال غنیمت ہاتھ آیا کچھ آب لیا باقی سب خلیفہ صاحب
 کے بیان رواں کیا ہوتا ان حضرات کی جانفشانی جب سمجھتے کہ خود بھی یہ لوگ
 مثل پیغمبر خدا کے لڑائیوں میں جا کر شریک رہا کرتے اور لڑتے اور تیغ زنی کرتے
 وائی لہو ذلک علاوہ اسکے صحیح بخاری میں ہر اثنی عشر علیہ السلام لفظ اللہ
 بالتوکل الفاجر یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تائید کرتا ہی اور قوت
 دیتا ہی اس دین اسلام کو ہاتھ سے شخص فاجر کے اور احیاء المسلمین
 غزالی نے لکھا ہی قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللَّهَ يَتَعَمَّدُ بِهَذَا الدِّينِ بِالْاِحْوَامِ
 اخلاق لہ یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تائید کرتا ہی اس دین اسلام
 کی اون لوگوں کے ہاتھ سے جبکہ کوئی بہرہ فوجی سے نہیں ہی اور عبد الروت سنائی
 نے فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہی جبکہ متن کی عبارت یہ ہر اثنی عشر
 اللہ تعالیٰ یؤید الاسلام بحال ماہر اہلہ یعنی خداوند تعالیٰ تائید کرتا ہی
 اسلام کی اون لوگوں کے جو اہل دین میں سے نہیں ہیں تو جب فاسق و فاجر
 بے بہرہ و بے دین کے ہاتھ سے بھی اس دین نبی کی تائید و ترقی ہوتی ہی تو
 اس میں کوئی فخر کی بات ہی ملا وہ اسکے جتنے اعمال خیر ہیں اور ہر اجر و ثواب
 جب سترت ہوتے ہیں کہ جب ایمان درست ہوا و شیعی ان لوگوں کو اصل
 ایمان ہی سے بے بہرہ جانتے ہیں اور نیز جو نیک شیعی انکو عاصب حق خلافت
 سمجھتے ہیں پس انے اگر اس قسم کے اعمال ہونگے بھی تو وہ بھی گناہ میں داخل
 ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کا مال لوٹ کے یا چوری کر کے مدرسہ یا مسجد بنوائے
 یا فقراء و مساکین کو خیرات دے اور کھانا کھلائے سادہ سادہ احتجاج طبری میں

ص ۱۱۱
 کتاب الجہاد ج ۱

۱۱
 ذیل الروایۃ یعنی فیہ
 (۱۱) قال بعضی من
 والاف واللام یعنی فیہ
 فیہ کل قاصد یا لہ دین و جہاد
 بیون المعصوم

ص ۹۵
 جہاد طہران

مذکور ہے کہ جب جناب امیر کو بعد جنگ نہروان کے یہ بات معلوم ہوئی کہ لوگ کہتے ہیں کہ علی بن ابیطالب اگر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے تو ابوبکر و عمر سے کیوں نہیں جہاد کیا جس طرح طلحہ و زبیر اور عائشہ سے جہاد کیا تو یہ سن کر حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں نے اس جہاد کو نہیں سنا ہے پیغمبروں کی متابعت کی اول حضرت نوحؑ ہیں کہ انھوں نے فرمایا رب اے مغلوب فانتصر پروردگار میں مغلوب ہوں تو وہ دکر اے کہو کہ نوح مغلوب نہ تھے تو قرآن کی تفسیر ہوتی ہے اور اگر مغلوب تھے تو یہی تفسیر بھی مجھو دوسرے حضرت ابراہیمؑ ہیں کہ انھوں نے کہا و اعدائکم و ماتدعون من دون اللہ یعنی میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم لوگوں سے اور اس چیز سے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو سو اسے اللہ کے پس اگر تم سب یہ کہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے پیغمبری باوجود قدرت کے کافروں سے کنارہ کیا پس یہ کلام کفر ہو گا اور اگر کہو کہ مجبوری کنارہ کشی کی پس اسی طرح مجھے بھی سمجھو تیسرے حضرت لوطؑ ہیں کہ اپنی قوم سے فرمایا لو ان لی بکم قوۃ کاش مجھے تمہارے دفع کی قوت ہوتی اگر یہ کہو کہ انکو قوت تھی کافروں سے جہاد کرنیکی تو قرآن کی تفسیر ہوتی ہے اور اگر کہو کہ البتہ انکو قوت نہ تھی پس اسی طرح وصی پیغمبر کو بھی سمجھ چوتھے حضرت یوسفؑ ہیں کہ انھوں نے کہا رب التجنن احب الی تم ایدعون فی اللہ ای پروردگار میرے قید خانہ بہتر ہے میرے نزدیک اس چیز سے جسکی طرف مجھ کو یہ سب عورتیں بلاتی ہیں پس اگر یہ کہو کہ انکو ان سے بلایا اس چیز کی طرف جو بری نہ تھی اور باعث عتاب

خدا نہ تھا تو یہ کلمہ کفر کا ہی کہ اس سے تکذیب کلام خدا کی لازم آتی ہی اور اگر یہ کہو کہ البتہ اون سینے حضرت یوسفؑ سے ایسی بات کی خواہش کی جو باعث غضب خدا کا تھا اس سبب سے حضرت یوسفؑ نے انکار کیا اور جھجوری زمان میں رہنا قبول کیا پس اسی طرح میرا عذر بھی سمجھو یا انجوین حضرت موسیٰؑ ہیں کہ اونھوں نے کہا فخر ہمت منکھ لمتا خفتکہ صبا کا میں تم لوگوں جیکہ دُرا میں تم سب سے اگر یہ کہو کہ موسیٰؑ نے بنیہ خوف کے فرار کیا تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ بسبب خوف کے فرار کیا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو چھٹے حضرت ہارونؑ ہیں کہ اونھوں نے کہا ابنِ اقراب القوم استضعفونے و کا دوا یقتلونے ای جہانی اس قوم نے مجھ کو ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں اگر یہ کہو کہ قوم نے او کو ضعیف بنیں سمجھا پس کافر ہو جاؤ گے اگر کہو البتہ ہارونؑ وی موسیٰؑ کو اون کی قوم نے ضعیف سمجھا پس یہی عذر وی پیغمبر کا بھی سمجھو ساتویں رسول خدا محمد مصطفیٰؐ ہیں کہ خوف سے کفار کے غار میں چھپے اگر یہ کہو کہ بخوف کے چھپے تو کافر ہو جاؤ گے اگر کہو کہ بسبب خوف کے تھا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو یہ کلام معجز نظام حضرت کا شکر سب لوگ وہاں سے اٹھے اور کہنے لگے البتہ حق آپ کے ساتھ ہے اور قول آپ کا بہت درست ہے یہ جوابات ہیں اس شبہ کے فاحفظھا و ثلاث عشرة کاملۃ اب رہا یہ قول ان لوگوں کا کہ حضرت امیرِ خلفائے ثلاثہ کو جہان کین اون لوگوں کو نہ معلوم ہوتا تھا سائل شرعیہ تبارک یا کرتے تھے اور اکثر امور مذمہ میں اسے دیا کرتے تھے اگر خلیفہ رسولؐ اون کو نہ سمجھتے

چند چیزیں

تو کمون مسائل بتلائے اور کہ ان راستے دیتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر
نے بھی خلافت کو اولیٰ حضرات کی مان لیا تو اب ہم لوگوں کو چون و چرا
کونکے جگہ نہیں رہی جیسا کہ سرلوی وحید الدین نے بھی لکھا ہے اسکے جواب
میں ہم کہتے ہیں کہ جناب امیر کا ثلثہ کو مسائل شرعیہ تعلیم کرنا اور امور
سمہ میں جہان اولیٰ حضرات کی عقل کام نہ کرتی ہو اسے دینا اسی سے
ظاہر ہو کہ یہ لوگ قابل خلافت کے نہ تھے باوجود علم و افتہ اور افضل کے
جو شخص جاہل ہو مسائل شرعیہ نہ جانتا ہو غلط مسئلے بتلا یا کرتا ہو ایک
ایک عورت سے اور شرا بخوار سے قائل ہو یا کرتا ہو وہ کب خلیفہ رسول
اور امام ہو سکتا ہے جناب امیر اسی واسطے تعلیم کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں پر
افضلیت و حقیقت حضرت کی ثابت ہو اور انہیں کام محبت ہو جائے
اور نیز احکام شرع باوجود رہنے امام اصل کے معطل ہونے بائین اور
لوگ دین اسلام پر استہزاء کرنے بائین اور خلافت کا مان لینا تو جب ہوتا
کہ جناب امیر اس خلافت پر راضی ہوتے اور خوشی خوشی جا کر ابوبکر سے
بیعت کرتے حالانکہ دیکھنے سے کتب تواریخ اور احادیث کے معلوم
ہوتا ہے کہ ہرگز جناب امیر بیعت و خلافت ابوبکر علیہ السلام پر راضی نہ تھے
اور ہر ایک کے سامنے حقیقت اپنی خلافت کی بیان کی ہے چنانچہ عبد اللہ
بن سلم بن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامۃ والسیاستہ میں لکھا ہے
فاخرجوا علیا ومضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان لم
افعل فمہ قالوا اذوالذی لا الہ الا هو تضرب عنقک قال

عدم کتبائے ائمہ
خلافت ثلاثہ

اِذَا تَقَاتَلْتُمْ عِبْدَ اللَّهِ وَاَخَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ عِمْرَانُ عَبْدُ اللَّهِ فَنَعَمْ
 وَاَمَّا اُخَرُ رَسُولِهِ فَلَا وَاَبُو بَكْرٍ سَاكَتْ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ لَا تَأْمُرْ فِيهِ
 بِامْرٍ فَقَالَ لَا اَكْرَهُ اَعْلَى شَيْءٍ مَا كَانَتْ فَاطِمَةُ اَلَى جَنْبِهِ فَلَمَّحَ
 عَلَيْهِ بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِصُحْبَةٍ وَيَجِبُكَ وَيُنَادِي يَا بَنَ اِمْرَانَ الْقَوْمِ
 اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي يَعْنِي اَخْرَجُوا لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ لَوْ كُنْ
 ذَبْرُ سَتِي بَاہِرْ نَكَالًا اور ابو بکر کے پاس بے آئے اور کہا بیعت کرو جناب امیر
 نے فرمایا اگر میں بیعت نہ کروں تو تم لوگ کیا کرو گے اوں سب نے کہا اگر
 بیعت نہ کرو گے تو قسم اوس خدا کی جو وعدہ لاشریک ہی تمہاری گردن مارے گی
 تمکو قتل کر ڈالینگے حضرت نے فرمایا تو تم ایک بندہ خدا اور برادر رسول کو
 قتل کرو گے عمر نے کہا تم بندہ خدا تو البتہ ہو مگر برادر رسول نہیں ہو اور یہ
 سب کلام ابو بکر نے سنا مگر منہ سے کچھ نہ کہا عمر نے کہا جبکہ کیا بیٹھے ہو انکے
 بارے میں حکم کیوں نہیں دیتے (یعنی قتل کا) ابو بکر نے کہا جو نہ فاطمہ بیٹی
 رسول کی انکی زوجیت میں ہی اس سبب سے مجھکو حکم دینے میں تامل ہوتا ہے
 یہ سنکر جناب امیر وہاں سے چلے آئے اور قبر رسول خدا سے لپٹکر رونے لگے اور
 نالہ و فریاد کرنے لگے اور فرماتے تھے اے عجمانی اس قوم نے مجھکو ضعیف سمجھا
 اور قریب ہی کہ یہ لوگ مجھکو قتل کریں اس روایت سے کالشمس فی رابطة
 النار ہویدا و آشکار ہو گیا کہ جناب امیر خلافت ابو بکر پر رضی نہ تھے
 کیونکہ جب حضرت نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا اور گھر میں بیٹھ رہے
 تو لوگ اوں حضرت کو زبردستی گھر میں سے نکال کر ابو بکر کے پاس بیعت کے

ص
کتاب الامارۃ

واسطے لگئے اور قریب تھا کہ قتل کر ڈالیں اور کتاب کنز العمال میں ہر فلانا
فقد ابو بکر علی المنابر نظر فی وجہ القوم فلم یر علیاً فقال عنہ
فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابن عمر رسول اللہ وختنہ
اردت ان تشق عصا المسلمین یعنی ابو بکر نے منبر پر جا کر لوگوں کی طرف
خیال کیا حضرت علیؑ کو اون لوگوں میں نہ دیکھا ابو جہل علیؑ کہاں ہیں وہ کیوں
نہ آئے پس جب شخص انصار میں سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور جا کر حضرت امیرؑ کو
لے آئے اس وقت ابو بکر نے کہا ای برادر رسولؐ وای زوج بتول تم جانتے
ہو کہ گروہ مسلمین میں نفرتہ ڈال کر میری خلافت کو درہم و برہم کر ڈالو اس
روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ بیعت و خلافت ابو بکر سے
انکار کر کے گھر میں بیٹھ رہے مگر کچھ لوگ زبردستی حضرت کو پکڑ کے لے آئے
اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیرؑ جانتے تھے کہ خلافت ابو بکر کی
درہم و برہم ہو جائے مہیا کہ قول حضرت صدیق کا اردت ان تشق
عصا المسلمین اس پر دلالت کرتا ہے اور صحیح مسلم میں ہر دوکان لعل من
الناس جہۃ حیۃ فاطمہ فلما توفیت استنکر علی وجہ الناس
فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبايعته ولہ یکن یایع تلك الاشہار یعنی
جب تک فاطمہؑ زندہ رہیں اس وقت تک علیؑ کے واسطے ایک رعب اور دہشت
تھا اور لوگوں کی نظر و بین وقعت تھی جب سیدہ نے انتقال کیا تو اسی
وقت سے لوگوں کے رنگ بدل گئے اور جناب امیرؑ نے اپنی طرف سے بکے
مخ بھرے ہوئے دیکھے پس مجبور ہوئے ابو بکر سے مصالحو و بیعت کرنے پر

ص ۱۵۲
جلد دوم چھاپہ کلکتہ

اور ابھی تک کہ چرمینے گزرے تھے بیعت بنین کی تھی اس روایت سے بھی
 رضا مندی بیعت ابلی بکر پر بنین ثابت ہوتی اسلئے کہ مصالحہ بعد لوگوں کے
 منحرف ہو نیکی مجبوری تھا بہر کیف بروایت شارح مقاصد جب حضرت نے
 ابو بکر سے بیعت کی (اگرچہ مجبوراً ہو) تو بعد اسکے جب وہاں سے اٹھنے لگے
 تو فرمایا یا بارک اللہ فیہا ساءنی دست کہ لو خدا مبارک کرے تمکو جس سے
 تم لوگ خوش ہوے مگر محکوم ناگوار ہوا اور میرا حق ضائع ہوا اس سے بھی
 ظاہر ہوا کہ حضرت نے مجبوری بیعت کی نہ رضا و رغبت اور جمال الدین
 محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے جمعے ازاہل تواریخ آوردہ اند کہ
 چون از محم بیعت فراغ حاصل شد ابو بکر صدیق از وجہہ عاجز و اعیان
 انصار مجبے ساختہ فرستاد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ را بان مجلس طلبید
 دے اجابت فرمودہ در ان مجمع حاضر شد و در محلہ لائق خود پر نشست و از
 موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ میںو ہم کہ
 چنانچہ سائر اصحاب با ابو بکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علی گفت من
 بہمان سخن کہ شما بر انصار محبت ساختہ این منصب را گرفتہ بہما محبت میگوئیم
 راست گوئید کہ بحضرت رسالت کہ اقرب بود کیت عمر گفت ترا گنڈا ایم
 تا بیعت کنی علی فرمود اول این سخن مرا جواب با صواب گوئید بعد از ان
 از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسن تو بواسطہ بیعت در
 اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سیدانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نزاد
 حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابہ برابر ابو بکر اجماع و اتفاق نمودہ اند

ص ۳۳
 جلد دوم چہا پانچون

مناسب نیست که تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری علی گفت ای ابو عبیدہ تو
 امین این امتی بقول رسول مختار و مقتضای امانت راستی است در گفتار
 و کردار سنجیدی کہ حق سبحانه تعالی بجا ندان نبوت کرامت فرمودہ در
 بندهاں میباشید کہ بجای دیگر نقل کنید ضبط قرآن و وحی و سودا مرونی
 و منع فضل و علم و معدن عقل و علم ما ایم و بواسطہ این امور خلافت را شایسته
 و امارت را مستزایم بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابو الحسن اگر داعیہ کہ
 تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم مردم شدی ہر آئینہ با تو مضائقہ
 و منازعہ نمیکردند و با تو بیعت می نمودند و لیکن چون در خانہ خود نشستی
 و در اختلاط با مردم بستی ایشان را گمان این شد کہ تو از خلافت کنارہ
 میکنی و دفع اغنای این امور از خود جبارہ میکنی اکنون کہ جماعتی از مسلمانان
 کسے دیگر را قبول کردہ اند بہر پیشوائے از پے درمی آئی و خود را طرز دیگر مینمائی
 علی فرمود ای بشیر تو روا میداری کہ من جسد الطہر و قالب انور سید عالم را
 غسل ندادہ و تجہیز و تکفین و سے نہ نمودہ و از دفن و سے فراغت حاصل نکردم
 دم در طلب خلافت و حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت
 شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از انہا
 مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا درآمد و گفت ای ابو الحسن
 مرا گمان این بود کہ ترا با من در این امر مضائقہ نباشد اگر سے و دشمنم
 کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکردم اکنون کہ مردم
 با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق

ظ
 بعد از اغنای

واقعہ ساختہ باشی و اگر حالاً توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل نمائی ہم
 جرے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ خانہ خویش گشت اور
 صاحب روضۃ الصفا نے بھی اسی طرح لکھا ہے اور بعد چند سطر کے لکھا ہے
 در بعضے اقوال چنین آمدہ کہ حضرت امیر در معیت ابو بکر تاخیر و توقف می نمود
 صدیق با و مکتوبے نوشت مضمون آنکہ از ابی بکر خلیفہ رسول خدا سبحان علی بن
 ابیطالب بد رستیکہ مسلمانان با من بیعت کردند و بامارت من راضی شدند
 تو نیز بایشان موافقت نمائی امیر المؤمنین علی در جواب نوشت کہ بمکتوبے
 بمن نوشته بودی و در آن ذکر کردہ کہ مسلمانان با تو بیعت کردند و بکلمت
 تو راضی شدہ اند و حالانکہ من پیش از ہمدہ خلایق بدولت اسلام مشرف
 شدہ ام و تصدیق رسول او کردہ و من خدا را بگواہی میخوانم کہ خلافت تو
 راضی نیستم اور مولوی وحید الدین خان نے حد تحقیق میں لکھا ہے ہفتم یہ کہ
 حضرت عمر ایک بڑے ہوشیار اور مزاجدار حضرت رسول خدا کے تھے کہ
 جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاً فعلي مولاً کی فرمائی
 تو حضرت عمر نے بغاضائے مصلحت وقت اور مزاجداری اور خوش آمد
 رسول کے بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو عینے بعد
 اس کے جب حضرت رسول بیمار ہوئے تو اوسی وقت سے رنگ بدل گیا
 اور وصیت تحریری کرینین خلل انداز ہوئے اور جب حضرت رسول نے
 انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا
 اور دھمکایا کہ اس مجلس سے منین جانے پاؤ گے جب تک کہ بیعت ابو بکر کی

نہیں کرو گے اور حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اس دم کی سے نہیں ڈرتے ہیں اور
جب تک جان باقی ہے طلب حق اپنا کرینگے تب حضرت ابو بکرؓ نے بغیر بیعت
لینے کے رخصت کیا تو عرض کیا وہ مبارکبادی اور کجایہ زبردستی است یہ
حال ہے بیعت ابو بکرؓ کا کہ حضرت امیرؓ کی نارضا مندی خلافت الی بکر پر
ہر کتاب سے ہر عبارت سے ظاہر ہے اب رہی بیعت جناب امیرؓ کی عمر کے
ساتھ پس ظاہر ہے کہ جب حضرت امیرؓ بیعت ابو بکر پر راضی نہ تھے تو
بیعت عمر پر جو او سپر شفعہ ہوا اور مصداق بنا فاسد علی الفاسد ہے
کب راضی ہونگے علاوہ اسکے خلافت عمر کی تو بیعت ابو بکر کے بموجب ای
ہل جرائد الاحسان الا الاحسان کے قرار پائی پس کب جناب امیرؓ
عمر کے ساتھ بیعت کی اب حال بیعت عثمان کا سنئے کہ جناب امیرؓ سرگز
خلافت عثمان پر راضی نہ تھے اور او سکوا باطل سمجھتے تھے جمال الدین محمد
نے روضۃ الاجاب میں لکھا ہے در بعضہ از کتب تواریخ بنظر رسیدہ کہ چون
عبدالرحمان بن عوف با امیر المؤمنین عثمان بیعت نمود حضار مجلس باو
در ان امر موافقت کردند علی مرتضیٰ تا تل و تعلل و رزیدہ فرمود موافقت
میدہم شمار و میخواستیم کہ با من راست گوئید کہ در میان اصحاب رسولؐ
ہیچ احدی ہست کہ ان سرور و فقیہ سلسلہ عقد موافقت را میان
یا ران خویش استحکام میداد باو عقد اخوت بستہ فرمودہ باشد
انت اخي فی الدنیا والآخرۃ غیر از من جملہ حضار مجلس گفتند نے
بعد از ان فرمود ہیچ کس در میان شما ہست کہ حضرت در شان او

عدم سبب تعین کتابت ہے

حدود ۲۳۳
جلد دوم ص ۲۳۳
در بعض کتب
جناب امیرؓ

فرمودہ: باشند من کنت مولاه فہذا علی مولاه غیر از من ہمہ گفتند فی الگاہ
 فرمودہ: ہج احد سے در میان شما ہست کہ آن سرور یا و فرمودہ: امت متی بمنزلہ
 ہا کردن من موسیٰ الا انہ لا بنی بعدی غیر از من جمیع حضار از صحابہ کبار
 گفتند نے پس فرمود در میان شما ہج مرد ہست کہ امین وحی و مبط امر و نبی اور
 در سورہ براءۃ مؤمنن داشتہ علیؑ انسان گردانیدہ باشد باین کلمہ کافیہ و علیہ
 وافیہ لا یودی عقی الا انا اور جل من علوتے غیر از من زمرہ حضار باجمیع
 گفتند نے دیگر فرمود آیا تمہد انید کہ سید بشر و نفع روز محشر ہر علیہ صاحبین
 و کل النصارا تعین فرمودہ برسم امیر سرایا بجانب من فرسار و ایشان را
 وصیت بانقیاد و متابعت امیر حسین نمود و بر من ہرگز کسی را امیر نہ گردانید
 طائفہ حاضرین باجمیع گفتند بے ہمچنین بودہ کہ میفرمائی دیگر گفت آیا سیدانید
 کہ معلّم علیؑ علم الاولین و الآخرین اعلام اعلام علم من فرمودہ یاران را
 اعلام گردانید باین طریقہ کہ انا صلی اللہ علیہ و علیٰ آلبہا و بروایتے انا
 دار الحکمۃ و علیؑ یا بھا گفتند آری سیدانیم دیگر فرمود آیا تمہد انید کہ اصحاب
 رسول مکررا و بار در مقام مخاطرہ باعدا گذارشتہ از سو کہ محاربہ فرار نمودند و از
 ہرگز در پیج موطن مخوف از آن سرور تحلف نہ نمودہ نفس خویش را و فایہ
 نفس النفس و جنۃ اقدس آنحضرت کہ دم گفتند بے ہمچنین ہست باز فرمودہ
 آیا تمہد انید کہ اول مردیکہ قدم در دارۃ ایمان و اسلام در آوردم ہمہ گفتند
 بے سیدانیم الگاہ فرمود کہ ام یک از ما اقرب است بر رسول از روی نسب
 جملہ گفتند مرتبہ اقربیت ترانابت و سلم و قدم فریت تو را راہ قربت و قربت

ص ۵۵۶
 مشکوٰۃ جلد ہفتم

بأن سرور بنایت راسخ و محکم است اس سے ثابت ہوا کہ جناب امیر مہر گزین حضرت
عثمان پر راضی نہ تھے بلکہ اسکو اپنا حق جانتے تھے اور یکے اگے محبت اپنی پیش
کرتے تھے اور تاریخ ابو الفداء میں ہے تو جمع عبد الرحمن الناس بعد ان
اخرج نفسه عن الخلافة فدا عاليا فقال عليك عهد الله وصديقا
لتعلمن بكباب الله وسنة رسوله وسيرة الخلفتين من بعده
فقال ارجوان افعل واعلم مبلغ علي وطاقتي ودعا بعثمان فقال
له مثل ما قال لعلي فعاھدہ علی ذاك فرفع عبد الرحمن راسہ
الى سقف المسجد ویدہ فی يد عثمان وبايعه فقال علی لیس هذا
اول يوم تظاھرتم علیا فیہ فصبر جمیل واللہ المستعان علی
ما تصفون یتنے بعد اسکے عبد الرحمن نے جب اپنے کو خلافت سے خارج کیا
تو لوگوں کو جمع کیا اور حضرت علیؑ کو بلایا اور کہا تم اقرار کرو اور خدا سے عہد کرو
کہ ہم بموجب کتاب خدا و سنت رسولؐ اور سیرۂ شیعین کے عمل کریں گے حضرت
علیؑ نے کہا جسے جہان تک ہو سکیگا بموجب علم و طاقت اپنے عمل کریں گے بعد اسکے
عبد الرحمن نے عثمان کو بلایا اور عثمان سے بھی وہی کہا جو حضرت امیر سے
کہا تھا پس عثمان نے فوراً قبول کر لیا اور عہد کیا کہ ہم دیا ہی کریں گے اور فوت
عبد الرحمن نے سر اپنا مسجد کی چبٹ کی طرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا پکڑا
اور بیعت کی پس حضرت علیؑ نے یہ دیکھ کر کہا یہ کچھ ہلار و زنین ہے جو تم
لوگوں نے آپس میں ملکر ہم پر اس خلافت کے بار عین غلبہ کیا ہے خیر ہم صبر
کرتے ہیں خدا ہمارا مدد کرنے والا ہے اور روضۃ الصفا میں بھی ہے عبد الرحمن

ص ۱۷۴
ربیع الاول ۱۱۰ ہجری

۲
تظاہر

ص ۲۲۲
جلد دوم ۱۱۰ ہجری

رو بجا نب آسمان آورده گفت خدایا گواه باش که من قلداده خلافت در گردن عثمان انداختم امیر المؤمنین علی گفت ای پسر عوف غرض تو ازین عمر که کردی آن بود که مرجع خلق گردی این نہ اول روز است که شما بر من غلبہ کرده باشید فضاہر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون اس سے ظاہر ہوا کہ جناب امیر تینوں خلافتوں کو ناحق سمجھتے تھے اور خود کو اس کا مستحق جانتے تھے کہ حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے کچھ آج ہی خلافت سے نہیں لے لیا بلکہ بیشتر ہی سے بزور و ظلم تم لوگوں نے ہم سے لے لیا اور حضرت نے ادھر میر جمیل فرمایا بہر کیف جب بعد عثمان کے خلافت جناب امیر کو ہوئی ہی تو حضرت نے کس شد و مد سے خطبہ پڑھا ہی کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ تینوں خلافتیں باطل تھیں چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہی و چون مبالغہ از حد گذشت امیر المؤمنین علی فرمود اگر با من بیعت میکنید بدانید کہ من از حد شرع تجاوز نخواہم کرد و میں و محابا از تر واقع نخواہد شد و فصل امور بشارتہ و جمہور خواہد بود و یکدم از بیت الما برائے خود صرف نکنم و میان شما ترجیح نہ نم بلکہ ہر یک را بنظر محبت و مہمت ملاحظہ نمایم و احکام بین العباد موجب کتاب اللہ و مقتضای حدیث و سنت رسول اللہ امضا و اجرا کنم آنگاہ فرمود بمسجد روید کہ این امر بخفیہ بمقطع نتوان رسانید پس مسجد رفتند و اول کسیکہ با او بیعت کرد و طلوعہ بود بعد از بر آن سعادت دریافت آنگاہ اہل مصر یکبار بعد از آن ماجرا و انصار و اہل مدینہ گروہ گروہ مشرف بیعت با او دریافتند پس

ص ۵۵
بکراکچہ لایسنہ

امیر المؤمنین علیؑ روز جمعہ برسبر رسول اللہؐ برآمد و خطبہ و رعایت بلاغت و فصاحت
انشا فرمود و گویند اول آن خطبہ این بود الحمد لله علی احسانہ قد رجع الحق
الی حکمانہ یعنی شکر خدا کا اوسکے احسان پر کہ حق نے اپنی جگہ پر رجوع کیا اور
اپنے نمکدانے پر پہنچ گیا ہم کہتے ہیں جس شخص کے دلیمن ذرا بھی انصاف
ہوگا اور کچھ بھی عقل رکھتا ہوگا وہ اس کلام سے جناب امیرؑ کے سمجھیکا کہ خلافت
خلفائے ثلاثہ کی حق پر نہ تھی البتہ حب حضرت امیرؑ خلیفہ ہوئے تب خلافت
اپنے مرکز پر پہنچ گئی جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان
زهوقاً اور نیز جناب امیرؑ نے خطبہ تشفیہ میں جو باقرار علما و محدثین اہلسنت
مثل ابن ابی الحدید و سبط ابن جوزی و صاحب قاموس و صاحب نہایہ
و غیرہ کلام جناب امیرؑ پر شکایت و ظلم کو خلفائے ثلاثہ کے بشرح و بیط بیان
کیا ہی حضرت فرماتے ہیں اما والله لقد تقصصها ابن ابی عقیق
ایمان الناس آگاہ ہو قسم خدا کی ابو بکر نے پیرا ہن خلافت کو باوجودیکہ اوسکے
بدن بر شیک نہیں آتا تھا مگر کیسے کھانچ کے تکلف پہن لیا حالانکہ وہ بامانتا
کہ اسس خلافت کا دار و مدار علیؑ کے ساتھ ہی چونکہ یہ خطبہ طولانی ہوا اس سبب
ہے اس وجہ سے میں تمام لکھنا مناسب نہ سمجھا ومن شاء الاطلاع
فلیدع الیہا فی فہم البلاغۃ ہم حضرات اہلسنت کی سمجھ پر نہایت تعجب
کرتے ہیں کہ کس قدر اذنی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہوا ویدہ بصیرت پر جالاجیا
ہوا ہی نہ کچھ سوچتے ہیں نہ دیکھتے ہیں خواہ مخواہ انصاف کے گلے پر چھری ہمیشہ
ہیں باوجودیکہ جناب امیرؑ خلافت ثلاثہ کو باطل سمجھتے تھے اور برابر طلب حق

[illegible]

افضل من ترکہ وکان وصی عیسے شمعون بن قریحیا وکان افضل من ترکہ بعدہ وانی اوصیت الی علیؑ وھو افضل من اترک بعدک
 ایسے سلمان فارسی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں وقت انتقال پیغمبر خدا ص کے
 میں حضرت کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہؐ اپنے وصی اپنا کسی کو
 قرار دیا یا نہیں حضرتؐ نے فرمایا اے سلمان تم پیغمبرؐ کے اوصیا کو جانتے ہو
 میں نے کہا خدا و رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا آدمؑ کے وصی شیتؑ تھے اور وہ
 سب اولاد آدمؑ سے بعد آدمؑ کے افضل تھے اور وصی نوحؑ کے سامؑ تھے
 اور وہ افضل تھے بعد ان کے سب لوگوں نے اور وصی موسیٰؑ کے یوشعؑ تھے
 اور وہ افضل تھے سب سے بعد موسیٰؑ کے اور وصی سلیمانؑ کے اصف بن
 برخیا تھے اور وہ افضل تھے ہر ایک سے بعد ان کے اور وصی عیسیٰؑ کے شمعونؑ
 بن قریحیا تھے اور وہ سب میں افضل تھے بعد عیسیٰؑ کے اور میں نے اپنا
 وصی علیؑ کو کیا اور وہ افضل ہے ہر شخص سے بعد میرے اب ہم نہیں سمجھتے
 کہ حضرات اہلسنت اس حدیث میں کیا تاویل کریں گے اس سے تو صریح
 خلیفہ بلا فضل ہو ناجواب امیرؑ کا پایا جاتا ہے از انجا کہ سنی کامل وہی منحصر
 ہے جو اہلبیت رسولؐ سے کسی قدر اگرچہ برابر تحکم کنجشک کے ہو عداوت
 ضرور رکھے والا جناب امیرؑ کو خلفائے ثلثہ سے کم رتبہ و کم علم اور حقیر تو ضرور
 سمجھے اور جہان کین فضیلت جناب امیرؑ اور مضامین خلافت کو ادا
 حضرت کے دیکھے تو ضرور اوہمین تاویل کر کے غلط کر دے اگرچہ مخالفت
 حکم خدا و رسولؐ کی ہو جائے مگر خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پائے ایسی

حالت میں بعدینین ہی کہ اس حدیث میں بھی یہ لوگ کچھ نہ کچھ بات بنائیں تہر
نہایت تعجب کی بات ہی کہ جسکو پیغمبر خدا نے اپنا وصی اور افضل خلایق فرمایا
ہو وہ تو خلیفہ نہوا اور جو لوگ جھوٹے گنگار دغا باز خائن ہوں وہ خلیفہ رسول
ہو جائیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہی قال فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر
انا ولی رسول اللہ فبیئتہما فطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب
ہذا میراث امراتہ من ایہا فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نور
ما ترکنا فصدقہ فرایتما کہ کا ذبا انما غادرنا خائنا واللہ یعلم انہ
اصداق یا زراشد تابع للی شر تو فی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ
وولی ابی بکر فرایتما کہ کا ذبا انما غادرنا خائنا انتھ موضع الحجاب
یہ عمر نے کہا جب رسول خدا نے انتقال فرمایا تو ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسول
اللہ ہوں اور سوقت تم لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور تم نے اسی عباس میراث
اپنی اپنے سہیلے کے مال سے طلب کی اور انھوں نے (یعنی علیؑ نے) میراث
اپنی زوجہ کی جو اسکے باپ سے اوسکو پہونچتی ہی طلب کی اور سوقت ابوبکر نے
جواب دیا کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم جھوٹ
جائیں وہ سب صدقہ ہی اور سوقت تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا گنگار
بیوفا دغا باز خائن جانا اور خدا جانتا ہی کہ وہ سچے نیک سیدھے تابع حق
تھے بعد اوسکے جب ابوبکر مرے اور میں خلیفہ ہوا تو تم دونوں نے مجھکو بھی
اوسیطر جھوٹا گنگار بیوفا دغا باز خائن جانا الحمد للہ کہ بشہادت عمر کے
یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیر ابوبکر اور عمر دونوں کو جھوٹا گنگار دغا باز

ص ۱۵۰
جلد دوم چارہ در امتبدین ابوبکر و عمر کا ذبا
یہ عمر نے کہا جب رسول خدا نے انتقال فرمایا تو ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسول

خائن جاننے تھے والا جناب امیر اس کہنے پر عمر کے انکار کرتے اور سکوت نہ فرماتے بلکہ کہتے کہ میں تم دو نوٹ کو ایسا نہیں سمجھتا ہوں تم مجھے کہو کہ جو بھٹی تھمت کرتے تھے واضح ہو کہ یہ سب صفیں جو بخین مین بانی گئیں یہ سب علامت نفاق کی ہیں مشکوٰۃ میں لکھا ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کان فیہ خصلۃ منہن کان فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اوتمن خان واذا احدث کذب واذا عاہد عذار واذا خاصم فخر متفق علیہ یعنی خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس شخص میں ایک بات ہو او سمین ایک خصلت نفاق کی بانی جائیگی جینک کہ باز نہ آوے جب امین قرار دیا جاوے تو خیانت کرے اور جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو بیوفائی کرے اور جب کسی سے محاصہ کرے تو راہ منق و فجور پر چلے یہ حدیث متفق علیہ ہے ہم کہتے ہیں اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو شخص خائن اور کاذب اور غادر ہو وہ منافق ہے شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر حذیفہ سے (جو صاحب اسرار رسول خدا کے تھے اور پیغمبر خدا نے نام سب منافقین کے اونکو بتا دیے تھے) اکثر پوچھا کرتے تھے اے حذیفہ ہکو تو پیغمبر خدا نے منافقین میں سے نہیں کہا ہے جیسا کہ احیاء العلوم میں غزالی نے لکھا ہے ولقد کان عمر یبالغ فی تفتیش قلبہ حتی کان یسئل حذیفۃ انہ هل یعلم بہ من اثار النفاق شیئا اذا کان حذیفۃ قد حصّہ رسول اللہ بعلم المنایا

ص ۹
جہاں دہلی
بدون صفات مذکورہ
و علامات نفاق
۱۰ یہ حدیث صحیح بخاری
میں ہے

ص ۸۸
فی بیان فضیلت المؤمن
والعقوبۃ فیہ من کتاب
الوفاء والوفاء
جلد ہدیم در لاس
پیشینہ

جیسے عمر کو اپنے دل کا حال دریافت کر نیکی واسطے بہت کد رہا کرتی تھی یہاں تک کہ
 حذیفہ سے اکثر پوچھا کرتے تھے اسی حذیفہ ہم میں بھی علامت نفاق کی تم پاتے ہو
 اور حذیفہ سے پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ انکو پیغمبر خدا نے منافقوں کے نام اور
 علامات سب بتلا دیے تھے اب اہلسنت کو چاہیے کہ پیروی منافقین
 کا ذہن آئین غادرین خائنین کی چھوڑ دین اور شیعیان علی بن ابیطالب
 اور دوستداران اہلبیت طاہرین میں داخل ہوں اگر یہ کہیں کہ ہم لوگ
 بھی علی سے محبت رکھتے ہیں پس یہ قول ان لوگوں کا محض لسانی ہوا اور
 اس دعوے میں اپنے یہ لوگ ہرگز سچے نہیں ہیں کیونکہ محب کامل وہی ہے جو
 دوست کے دشمنوں سے دشمنی اور دوستوں سے دوستی رکھے نہ یہ کہ
 اوسکو بھی دوست رکھے اور اوسکے دشمنوں کو بھی دوست رکھے ایسی دوستی
 کب معتبر ہو مثلاً اگر کوئی شخص غرود اور فرعون اور شداد کی خدائی کا
 بھی قائل ہو اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا بھی اعتقاد رکھتا ہو وہ کبھی اپنے
 اعتقاد میں کامل ہوگا اور یہ عقیدہ اوسکا بکار آمد ہوگا جب تک کہ اللہ باطلک
 برائت نہ کرے چنانچہ کلمہ لا الہ الا اللہ اس پر شاہد عادل ہے کہ اول اوسکا
 تبراً ہو کل اللہ سے اور آخر اوسکا تولی ہو اللہ واحد سے پس یہی دو جزو ایمان
 کے ہیں (یعنی تبراً اور تولی) اور اسی طرح اگر کوئی شخص سیلہ کذاب کی
 نبوت کا بھی قائل ہو اور خاتم النبیین کی پیغمبری کا بھی معتقد ہو وہ ہرگز
 اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے اور یہ اعتقاد اوسکا محض باطل ہوگا پس اسی
 طرح اگر کوئی شخص دشمنان جناب امیر کی خلافت کا بھی قائل ہو اور

بیان اینکہ محبت علی واجب
 ہے بر ہر مسلم جمیع اشیاء

اونکو دوست رکھے اور جناب امیر کی دوستی کا بھی دعویٰ کرے وہ ہرگز اپنے دعوے میں سچا نہیں ہو اور نہ یہ عقیدہ اوسکا بروز قیامت کچھ نفع بخشنے کا

تو تبار کی علی را دیدہ	زین سبب غیرے برو بگزیدہ
------------------------	-------------------------

مسک بہتم اثبات میں امامت اور خلافت باقی اماموں کے جانا جا ہیے کہ بعد رسول خدا کے بعد نقیاب بنی اسرائیل بارہ امام اونکے خلیفہ اور حجت خدا اور پیشواے خلق اور ہادی امت ہیں اور انہیں کے ساتھ پیغمبر نے مسک کر نیکا حکم دیا ہے پہلے امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام دوسرے امام حسن علیہ السلام تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام پانچویں امام محمد باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام ساتویں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آٹھویں امام علی رضا علیہ السلام نوین امام محمد تقی علیہ السلام دسویں امام علی نقی علیہ السلام گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام بارہویں امام محمد مدعی آخر الزمان علیہ السلام اور دلیل ان حضرات کے امام اور خلیفہ بحق ہو نیکی علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعہ اثنا عشریہ کثر ہم الشد فی البریہ کی کئی طرح سے ہر اول صحیح بخاری میں ہے عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی ص یقول اثنا عشر امیرا فقال کلمۃ لہا اسمہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش جابر بن سمرہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے سنا میں نے کہ رسول خدا نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہونگے بعد اسکے حضرت نے ایسا کلمہ فرمایا جسکو میں نے نہ سنا میرے

در اثبات امامت

اسما کے شیعہ وارثہ امام
مسک بہتم اثبات میں امامت اور خلافت باقی اماموں کے جانا جا ہیے کہ بعد رسول خدا کے بعد نقیاب بنی اسرائیل بارہ امام اونکے خلیفہ اور حجت خدا اور پیشواے خلق اور ہادی امت ہیں اور انہیں کے ساتھ پیغمبر نے مسک کر نیکا حکم دیا ہے پہلے امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام دوسرے امام حسن علیہ السلام تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام پانچویں امام محمد باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام ساتویں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آٹھویں امام علی رضا علیہ السلام نوین امام محمد تقی علیہ السلام دسویں امام علی نقی علیہ السلام گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام بارہویں امام محمد مدعی آخر الزمان علیہ السلام اور دلیل ان حضرات کے امام اور خلیفہ بحق ہو نیکی علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعہ اثنا عشریہ کثر ہم الشد فی البریہ کی کئی طرح سے ہر اول صحیح بخاری میں ہے عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی ص یقول اثنا عشر امیرا فقال کلمۃ لہا اسمہا فقال ابی انہ قال کلہم من قریش جابر بن سمرہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے سنا میں نے کہ رسول خدا نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہونگے بعد اسکے حضرت نے ایسا کلمہ فرمایا جسکو میں نے نہ سنا میرے

ص ۱۰۷۲
جلد دوم چھاپہ پیر

باب نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کل قریش سے ہونگے اور بعض روایات میں اثنائے عشر خلیفۃ کا لفظ واقع ہی یعنی حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے دوسرے باتفاق فریقین حضرت نے فرمایا میں تم کو گنہین دو چیز جو ہر ایک جاتا ہوں ایک تو کتاب خداداد دوسرے میرے اہلبیت ہیں جب تک انکا دامن پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر نے جو اہلبیت کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ معصوم ہوں کیونکہ اگر وہ معصوم نہ ہوں تو ممکن ہے کہ ان سے گناہ وقوع میں آوے پس اگر ہم اس گناہ میں انکی اطاعت و پیروی کریں تو یہ خلاف مرضی خدا و رسول کے ہوگا اور اگر انکی اطاعت نہ کریں تو بھی خلاف حکم رسول کے ہوگا اور تفصیل کا قائل ہونا دعوائے بلا دلیل ہے کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے پیغمبر نے یہ نہیں کہا ہے کہ جو انکے ساتھ نیک کام میں متسلک کریگا وہ گمراہ نہ ہوگا اور باتفاق فریقین یہ بات ثابت ہے کہ بعد حضرت رسول کے سوائے ان بارہوں بزرگوار کے جو اہلبیت رسول سے ہیں کوئی شخص تمام عمر گناہوں سے پاک و منزه نہیں ہے پس یہی امام ہونگے اور خلفائے ثلاثہ سنیان پہلے کا فرقے برابریت پر جا کیے شراب بیا کیے ایسے لوگ کب قابل امامت (جو کہ تالی مرتبہ نبوت ہی) ہو سکتے ہیں۔

تیسرے ان حضرات معصومین سے موافق دعویٰ کے معجزات ظہور میں آئے کہ جنکا ثبوت شیعوں کے یہاں بتواتر ہی بلکہ اہلسنت نے بھی انکے معجزات کا اقرار کیا ہے جیسا کہ ابن طلحہ نے مطالب السؤل میں اور ابن صباغ نے فصول مہمہ میں اور ملا جامی نے شواہد النبوة میں لکھا ہے پس یہ دلیل ہے انکے امام ہونے کی

مسلم فقہ اثبات امامت

۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

چوتھے یہ کہ ان اماموں کے زمانہ سے آج تک کتنے لوگ ان حضرات کے مخالف
و سعادہ گذرے ہیں جیسا کہ بنی اسید و عباسیہ کے زمانہ میں جو لوگ انہی اتحاد
و ارتباط رکھتے تھے او کو قتل کر ڈالتے تھے گھر بار لوٹ لیتے تھے بیانگ کہ اون
ملاہین نے کل اماموں کو کسی کو تیغ ظلم سے کسی کو زہر دغا سے شہید کیا ایک حضرت
صاحب العصرؑ رہ گئے جبکہ خدا نے (سبب اسکے کہ دنیا حجت خدا سے خالی رہے)
دشمنوں کی نظر دے پوشیدہ کر دیا اور اب تک یہ حال ہے کہ بہت سے اہل اسلام
انکی امامت کے قائل نہیں ہیں با اینکہ کسی نے ان حضرات میں کسی قسم کا عیب
نہ لگایا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ انہیں قدح و جرح کر سکے انکی عدالت میں نقص لگا
سکے پس اسکو بھلہ معجزات ان حضرات کے سمجھنا چاہیے کہ انکے مراتب کو خدا نے
دوست و دشمن سب پر ظاہر کر دیا کہ کوئی شخص انکے حق میں کوئی تہمت
نہیں لگا سکتا۔

سلسلہ ہشتم بیان میں اثبات وجود امام دوازدهم کے جاننا
چاہیے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ صلوات اللہ تعالیٰ انبار صومین امام ہیز
اور بنا بر شہور شہید دو سو پچہن ہجری میں شعبان کی پندرہویں شب کو پیدا
ہوئے اور زندہ ہیں مگر نظر بصلاح چند لوگوں کی نظرون سے پوشیدہ ہیں اور
اون حضرت کا امام اور خلیفہ بحق ہونا اہلسنت کی کتابوں سے بھی ثابت ہے
مسند ابی داؤد و ترمذی میں ابن مسعود سے منقول ہے قال رسول اللہ
لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لظول اللہ تعذ ذلک الیوم حق
یبعث فیہ رجلاً من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی میلاً الارض

دوازدهم
اثبات وجود امام

ص ۲۳

ص ۳۱

چہارم و گشت رباب ماجار

فی المہدی

یملک العرب یحل

قسطا وعدہ کا مملکت ظلم کا جوڑا جیسے فرمایا رسول خدا نے اگر ایام دنیا سے
 نہ باقی رہے مگر ایک روز تو حق تعالیٰ اس روز کو بڑھا دیگا یہاں تک کہ مبعوث ہو
 اس روز ایک شخص میرے اہلبیت میں سے کہ نام اس کا موافق ہو گا میرے
 نام کے وہ شخص ہر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جس طرح کہ بھر گئی ہوگی ظلم
 و جور سے اس قسم کی بہت سی حدیثیں علاوہ احادیث مرویہ کتب شیعہ کے
 اہلسنت کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے یقین حضرت صاحب الزمان
 کی امامت کا ہونا ہی مگر فرق اس قدر ہے کہ اہلسنت کہتے ہیں کہ حدیثی موعود
 اب پیدا ہونگے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حضرت پیدا ہو چکے جیسا کہ جامع
 شواہد النبوة میں اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے
 اور ابھی تک زندہ و باقی ہیں مگر بمصالح چند خدا نے خلایق کی نظروں سے
 الی یوم الوقت المعلوم انکو پوشیدہ رکھا ہے اور دلیل حضرت کے
 موجود ہونے کی کسی طرح سے ہے اول یہ حدیث شریف علیہ بین الفرقین ہے
 کہ پیغمبر خدا نے فرمایا میں مات ولہو یعرف امام زمانہ فقد مات
 میتہ جاہلیۃ جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافروں کی
 موت مرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں امام کا ہونا ضرور ہے کوئی
 زمانہ امام سے خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ زمانہ کو حضرت نے اس شخص کی طرف
 معنائ فرمایا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ہر شخص کے زمانہ میں امام کا موجود
 ہونا ضرور ہے اور یہ بغیر اسکے نہیں ہو سکتا کہ حضرت صاحب الزمان
 کے وجود کے قائل ہوں دوسرے اس بات کو ہم مسلک اول میں

صفحہ ۱۱۰
 شرح عقائد شیعہ
 جہاں لکھنؤ

ثابت کر چکے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ مخصوص ہو یعنی رسول یا امام اور اسکی اہمیت پر نص کرے تبصریح اپنی زندگی میں لوگوں سے کہدے کہ یہ ہمارے بعد امام ہوگا پس اگر حضرت صاحب العصر اب پیدا ہوں تو چاہیے کہ انکے واسطے (چونکہ نبی اور امام سب انتقال کر چکے) کوئی نص نہو والا لاذہر باطل کا لفظ مثلاً بعض اہلسنت اعتراض کرتے ہیں کہ ایسا امام جو نظرون سے غائب ہو اسکے ہونے سے کیا فائدہ دوسرے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اتنی مدت تک ہزاروں برس زندہ رہے جو اب پہلے شبہ کا یہ ہے کہ یہ بات ثابت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو باتیں امم سابقہ میں واقع ہوئیں اور بیطرف اس امت میں بھی واقع ہوگی پس یہ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم ایک زمانہ دراز تک خوف غم و دسے فارمین رہے اور وہین پرورش پائی اور اسی طرح حضرت موسیٰ نے بھی مخفی ولادت پائی اور جب فرعون کے خوف سے بھاگے تو سالہا سال حوالی مصر میں مخفی رہے اسی طرح پیغمبر آخر الزمان ابتدا میں بہت دنوں تک خوف کفار سے شیب ابطال میں مستور رہے اور جب مکہ سے ہجرت کی تو کئی روز تک غار میں پوشیدہ رہے پس اس استتار میں انبیاء کے اتنے روز تک کیا فائدہ ہوا جو فائدہ وہاں سمجھو گے ویسا ہی بیان بھی سمجھو یہ بات ظاہر ہے کہ بیطرف اور انبیاء کو خدا نے بسبب سرکشی اکثر عباد کے انکی نظرون سے پوشیدہ رکھا جب معلومت ہوئی تو ظاہر کیا اسی طرح امام آخر الزمان کو بھی بسبب ظلم وعدوان خلائق بے ایمان کے خدا نے لوگوں کی نظرون سے پوشیدہ کیا

اور خدا کی اہلسنت نے یہ ثابت کر دیا ہے
جواب شیخ زکریا

جب صلحت ہوگی تو ظاہر کریگا اور حضرت کے پوشیدہ رہنے میں بھی ایسا فائدہ
 ہو جس طرح آفتاب کے ابر میں رہنے سے خلافت کو نفع پہونچے اور تاکہ زمین پر
 حجت خدا کے قدم کی برکت سے لوگوں کو اسن و امان رہے مومنین انتظار
 میں ثواب پائیں جیسا کہ احادیث میں موجود ہے با اینہما اکثر ایسا ہوا ہے
 کہ حضرت کے وجود و وجود سے لوگوں کو نفع پہونچا ہے جب کسی مشکل میں پڑے
 ہیں تو حضرت نے اگر مدد کی ہو چنانچہ کتاب بجا والاوار میں منقول ہے کہ ایک
 زمانہ میں ایک شخص سنی نہایت متعصب بصرہ کا حاکم و بادشاہ ہوا اور
 وزیر اوسکا اوس سے بھی زیادہ تر متعصب و ناصبی تھا اور اہل بحرین سے
 چونکہ وہ سب شیعیان اہلبیت اطہار سے تھے نہایت عداوت رکھتا تھا
 اور ہر دم فکر میں اونکی ایذا رسانی کے رہا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک روز وہ
 وزیر بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے ساتھ ایک انار لیتا گیا اور بادشاہ کو
 دیا بادشاہ نے جب اوس انار کو دیکھا تو اس پر یہ نقش تھا لا الہ الا
 اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ
 جب اوس حاکم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ نقش خود بخود انار پر ہوا
 ہے کسی آدمی نے نہیں بنایا ہے یہ دیکھ کر وہ نہایت خوش ہوا اور وزیر سے
 کہا یہ دلیل مذہب و روافض کے باطل کرنے کے واسطے نہایت قوی ہے اب
 اہل بحرین کے باب میں تیری کیا رائے ہے وزیر نے کہا یہ لوگ نہایت متعصب
 ہیں خلفائے ثلاثہ کو برا کہتے ہیں اونکی خلافت سے انکار کرتے ہیں ضروری
 کہ یہ انار انکو دکھلایا جائے اگر وہ ہمارا مذہب اختیار کریں فہو المراد نہیں

بصرہ کا حاکم و بادشاہ
 وزیر اوسکا

تین باتون سے ایک بات اختیار گرین یا ایسا ہی کوئی اناروہ بھی اپنی حقیقت
 مین لائین یا جزیرہ دین یا وہ قتل کیے جائیں اور عورتیں اونکی قید کی جائیں
 بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور علما اور سادات بحسب حق کو بلا بھیجا اور
 وہ اناروہ کو لایا اور کہا اب تمکو لازم ہے کہ تم لوگ اسکا جواب دو یا جزیرہ دینا
 قبول کرو یا اپنا قتل ہونا گوارا کر دینا سنکر وہ لوگ بہت گھبراے پھرے
 اونکے متغیر ہو گئے خوف سے کانپنے لگے آخر جو لوگ اونہیں سن رسیدہ تھے
 اونہوں نے حاکم سے کہا ہمیں تین دن کی مہلت ملے اگر اس عرصہ میں
 ہم سے جواب ہو سکا تو بہتر ہے نہیں تو آپکو اختیار ہی غرض اونہے قبول کیا
 اور وہ لوگ نہایت متردد و پریشان اپنے گھر آئے اور آپس میں مشورہ
 کر کے دس شخصوں کو جو نہایت عابد و زاہد تھے تجویز کیا بعد اسکے اونہیں سے
 بھی تین آدمیوں کو جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور طاعت گزار تھے چنا
 اور ایک شخص سے کہا تم صحرائین جا کر عبادت جناب باری اور گریہ و زاری
 اور استغاثہ و بقیار می میں مشغول ہو اور دعا کرو کہ خدا تمہاری فریاد
 کو پہونچے اور امام دو جان حجتہ اللہ فی الدوران صاحب العصر والزمان
 کو ظاہر کرے کہ وہ کوئی تدبیر ایسی بتائیں جس سے ہم سبکو اس بلا سے
 نجات ہو غرض وہ صحرائین گئے اور تمام شب بتضرع و زاری جناب
 باری میں مشغول عبادت رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ
 صبح ہو گئی بیل مقصود اوس صحرا سے واپس آئے دوسرے روز
 اون لوگوں نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی تمام شب مشغول عبادت

نام پوچھے: خون نے کیے بعد دگرے بکے نام بیان کیجے او سنے کما تم اپنا ماتہ
 برضا و مین غم سے بیعت کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ ہواے خدا کے کوئی
 دوسرا سبب و زمین ہو اور محمد مصطفیٰ اسکے رسول ہیں اور علی مرتضیٰ اس کے
 خلیفہ بلا فصل ہیں غرض وہ بادشاہ شیعہ کامل اور دستدارانِ اہلبیت
 میں شامل ہو گیا بعد اسکے حکم دیا کہ وزیر کو قتل کریں اور اہل بحرین سے معذرت
 کی اور ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگا اس قسم سے بہت سے مقامات ایسے
 ہوئے ہیں جہاں حضرت ظاہر ہوئے ہیں اور مومنین کی مدد کی ہوا ان کو
 مائل تعلیم کیے ہیں بعد اسکے پھر نظر و نئے غائب ہو گئے ہیں اب رہا جواب
 دوسرے شبہ کا پس نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ قائل ہیں کہ مسلمان
 میں سے حضرت خضر اور ادریس اور الیاس اور عیسیٰ یہ سب زندہ ہیں
 اور اشیائے میں سے دجال اور ابلیس اب تک درنون موجود ہیں اور حضرت
 نوح کی عمر اڑھائی ہزار برس کی تھی اور لقمان بن عاد کی عمر تین ہزار برس کی
 تھی ان لوگوں کی اس قدر زندگانی کرنے پر یہ لوگ تعجب نہیں کرتے اور
 ایک شخص جو کہ ذریت پیغمبر آخر الزمان میں سے ہو اس کی اس قدر زندگانی
 کرنے پر تعجب کرتے ہیں ان هذا الشی عجبا۔

مسلم نہم بیان میں رجعت کے جانا چاہیے کہ رجعت کا بھی اقرا
 کرنا منجملہ ضروریات مذہب کے ہو اور مراد رجعت سے یہ ہے کہ قبل قیامت کے
 حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ لوگ جو بالکل نیک ہیں اور کچھ لو
 جو بالکل بد ہیں وہ زندہ ہونگے نیک تو اس واسطے کہ اپنے اما سونکے دیکھنے سے

باب ششم
 در بیان رجعت
 و در بیان اسرار
 و در بیان اسرار
 و در بیان اسرار

باب رجعت

لطیفہ

وہ سب باتیں ہماری امت میں بھی ہونگی مگر حضرات اہلسنت اس رحبت کا انکار کرتے ہیں چنانچہ ابوحنیفہ نے ایک روز مومن طاق سے (جو کہ اصحاب امام جعفر صادق سے تھے) بطور استہزا کے کہا تم لوگ قائل رحبت کے ہو پس ہلکو اس وقت رحبت کے وعدہ پر کچھ روپیہ دو جب ہم رحبت میں نہ ہونگے تو تم ہم سے اپنا روپیہ لینا مومن طاق نے کہا یہ سچ ہو مگر حدیث میں یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ کتے اور سور اور بندر وغیرہ کی شکل پر مسبوث ہونگے کیا معلوم تو کس شکل میں ہوگا ہم تجھ کو کیوں پہچانیں گے اپنا روپیہ کیوں وصول کریں گے اور حالات میں رحبت کے حدیث مفضل نہایت مفصل ہے اور سین اکثر حالات رحبت کے تفصیل امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہیں منجملہ اس کے یہ ہے کہ مفضل نے پوچھا یا مولا بعد اسکے حضرت صاحب الامر کمان جائیں گے فرمایا بعد اسکے مدینہ جائیں گے وہاں اون سے وہ امر ظاہر ہوگا جو باعث مومن کی خوشی کا اور سبب کافروں کی ذلت کا ہوگا مفضل نے پوچھا وہ کیا امر ہے فرمایا جب صاحب العصر سنی خدائی قبر طہر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے یہ قبر تو ہمارے جد بزرگوار رسول مختار کی ہے وہ سب کہیں گے ہاں پھر صاحب العصر کہیں گے یہ سب کون ہیں جو پہلے رسول میں دفن ہوئے وہ لوگ کہیں گے یہ دونوں صحابی رسول کے ابو بکر و عمر بن صاحب العصر صلواتا علیہما پوچھیں گے کون ابو بکر اور کون عمر ان سب کو یہاں کیوں دفن کیا شاید کوئی دوسرا ہوگا وہ سب کہیں گے اے محمدی آل محمد سو اے ابو بکر و عمر کے کوئی دوسرا دفن نہیں ہوا ان لوگوں کو اس واسطے

حدیث مفضل شریف
تکلیف ابو بکر و عمر

بیانِ دفن کیا کہ یہ خلیفہ اور سرے رسول کے تھے صاحبِ العمر کہینگے اگر تم میں سے کوئی انکو دیکھے تو پہچان سکتا ہی وہ سب کہینگے البتہ انکے حلیہ سے ہم پہچان سکتے ہیں اور سوقت صاحبِ العمر کہینگے اچھا دونو کو قبر و تے باہر نکالو وہ دونوں اسی صورت اصلی سے تروتازہ قبر و تے باہر نکلیں گے تب حکم کریں گے کہ کفن کو ان سیکے اوتار لو بعد اسکے اون دونو کو ایک درخت خشک پر لٹکا دینگے پس واسطے امتحانِ خلق کے وہ درخت ہرا ہوا جائیگا پتے نکل آئیں گے جو لوگ انکی محبت کا دم بھرتے ہیں وہ بہت خوش ہونگے غرض جو لوگ کچھ بھی انسے محبت رکھتے ہونگے وہ سب اس ماجراے عجیب کے دیکھنے کو وہاں موجود ہو جائیں گے تب صاحبِ الامر کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جو لوگ انکے دوست ہیں وہ سب ایک جگہ علیحدہ کمرے ہوں پس اور سوقت دو قسم کے لوگ ہو جائیں گے ایک وہ جو انکے دوست ہیں دوسرے وہ جو انکو برا کہتے ہیں انکے دوستوں سے صاحبِ الامر کہینگے تم لوگ ان سے تبرا کرو اور انکی محبت اپنے دلوں سے نکال ڈالو نہیں تو عذابِ خدا میں مبتلا ہو گے وہ سب کہینگے واہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی جبکہ ہم نے انکی کوئی بات نہیں دیکھی تھی اور سوقت تو انکی محبت سے ملاتہ نہ اوٹھایا اب تو ایسی کراہت بھی انسے دیکھ چکے اب کیونکر انسے یزاری کر سکتے ہیں بلکہ آپسے ہم لوگ علیحدہ ہیں اور انسے بیزا رہیں جنہوں نے اس خواری و ذلت کے ساتھ ان لوگوں کو قبر و تے سے باہر نکالا اور سوقت حضرت حکم کریں گے ایک آدمی سیاہ چلیکی کہ وہ سب

دوستداران شمعین ہلاک ہو جائیں گے

سبیلِ نجم معاد میں

اور اوہ میں ایک شعبہ اور جو وہ مسلک اور ایک خاتمہ ہر شعبہ معنی
معاد میں معاد کے نئے لغت میں عود کے یا مکان عود یا زمان عود کے
ہیں اور اصطلاح میں عود کرنا روح کا ہر طرف جسم کے یا عود کرنا حیات کا
تاکہ دنیا میں جو اعمال نیک یا بد کیے ہیں ان کی جزا یا دے نیک لوگ بہت
میں جادین بد لوگ جہنم میں سزا پاویں۔

مسلک اول اثبات معاد میں جانتا چاہیے کہ معاد کا بھی اقرا
کرنا بیجا ضروریات دین کے ہوا اور اسکا انکار کرنا کفر جو اسی سبب سے
سب اہل اسلام بلکہ کل اہل مل اس معاد کے قائل ہیں مگر بعض حکماء
فلسفین بعض شبہات میں پڑ کر اس معاد جسمانی کا انکار کرتے ہیں اور
کہتے ہیں جو چیز معدوم ہو گئی اسکا پھر عادیہ ہو نامحال ہو حالانکہ کوئی
دلیل اور برہان اسپر قائم نہیں ہو اور جو شبہات کیے ہیں وہ سب مخدوہ
ہیں جیسا کہ کتب مبسوطہ میں مذکور ہے یہ نہیں سمجھتے کہ جو خلاق عالم ایسا
قادر ہو کہ عدم بحیثیت سے وجود میں لایا وہی قادر حکیم ہو اگر بعد معدوم ہوئیے
پھر موجود کر دے تو کون سے تعجب کی جگہ ہو علامہ اسکے ممکن ہو کہ اجزائے
اصلیہ اس میت کے موجود ہوں اور خداوند دانائے جزئیات
عالم السوء الخفیات اعلان سب کو جمع کرے اور حیات بخشے وہو علیٰ
کل شئی قدير اور دلیل معاد کے ہونیکے دو طرح سے ہو عقلی و نقلی

دلیل عقلی یہ ہے کہ خداوند حکیم نے اس دنیا کو دار تکلیف و مشقت و مزرعہ آخرت بنایا ہے اور اس بات کو ہم سمجھتے ہیں کہ خدا نے جو اپنے بند و نگو تکلیف دی تو اس کا عوض بھی خدا کو دینا ضرور ہے کیونکہ اگر اس مشقت و تکلیف کا عوض نہ ملے تو اس سے خدا کا ظلم لازم آتا ہے حالانکہ خدا عادل ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہیں پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہے بلکہ خود بند و نگو پہونچتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نفع سے نفع دینا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ لذات دنیا جو کہ مخلوط است انواع مصائب و الآلام روحانی و جسمانی کے ہیں درحقیقت نفع نہیں ہیں قطع نظر اسکے بہت سے کفار دشمن پروردگار ایسے ہیں جو کبھی نیک کام نہیں کرتے بائینہ تمام عمر عیش و عشرت آرام و لذت کے ساتھ بسر کرتے ہیں کبھی او نگو تکلیف نہیں ہوتی اور بہت سے مومنین مخلصین ایسے ہیں جو کبھی خلاف حکم خدا نہیں کرتے بائینہ تمام عمر رنج و تکلیف میں فقر و فاقہ میں بسر کرتے ہیں کسی قسم کی راحت او نگو نہیں ملتی اس سے معلوم ہوا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے دار العمل ہے اور دار الجزا کوئی دوسرا مکان ہے کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا عوض پاوے اور وہ بغیر اسکے نہیں ہو سکتا کہ انسان بعد مرنیکے پھر زندہ ہو اسی کو معا د کہتے ہیں اور دلیل نقلی بہت سی ہیں یہاں ہریم ایک ہی آیت پر اتکا کرتے ہیں خداوند حمید قرآن مجید میں فرماتا ہے وضرب لنا مثلا ونسئل خلقه قال من يحيى العظام وهى رميم قل يحييها الذى انشاءها

اول موتہ و ہو بکل خلق علیم مفسرین نے سبب نزول اس آیہ کا یہ لکھا ہے کہ ابی بن خلف ایک ہڈی بوسیدہ پیغمبر خدا کے پاس کہیں سے لے آیا اور ہاتھ پر رکھ کر اوسکو مل ڈالا کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی پھر کہنے لگا اے محمد تم اسی کو کہتے ہو کہ خدا قیامت میں زندہ کر لگا حضرت نے فرمایا اللہ علیہ السلام خدا تعالیٰ کو بھی زندہ کر لگا اور جنہم میں ڈال دیا اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی جسکے معنی یہ ہیں کہ ہمارے واسطے وہ شخص ضرب المثل لایا اور اپنی منتقت کو جو لگیا کہنے لگا اس ہڈی کو جو بوسیدہ ہو کون زندہ کر سکتا ہے کہ اسی رسول زندہ کر لگا اوسکو وہ جسے پیدا کیا اوسکو پہلی مرتبہ اور وہ ہر شے مخلوق کو جانتا ہے۔

مسک دوم اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ جتنی چیزیں دنیا میں زندہ ہیں ان کے واسطے سوائے ذات خدا کے موت ضرور ہے کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام حدیث میں یعقوب احمد سے منقول ہے وہ کہتا ہے میں امام جعفر صادق کی خدمت میں گیا کہ اونکے فرزند اسمعیل کی تعزیت دوں حضرت نے اسمعیل کے حق میں دعا کی پھر فرمایا خداوند عالم نے اپنے رسول کو جو باعث ایجاد خلق تھے خبر دی انک صیت و اھو میتون تو بھی مرے گا اور یہ سب بھی مریں گے اور فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت جتنے لوگ ہیں سب موت کا مزہ چکھیں گے بعد اسکے حضرت نے فرمایا قیامت میں اہل زمین کے سب مر جائیں گے کوئی باقی نہ رہے گا بعد اسکے اہل آسمان مریں گے سوائے

زین العابدین

زینبؓ احزان رسو خدا
وائمه ہدی وقت احتضار

مسک سوم اس بات کا بھی اقرار کرنا چاہیے کہ وقت احتضار و شہداء
جاگندہ فی کے جناب رسو خدا ۱۳ اورائمه ہدی علیہم السلام تشریف لاتے ہیں
مومنوں کو بہشت کی بشارت دیتے ہیں کافروں اور مخالفوں کو عذاب و دوزخ
سے ڈراتے ہیں اور یہ بات مذہب امامیہ میں باعادیث مستفیضہ و متواتر
طریقہ اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہے حدیث میں ہے کہ جب زبان مختصر کی
بند ہوئی ہو تو رسو خدا اور علی مرتضیٰ تشریف لاتے ہیں پیغمبر خدا دہنی طرف
اور امیر المؤمنین بائیں طرف بیٹھتے ہیں حضرت رسولؐ اور اس شخص سے
کہتے ہیں کہ بکا تو امیر دار تھا وہ تیرے سامنے ہو اور جس سے تو مخالف تھا
اور مست بخوف ہوا پس بہشت کے دروازے کو کھول دیتے ہیں اور اس سے
کہتے ہیں دیکھ یہ تیری جگہ ہے اگر تو چاہے تو پھر دنیا میں تجھ کو بھیر دین وہ
شخص کہتا ہے اب مجھ کو دنیا میں جانیکا کچھ کام نہیں ہے بعد اسکے رنگ او سکا
سفید ہو جاتا ہے پیشانی پر او سکی پسینہ آنے لگتا ہے لب او کے کھینچ جاتے ہیں
ناک او سکی دراز ہو جاتی ہے آنکھوں سے او سکی آنسو جاری ہوتے ہیں جب
جان او کے بدن سے نکلتی ہے تو پھر دنیا میں جانیکو او س سے کہتے ہیں
وہ قبول نہیں کرتا اور روح برابر او کے ساتھ ساتھ رہتی ہے یہاں تک کہ
غسل دیتے ہیں اور کفن کرتے ہیں اور تابوت میں رکھتے ہیں جب او کو
لے چلتے ہیں تو روح بھی آگے آگے چلتی ہے اور مومنوں کی روحیں او کے
استقبال کے واسطے آتی ہیں اور او سپر سلام کرتی ہیں اور بہشت
کی بشارت دیتی ہیں۔

دراحوال برزخ

آدمان ارواح باک
وہیں ہیں عیال خود

سوال نمبر

مسئلہ چہارم احوال میں عالم برزخ کے برزخ اوسن مانہ کو
 کہتے ہیں جو مرنے سے قیامت تک ہو اور سوال وضعتہ وفتار قبر یہ سیل سی
 زمانہ میں بدن سے متعلق ہوتے ہیں اور باقی امور زمانہ برزخ کے روح سے
 متعلق ہوتے ہیں حدیث میں ہے کہ روحین مومنین کی اکثر اپنے اہل
 و عیال کے دیکھنے کو آتی ہیں اور جس چیز کو دوست رکھتی ہیں او سکوناً نظر
 کرتی ہیں اور جس چیز سے کراہت رکھتی ہیں وہ انکے دیکھنے میں نہیں آتی
 اور کافر کی روح بھی اپنے اہل و عیال کو دیکھنے آتی ہے جس چیز کو نہیں چاہتی
 وہ اس کے دیکھنے میں آتی ہے اور جس چیز کو چاہتی ہے وہ اس کے دیکھنے میں نہیں آتی
 غرض بعض روحین ہر عجبہ کو آتی ہیں اور بعض کم آتی ہیں جیسے جسکے اعمال
 ہوں اور ایک حدیث میں ہے کہ بعض ارواح ہر سال اور بعض ہر مہینے
 اور بعض ہر ہفتہ میں اور بعض تیسرے روز اور بعض ہر روز جیسا جسکا مرتبہ
 ہو اپنے اہل و عیال کے دیکھنے کو آتی ہے اور عجز و اقارب کو دیکھتی ہے
 اگر انکو خیر و خوبی میں پاتی ہے تو خوش ہوتی ہے اگر گناہ و پریشانی میں
 دیکھتی ہے تو غمگین ہوتی ہے اور اسکا بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ سوال قبر حق ہے
 اور مشہور اکثر متکلمین کے نزدیک ہے کہ سوال قبر عام نہیں ہے بلکہ مخصوص
 اوس سے سوال ہوگا جو مومن کامل یا کافر محض ہے اور جو لوگ متضعف
 یا مجنون یا اطفال ہیں ان سے سوال نہیں ہوگا اسی طرح اوس میت سے
 بھی سوال نہوگا جس میت کے واسطے تلقین پڑھی گئی ہو جیسا کہ حدیث میں ہے
 کہ جب میت کو قبر میں تلقین کرتے ہیں تو فرشتے آپس میں کہتے ہیں آؤ چلو

جو عقیدہ نیک اسکا تھا وہ تو معلوم ہو چکا اسکو تعلیم کر چکے اور حدیث میں ہے کہ جب مردیکو دفن کر چلتے ہیں تو اوسکی قبر میں دو فرشتے سناؤ نکیر آتے ہیں کہ آوازین اونکی مثل رعد کے اور آنکھیں اونکی مثل برق کے ہیں اور بال اونکے زمین پر لگتے ہیں وہ اوس مردیکو کمر تک زندہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں بتا پرور دگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر مومن ہے تو کہتا ہے اللہ پرور دگار میرا ہے اور اسلام دین میرا ہے اور قرآن کتاب میری ہے اور کعبہ قبلہ میری بعد اسکے پینمبر اور امام کا سوال کرتے ہیں جب سبکا جواب ٹھیک دیتا ہے تو وہ فرشتے اوس سے کہتے ہیں ۵

سو تو آرام سے نہ کہ کچھ بات	جیسے سویا تھا اپنے بیاہ کی رات
-----------------------------	--------------------------------

اور اوسکی قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں قبر اوسکی نورانی ہو جاتی ہے اور ایک نور بہشت کا اوسکے سامنے کھول دیتے ہیں جہاں تک اوسکی نظر کام کرے اور اوس سے خوش ہو چکا کرتی ہے نیم بہشت آیا کرتی ہے اور اگر وہ میت کا فرہی ہو جب وہ دونوں فرشتے اوس سے ان سب باتوں کو پوچھتے ہیں تو کہتا ہے میں نہیں جانتا پس ایک دروازہ جہنم کا اوسکے واسطے کھول دیتے ہیں کہ ہمیشہ اوس سے حرارت جہنم پہونچا کرتی ہے

مسائل پنجم بیان میں بعض علامات قیامت کے پہلے خروج کرنا یا جوج اور ماجوج کا ہے مفسرین نے حدیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا یا جوج ایک گروہ ہے اور ماجوج بھی ایک گروہ ہے ہر ایک چار سو ٹھٹھے ہیں اور ایک شخص انہیں کانہیں مارتا ہے جب تک ہزار اولاد ذکور اپنے

نہیں نکلیں تو فرشتہ
کردن سوال گردن

در علامات قیامت
حقیقت ماجوج و جوج

صلب سے نہ کیجئے اور انکی تین قسمیں ہیں ایک قسم کے لوگ تو مثل درخت کے بلند ہیں اور ایک قسم کے لوگ ایسے ہیں جو طول اور عرض میں برابر ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ کوئی پہاڑ یا لوہا انکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اور ایک قسم کے وہ لوگ ہیں جنکے کان بہت بڑے ہیں کہ ایک کان کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کان کو اوڑھتے ہیں اور جس جانور کے پاس گزرتے ہیں جیسے ہاتھی اور اونٹ اور سور وغیرہ اسکو کھا لیتے ہیں بلکہ انہیں سے جب کوئی مرتا ہی تو اسکو بھی وہ لوگ کھا جاتے ہیں و و سمرے ظاہر ہونا دابة الارض کا ہی اکثر امادہ میں وارد ہوا ہے کہ مراد دابة الارض سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں کہ قریب قیامت کے ظاہر ہونگے اور انکے ساتھ عصاے موسیٰ اور انگشتر سلیمان ہوگی عصا کو مؤمن کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں مارینگے اور سب نقش ہو جائیگا ہذا مؤمن حقا اور انکو مٹی سے کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں مارینگے کہ اوس پر لکھ جائیگا ہذا کافر حقا اور بعض حدیث میں ہے کہ اوس عصا کو پیشانی پر مؤمن کی مارینگے پس ایک سفیدی مثل ستارے کے ظاہر ہوگی کہ تمام جہرہ اوسکا نورانی ہو جائیگا اور انکو مٹی سے کافر کی ناک پر مارینگے کہ سیاہ ہو جائیگی اور تمام جہرہ اوسکا کالا ہو جائیگا تیسرے آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا چوتھے مشرق کی جانب سے دھواں بلند ہوگا حق تعالیٰ فرماتا ہے یوم تاتی السماء دھواں مبین اور وہ دھواں مشرق سے لیکر مغرب تک تمام ہو جائیگا اور جالیں وزنگ رہیگا مؤمنین کے لیے نیک کام کے ہوگا اور کافروں کے لیے نیک حساب نہ ہوگا اور وہ دھواں انکے باغ سے اور کان سے

ظہور دابة الارض

اور نیچے سے لکلیگا۔

سلک ششم بیان میں نفع صور اور فناءے اشبار کے
 جانا چاہیے کہ نفع صور آیات و حدیث سے ثابت ہی خداوند حمید قرآن مجید
 فرمانا ہی ہو۔ نفع صور فتاویٰ افواجا یعنی اوس روز کہ جب صور بجایا
 جائیگا تو تم لوگ آؤ گے اپنی قبر و ان سے محشر میں فوج فوج بعض مفسرین نے
 لکھا ہے کہ جناب رسول خدا سے معاذ بن جبل نے پوچھا یا حضرت افواجا
 سے کیا مراد ہے فرمایا اسی معاذ نے بڑے ام عظیم کا سوال کیا یہ فرما کر انکو
 آنسو بھلائے اور کہا میری امت کے لوگ دس قسم سے محشر ہونگے کچھ تو
 بندہ کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہیں جو جہنم لہری کیا کرتے ہیں اور کچھ لوگ
 سور کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہیں جو حرام کھاتے ہیں اور کسب حرام کیا
 کرتے ہیں اور کچھ لوگ منہ کے بہل محشر ہونگے اور فرشتے انکو دوزخ کی
 طرف کھینچتے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھایا کرتے ہیں اور کچھ لوگ
 اندھے محشر ہونگے اور یہ وہ لوگ ہیں جو حکم میں جو ر و ظلم کیا کرتے ہیں اور
 کچھ لوگ بہرے اور گونگے محشر ہونگے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال پر
 غور کیا کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس طرح محشر ہونگے کہ اپنی زبان کو چباتے
 ہونگے اور وہ زبان انکے سینوں تک تنگتی ہوگی اور انکے منہ سے
 بیپ جاری ہوگی کہ اہل محشر اوس سے بڑا ناگینکے اور یہ وہ لوگ ہیں
 جو عالم میں مگر قول اور کا خلاف انکے عمل کے ہوتا ہو اور کچھ لوگ ایسے
 محشر ہونگے جنکے ہاتھ اور پائون کٹے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے

نفع صور

کہ دنیا میں جاؤ پس دو صورت لیکر آویں گے اور صورت میں ایک سر اور دو شاخیں
ہیں کہ در میان اول و دونوں شاخوں کے مثل آسمان اور زمین کے فاصلہ ہے
جب ملائکہ اسرافیل کو دیکھیں گے کہ صورت یہ جاتے ہیں تو کہیں گے معلوم ہوتا ہے
کہ خدا نے اہل زمین اور اہل آسمان کے مزینا حکم دیا ہے جب اسرافیل زمین
آئیں گے تو بیت المقدس میں جائیں گے اور منہ کعبہ کی طرف کریں گے جب اہل زمین
اسرافیل کو دیکھیں گے تو کہیں گے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اہل زمین کے مزینا حکم
دیا ہے غرض اسرافیل اوس شاخ سے جو زمین کی طرف ہے صورت چھوٹیں گے
پس اوس سے ایسی آواز نکلیں گی کہ زمین پر جتنے ذی روح ہیں سب مرجائیں گے
اور اسی طرح اوس سرے سے جو آسمان کی طرف ہے جب صورت چھوٹیں گے
تو ایسی آواز نکلیں گی کہ سب اہل آسمان ذی روح سوائے اسرافیل کے
ہلاک ہو جائیں گے اوس وقت اسرافیل کو حکم ہوگا تم بھی مرجاؤ پس وہ بھی
مر جائیں گے اور اسی کیفیت پر باقی رہے گا جب تک کہ خدا چاہے

مسلك ہتم بیان میں حشر وحوش کے خداوند عادل فرماتا ہے
واذا الوحوش حشرت اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قیامت میں
سب جانور بھی محسور ہوں گے تاکہ وہ مصیبت و رنج جو دنیا میں ان کو پہنچا
جیسے بیمار ہونا اور مرنا اور فرج ہونا اور مثل ان کے اوسکی جزا پاویں جس
حیوان کو کسی حیوان سے اذیت پہنچی ہو جیسے شاخ خدا نے حیوان بے شاخ کو
مارا ہو اوس کا قصاص لے بعد اسکے خدا کو اختیار ہے کہ بعض کو بہشت میں
لیجائے اور بعض کو فنا کر دے اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تم لوگ

در حشر وحوش

وہابی

داہوال مجاہدین
و اطفال

قربانی کو اچھی طرح کیا کہ وہ صراط پر جائیگی واسطے وہ ہماری سوا نہیں
مسلم ہتھ بیان میں احوال مجاہدین و اطفال کے حدیث میں ہے
کہ مومنین کے لئے کوئی گنہگار رب العالمین حضرت ابراہیم اور سارہ کے سپرد کرنا تھا
کہ وہ اونکی پرورش کرتے ہیں اور ایک درخت سے (جو بہشت کے ایک
قصر مرورید میں ہے) اور او سمین پستان شل گائے کے پستانوں کے بنے ہوئے ہیں
و وہ بلایا کرتے ہیں جب لڑکے کے منہ سے نکل جاتا ہے تو پھر اس کے منہ میں
لگا دیتے ہیں جب روز قیامت ہوگا تو ان اطفال کو لیا سماے پاکیزہ
پہنا کر خوشبو لگا کر انکے باپکو دیدینگے اور بعض حدیث میں ہے کہ شیعوں کے
لڑکوں کو حضرت فاطمہ پرورش کرتی ہیں جب قیامت ہوگی تو انکے
باپکو تحفہ دینگے وہ سب اپنے باپکے ساتھ بہشت میں رہا کرینگے اور کفار کے
لڑکوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں وہ سب بھی شل اپنے باپکے جہنم میں جائینگے
اور بعض کا قول ہے کہ سب بہشت میں جائینگے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اعدائے
میں رہینگے اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدا بموجب اپنے علم کے عمل کریگا جنکو جانتا ہے
کہ اگر یہ زندہ رہتے تو سعید ہوتے وہ تو بہشت میں جائینگے اور جنکو جانتا ہے کہ
اگر یہ زندہ رہتے تو شقی ہوتے وہ جہنم میں جائینگے اور بعض حدیث میں ہے کہ جب
روز قیامت ہوگا تو خداوند عالم آگ روشن کریگا اور لڑکوں کو اور مجنوں کو
اور گونگے کو اور ابلہ اور ستضعف کو اور اس شخص کو جو زمانہ قدرت میں نہ
اور اس پر حق ظاہر نہوا (مثل زمانہ جاہلیت کے) حکم کریگا اس آگ میں
چلے جاؤ جو شخص چلا جائیگا او سپر وہ آگ سرد ہو جائیگی اور جو لوگ تامل کریں

۴
بجائے ان کی بجائے ہتھ بیان میں
و بعض حدیث میں ہے کہ سارہ اور
میکون و بعضوں کا کہنا ہے کہ
و بعض حدیث میں ہے کہ سارہ اور
و بعض حدیث میں ہے کہ سارہ اور

وہ کیلئے یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ ہم دیدہ و دانستہ آگ میں کود پڑیں اور سوقت
خدا اودنے فرمایا جب پہننے بلا واسطہ ایک امر کے واسطے تم سے کہا تو تم نے اسکو
قبول کیا اگر بلا واسطہ کیسے ہمارا حکم تم تک پہنچتا تو اسکو کب مانتے آخر الامر
وہ سب جہنم میں جائیں گے۔

مسماکِ نیم بیان میں میزان و حساب و مواخذہ رب الارباب کے
جانتا چاہیے کہ میزان کا ہونا حق ہی حق تعالیٰ سے متاثر ہے والوزن یومئذ
الحق فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون ومن خفت موازينه
فاولئك الذين خسرو انفسهم بما كانوا بآياتنا يظلمون یعنی وزن
پر وزن قیامت حق ہی پس جس کسی کا پلہ نیکی کا بھاری ہو گا وہ لوگ رشکار
ہیں اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہو گا پس وہ لوگ وہ ہیں جو ہمارے آیات اور
احکام کو نہیں مانتے تھے اور اپنے نفس پر ظلم کرتے تھے اور اسکو ضائع کرتے
آوردن میں اعمال کے اختلاف ہو کہ اس سے کیا مراد ہے بعضوں نے
کہا ہے کہ اعمال مجسم ہو کر تولے جائیں گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صحیفہ اعمال
تولے جائیں گے اور مثل اسکے اور بھی اقوال ہیں جنکا لکھنا حالی طوالت سے
نہیں ہے اعتقاد اجمالی کافی ہے حدیث میں ہے جب روز قیامت ہو گا تو
دو بندہ سو من ایک فقیر اور ایک امیر کو حساب کے واسطے کھڑا کریں گے
اور سوقت فقیر کہیں گے پروردگار مجھ کو کس واسطے روک رکھا ہے تو خوب جانتا ہے
کہ تو نے مجھ کو کوئی خدمت اور ریاست نہیں دی تھی جسکے سبب سے میں
کسی پر ظلم کرتا یا عدالت کرتا اور نہ بہت زوال تو نے مجھ کو دیا تھا جو میں نے

میزان و حساب
میزان و حساب
میزان و حساب

سبب فقیر

تیری زکوٰۃ مذی تیری راہ میں حشر چ نکلیا یا بجا صرف کیا اسی قدر تو نے بھگوا
 دیا جس سے میں اپنی زندگی بسر کرتا رہا اپنی جان کی حفاظت کرتا رہا اور سوقت
 خداوند جلیل فرمایا گیا یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے چھوڑ دو اسکو کہ بہشت میں جائے
 اور وہ مالدار اوسی طرح برابر حساب کے واسطے کھڑا رہیگا اسقدر پسینہ
 اوس سے جاری ہوگا کہ اگر چالیس اونٹ پئین تو اونکے واسطے کافی ہو
 بعد اس خرابی کے بہشت میں جائیگا وہ فقیر اوس سے پوچھیگا اتنی دیر بھگوا
 کیوں ہوئی وہ کیسکا حساب دیتے دیتے برا حال ہوا برابر ایک قصور کے
 بعد دوسرا قصور ظاہر ہوتا تھا آخر خدا نے اپنی رحمت سے بخش دیا پھر وہ
 امیر اوس سے پوچھیگا تو کون ہے وہ کیسکا میں وہی فقیر ہوں جو تیرے ساتھ
 عرصہ محشر میں کھڑا کیا گیا تھا اور اسی طرح جب مومن گنہگار اور شیعیاں
 اہلبیت اطہار کو قیامت کے روز مقام حساب میں لا کر کھڑا کرے تو خداوند
 کریم خود متوجہ حساب ہوگا اور ایک ایک گناہ پر اس کے اسکو آگاہ کرتا
 جائیگا بندہ کہتا جائیگا لان ای ستار العیوب یہ گناہ مجھ سے ہوا ہے پس
 خداؤن گناہوں کو کسی پر ظاہر نہ کریگا نہ کسی پیغمبر پر نہ کسی فرشتہ پر بلکہ بعض
 گناہ کو اس کے اوس شخص پر بھی ظاہر نہ کریگا تا باعث اوسکی زیادتی نہ اسے
 نہو بعد اسکے کا تباہ اعمال کو حکم کریگا کہ اسکے گناہوں کو محو کر کے نیکو کر دے
 اور سب پر ظاہر کر دے جب لوگ دیکھیں گے تو کہیں گے اللہ اللہ یہ ایسا بندہ ہے
 جس نے ایک گناہ بھی نہیں کیا پس حکم ہوگا اسکو داخل بہشت کر داور یہی
 معنی ہن قول خدا کے فا ولئک یمدّل اللہ سیئاتہم حسنات

پہلے اردن غفور الرحیم
 بیات مومن را احسان

وكان الله غفورا راحما اور حدیث میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے
منقول ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو لوگ اپنی قبروں سے باہر نکلے گی
بدن بے ریش دے عیب نکلیں گے اور ایک عقبہ حشر میں یہ سب جمع ہونگے
اوس سے باہر جانے نہیں پائیں گے اس قدر جمع ہوگا کہ ایک دوسرے پر سوار
ہونگے یہاں تک کہ دم گھٹنے لگے گا اور بے انتہا پسینہ جاری ہوگا نالہ و فریاد کی
آوازیں پسند کریں گے پس ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ایسی آواز دے گا جسکو
سنکر سب چپ ہو جائیں گے خوف سے کانپنے لگیں گے انکو سے آسو جاری ہونگے
حیرت سے آسمان کی طرف دیکھتے ہونگے اوس وقت خداوند جبار کی نگاہیں ہوں
وہ خدا جسکا کوئی شریک نہیں ہوا اور میں عادل ہوں آجکے روز تم لوگوں پر
عدالت و انصاف کے ساتھ حکم کروں گا حق ضعیف کا قوی سے لوں گا انکو
تیکو نے بدل دوں گا جو کوئی کیے ظلم کو معاف کریگا اوسکو ثواب عطا کروں گا
آجکے روز اس عقبہ سے کوئی ظالم نہ کریگا مگر وہ جسکو مظلوم بخندے اور میں
اسکے عوض میں ثواب عطا کروں اب تم لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر
اپنا اپنا مظلوم طلب کرو جسکو جس سے دنیا میں ظلم ہو چکا ہو وہ داد خواہ ہو
میں گواہ ہوں یہ سنکر سب مظلوم دوڑیں گے اور اپنے اپنے ظالموں کو ڈھونڈ کر
نکالیں گے اور اوتنے مواخذہ پائیں گے اسی حال پر ایک مدت ہو جائیگی کہ سب
سب بریشان ہونگے اور پسینہ میں بھر جائیں گے بہت سے کینے میں اپنے
مظلوم سے باز آیا کہیں جلد اس عقبہ سے نجات ملے اوس وقت آواز آئیگی اگر
چاہو تو اپنے مظلوم کو بخندو اور اس عقبہ سے گزر جاؤ اور اگر نہیں بخندو

۱۰
مقتد الطریق التي تفرق بين
وينا في الاديان من انشاد
بعضهم والآخر قبل القبول
بقية الضيق في راس الجبل
تتجانبان كس البحر
عدالت خدا و برهان
ظالم و مظلوم

تو شہر سے رہو کہ میں تمہارا مظلمہ ظالم سے لون یہ سنکر بہت سے لوگ خوش ہو گئے
اور اپنے مظلمہ کو بخشنے لگے کہ جلدی نجات پاؤں اور بعضے کہیں گے یا غیاث
الستغیثین ہمارا مظلمہ بہت بڑا ہی ہم نہ بخشنے اور سوت رضوان خازن جناب
حکم ہو گا کہ ایک قصر جاندی کا قصر ہائے بہشت سے انوار نعمت والوان
ظروف طلا و نقرہ اور حور و قلمان سے آراستہ کرے جب آراستہ ہو گا
تو ایک سنادی آواز دیگا اس مکان کی طرف دیکھو اور سکودیکھ کر ہر شخص
تمنا کرے گا کہ یہ مکان مجھ کو ملتا آواز آئیگی یہ مکان اسکا ہی جو اپنے مظلمہ کو معاف
کرے یہ سنکر اکثر معاف کر دیں گے اور کچھ لوگ نہیں معاف کرینگے اور سوت
اون لوگوں کو میدان حساب میں عرش خدا کے پاس لا کر کھڑا کرینگے
اور صحیفہ اعمال کو لے جائیں گے میزان کھڑی کی جائیگی خداوند عادل مظلوموں
داد رسی کرے گا ظالم اگر کافر ہو تو اس مظلوم کے گناہ کو اوسکے اوپر زیادہ
کر دیگا کہ باعث اوسکے زیادتی عذاب کا ہو گا اور اگر ظالم مسلمان ہو تو بقدر
اوسکے ظلم کے اوسکی نیکیاں لیکر مظلوم کو دیدیگا اور ظالم کے گناہ کو اوسقدر
زیادہ کر دیگا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے
روز کچھ لوگ جب انکے اعمال قبیحہ اونکو دکھلائے جائیں گے تو اوس سے
انکار کریں گے کہیں گے ہم نے تو ان کا مونے ایک بھی نہیں کیا ہی پس وہ فرشتے
جنھوں نے لکھا ہی گواہی دیں گے وہ کہیں گے پروردگار یہ سب تیرے فرشتے ہیں
تیری ہی ایسی گواہی دیں گے قسم تیری میں نے ان کا مونکو نہیں کیا ہی اور سوت
اونکی زبانیں تبدیل ہو جائیں گی اور اعضا و جوارح گواہی دیں گے کان گواہی دیگا

انکار اربع خیم از اعمال قبیحہ
خود نمادات اعضا و جوارح

جو حرام چیز دیکھو سنا ہو مثل غنا اور غیبت وغیرہ کے انگم گواہی دیگی جو اشیا
حرام کو دیکھا ہو مثل ناج وغیرہ کے ہاتھ گواہی دینگے جو ان سے حرام کام ہوے ہیں
جیسے بوری و قتل نفس وغیرہ یا نوں گواہی دینگے جو حرام کام میں چلے ہیں
فروج گواہی دینگے جو ان سے حرام ہوا ہو جیسے زنا و لواط و سحر وغیرہ اور یہی
سخن میں قول خدا کے جتنے اذاما جاءواھا شهد علیھم سمعوا و ابصارھم

و جلودھم یا کانوا یعلمون

مسک و ہم در بیان میں حوض کوثر کے خداوند مجید فرماتا ہوا تھا
اعطیناک الکوثر ای رسول ہے تم کو کوثر عطا کیا اکثر عاتہ و خاصہ کا اسپر
اتفاق ہے کہ مراد اس سے حوض کوثر ہی عاتہ نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ حضرت امیر نے پیغمبر خدا سے حوض کوثر کو پوچھا فرمایا ایک نہری جو غار
کے نیچے جاری ہے اور کوثرے اوکے کنارے مثل ستاروں کے رکے ہیں پانی و کا
دودھ سے سفید اور شہد سے شیرین اور مسک سے زیادہ نرم ہے اور سنگریزے
اوکے مروارید اور زبرجد و یاقوت کے ہیں اور گمانش اوکی زعفران ہے
خاک اوکی مشک سے زیادہ خوشبو ہے بعد اسکے حضرت نے جناب امیر کے
شانہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ای علی وہ نہر میرے واسطے ہے اور میرے بعد جو تمہارا
دوست ہیں اونکے واسطے ہے اور حضرت ابو ذر سے منقول ہے کہ رسول خدا نے
فرمایا میری امت حوض کوثر پر وارد ہوگی پانچ حکم کے ساتھ پہلا رایت
عجل ہے (یعنی پہلے صاحب کا) پس میں اوٹھ کر اوکا ہاتھ پکڑوں گا یہ دیکھ کر
اوٹھ کر رنگ سیاہ ہو جائیگا یا نوں تھرانے لگینگے بدن کانپنے لگے گا اور

و بیان حوض کوثر
سنہ ۱۰۰۰ھ میں
تبعی علی بن ابی طالب
نے فرمایا کہ میں نے
کوثر کو دیکھا ہے
اور اس کے
کے گوشہ میں
نہری جاری ہے
اور اس کے
کے گوشہ میں
نہری جاری ہے
اور اس کے
کے گوشہ میں
نہری جاری ہے

حدیث نمبر ۱۱۱

جو اوسکے شریکِ مہینِ اون سبکا بھی یہی حال ہوگا مین اونسے پوچھو نگا دو چیز بزرگ
جو تم لوگوں میں ہم چھوڑ گئے تھے اُنکے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہیں گے بڑے کو (یعنی فرماؤ گے)
تو پہننے غلط سمجھا اور اوسکی تکذیب کی اور چھوڑ گئے کو (یعنی اہمیت کو) آزار دیے
اور بظلم کیے مین کمونگا تم سب بائین جانب جاؤ پس اونکو فرستے جائیں مال
(جو محلِ اہلِ عذاب ہی) اوسی طرح پیاسا باروے سیاہ بچائیں گے اور
ایک قطرہ آب کو خر سے ندین گے بعد اسکے رایتِ سرِ عون (یعنی دوسرے
صاحب کا) آئیگا اور اس رایت کے ساتھ بہت سے لوگ ہونگے ابو ذر نے
جب یہ سنا کیا یہ سب گمراہ ہونگے فرمایا بلکہ دین کو میرے یہ سب فاسد
کر دینگے حق کو باطل کرینگے غیر کے حق کو دنیا کے واسطے غضب کرینگے انکی جتنی باتیں
ہونگی سب دنیا کے واسطے ہونگی حضرت فرماتے ہیں جب مین اوسکا ہاتھ
پکڑو نگا تو اوسکا بھی رنگ سیاہ ہو جائیگا قدم کا پھنے لگینگے بدن لرزے
لگے گا اوسکے ساتھ نکا بھی یہی حال ہوگا انسے بھی مین پوچھو نگا ثقلین کے
ساتھ تمہنے کیا سلوک کیا وہ کہیں گے بڑے کو پہننے جھوٹا سمجھا اور جھاڑ ڈالا اور
چھوڑنے کے ساتھ جنگ کی اور اونکو قتل کر ڈالا اوسوقت مین کمونگا تم سب
بھی بائین جانب جاؤ پس یہ سب بھی اوسی طرح پیاسے باروے سیاہ
دلہنسے نکالے جائیں گے بعد اسکے رایتِ فلان (یعنی تیسرے صاحب کا) آویگا اور
اوسکے ساتھ پچاس ہزار آدمی ہونگے اونسے بھی اوسی طرح سوال و جواب
ہوگا جیسا اون دونوں نے ہوگا اور اونا بھی وہی حال ہوگا جو اون دونوں کا
ہوگا بعد اسکے رایتِ محمد (یعنی سردارِ خوارج کا) آویگا اوسکے ماتحت شہرِ بڑا

ص ۹۷
جلد دوم چہا پرشر

ص ۶۶۶
جلد دوم چہا پر کلنہ

کیا کیا بدعتیں کیں اور ایک روایت میں ہو فاقول الھم منی فیقال اناک
لا تدری ما احد ثوابک فاقول صحقا صحقا لمن غیر بعدی سینے
حضرت نے فرمایا او سوقت میں کھونگیا یہ سب تو مجھ سے ہیں ارے میرے اصحاب
ہیں) آواز آئیگی تم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتیں کیں
پس میں کھونگا دوری ہو دوری ہو رحمت خدا سے اس شخص کے لیے جسے
میرے بعد میرے دین کو تغیر دیا اور خراب کر دیا اور صیح مسلم میں ہو الا و انہ
سیجاء برجال من امتی فیوخذ لھم ذات الشمال فاقول یارب صحاب
فیقال اناک لا تدری ما احد ثوابک فاقول کما قال العبد الصالح
و کنت علیہم شہید ا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت
الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فاعظم
عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز المحکم قال فیقال لھم
انتھو لمرزا الوارث دین علی اعقابہم مذ فارقتھو یعنی ابن عباس
سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا نے ایک روز منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور اصحاب کی
طرف مخاطب ہو کر فرمایا ایسا انسان اس آگاہ ہو کہ قیامت میں کچھ لوگ
میری امت سے لائے جائیگی پس فرشتگان ذات الشمال (رجو عذاب کے
واسطے مقرر ہیں) ان کو جہنم میں لجا ئیگی واسطے پکڑ ئیگی او سوقت میں کھونگا
خدا و ندایہ تو میرے اصحاب ہیں حکم ہوگا تم نہیں جانتے کہ بعد تمہارے
ان لوگوں نے کیا کیا بدعتیں کیں پس میں کھونگا وہ کلام جو حضرت
عیسیٰ نے کہا تھا کہ خدا و ندا میں جب تک ان لوگوں کے ساتھ تھا انکا نگران ہوا

اور فرمایا تم کیوں روتی ہو تم اوغین نہیں ہو آؤ صبحِ فردی میں عائشہ سے
منقول ہو قال رسول اللہ ص قد کان یكون فی الامم محمدٌ تون فان یک
فی امتی احد فعمر بن الخطاب یعنی زمانہ سابق میں ہر امت میں کوئی
شخص احداث اور بدعت کرنے والا ہو کرتا تھا اور میری امت میں اگر کوئی
ایسا ہوگا تو وہ عمر ہوگا۔

مسلمک یا زوہم بیان میں صراط کے جانا چاہیے کہ صراط ایک نالی ہے جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے اور اس کے نیچے جہنم ہے اور وہ صراط بال سے باریک متواتر تیز نگ سے زیادہ گرم ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط پر ہزار برس کی راہ چڑھاؤ ہے اور ہزار برس کی راہ برابر ہے اور ہزار برس کی راہ اتار ہے پس بعض لوگ جو مومن خالص ہیں وہ بہت آسانی کے ساتھ شیل برق کے گذر جائینگے اور بعض لوگ شیل گھوڑے کے دوز کے اوپر سے چلے جائینگے اور کچھ لوگ اوپر کھڑے ہو کر چلیں گے اور کچھ لوگ چاروں ہاتھ پائون سے شیل لڑکھونکے چلیں گے اور کچھ لوگ اوس سے نکلے ہوئے جائینگے کہ آگ تھوڑا سا اونکے بدن سے لے لیگی اور تھوڑا چھوڑ دیگی جسکے جیسے اعمال ہوں اور تفسیر امام مین رسول انام سے منقول ہے کہ جب پروردگار عالم تمام مخلوق کو زندہ کریگا تو ایک سنادی زیر عرش نذا کریگا اے مخلوق ابنی آنکھیں بند کرنا فاطمہ دختر میرے حبیب کی صراط پر سے گذر جائے پس سب لوگ آنکھیں بند کر لینگے سوائے محمد مصطفیٰ علیٰ مرتضیٰ حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا صلوات اللہ علیہم ما دامت الارض و السماء کے اور

جو لوگ کہ اولاد طاہرین سے اوں معصومہ کے ہونگے جب وہ حضرت بہشت
میں داخل ہونگی تو روانے مبارک صراط پر ہونگی اور ایک سر اوں کا حضرت کے
ہاتھ میں ہوگا اور دوسرا سر اوعصہ محشر میں پس خدا کی جانب سے آواز آئیگی اے
دوستداران فاطمہ تم سب ایک ایک تار سے اس جادو کے لپٹ جاؤ پھر
جتنے دوستداران سیدہ زنانہ میں یکے سب ایک ایک تار سے لپٹ جائیگی
یہاں تک کہ تین ہزار فنام سے بھی زیادہ اوں سے لپٹ جائیگی کہ ہر فنام
ہزار ہزار (یعنی دس لاکھ) آدمی کا ہوگا اور یہ یکے سب برکت و شفاعت
اوں معصومہ کے آتش جہنم سے نجات پائیگی اور منقول ہو کہ جب عصاۃ
مؤمنین جہنم میں جائیگی تو کفار و مشرکین طعنے دینگے کینگے تمہاری مسلمان کی کچھ
کام نہ آئی ہم تم برابر ہو گئے تم بھی جہنم میں آئے اور ہم بھی جہنم میں ڈالے گئے
اوں وقت دریاے رحمت الہی جوش میں آئیگا خداوند رحیم فرشتوں سے
کیگا تم ان لوگوں کی شفاعت کرو فرشتے اوں کی شفاعت کریں گے جس قدر کہ خدا
چاہے بعد اسکے پیغمبر و نئے کیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی شفاعت کریں گے
جتنا خدا چاہیگا بس مؤمنین مخلصین سے فرمایگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی
شفاعت کریں گے جتنے واسطے خدا چاہیگا بعد اسکے خداوند کریم فرمایگا میں سب
زیادہ رحم کرنے والا ہوں تم یکے سب جہنم سے باہر آؤ پس وہ لوگ جہنم سے
اس طرح باہر نکلیں گے جس طرح پروانے جوں کے گرد جمع ہوتے ہیں

مسلك دوازدهم بیان میں بہشت کے جاننا چاہیے کہ بہشت کا
بھی اعتقاد رکھنا منجملہ ضروریات دین کے ہوا و بہشت کا موجود ہونا احادیث

کھن کردن کفار بصیاف
مؤمنین در جہنم

۴
فنام یک ہزار و پندرہ ہزار

در بیان بہشت

ادھاف بہشت
در بیان بہشت

اور آیاتِ فترانی سے تبصریح و تواتر ثابت ہوا بہشت دار بقا ہے اور ہمیں
کبھی موت نہیں ہے اور بہشت میں بوڑھا پا اور بیماری اور سچ و غم اور فکر
و تردد یہ سب نہیں ہے اور آپس میں بغض و حسد و عداوت و نزاع و فساد
یہ سب باتیں بھی نہیں ہیں بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مرتبہ پر جو خدا کی طرف سے
ملا ہے راضی رہے گا اور دوسرے کے مرتبہ کی تمنا نہیں کریگا اور ایک حدیث
میں ہے کہ اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ میں آئینگے اور نیچے کے درجہ والے
اوپر کے درجہ پر نہیں جائیں گے تاکہ اونکو درجہ اعلیٰ دیکھا کر تمنا و افسوس نہ ہو
اور اسی طرح لوگوں کو بہشت میں بول و براز نہ ہو گا جیسے جنین کو شکم مادر میں
غذا ہونے لگی ہے اور بول و براز اسکو نہیں ہوتا بلکہ مثل عطر کے پسینہ نکالے گا
اور جو عورتیں بہشت میں ہوں گی اونکے واسطے بھی حیض و نفاس و استسنا نہ
اور ولادت یہ سب نہ ہو گا اور رشک و حسد و عداوت و بد خلقی جو عورتوں کی
عادت ہوتی ہے یہ باتیں بھی اونہیں ہوں گی اور ازواجِ مطہرات سے
یہی مراد ہے اور بہشت کی روشنی آفتاب و ماہتاب و ستارہ وغیرہ سے
نہیں ہے بلکہ جو کیفیت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتی ہے ویسا ہی
وقت ہو گا اور ظلِ مماد سے یہی مراد ہے اور بہشت کی شراب میز
مستی اور بہوشی اور لغو اور فحش نہیں ہے حدیث میں ہے کہ اہل بہشت گریبون
جو طلا سے بنی ہوں گی اور صبح مر وارید و جواہر سے ہوں گی تکیہ دیے ایک دوسرے
کی طرف منہ کیے بیٹھے ہوں گے اور گرد اونکے فلام اور ایک کے کانوں میں گونشواہے
پہنے پالے اور آفتاب سے سونے اور چاندی اور جواہرات کے ہاتھوں میں لیے

کھڑے ہونگے جس بیوہ کی خواہش کرینگے جس چیز کے کباب کو جی چاہیگا فوراً
 موجود ہو جائیگا اور عورین یسمن نازک بدن مثل مروارید نافہ کے مصاب
 میں ہونگی اور بہشت کے مکانات اکثر کوٹھے ہونگے اس واسطے کہ کوٹھے کے
 اوپر سے باغ و نرگل و سبزہ وغیرہ کی بہار دیکھنے کا زیادہ لطف ہوتا ہے
 حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا مولیٰ جب
 زن و شوہر دونوں مؤمن ہوں تو وہ دونوں بہشت میں جائینگے اور اسی
 زن شوہر باقی رہینگے یا نہیں فرمایا خداوند حکیم عادل ہے اگر مرد افضل ہے
 عورت سے تو اس مرد کو اختیار دیا جائیگا اگر اسے خواہش کی تو وہ
 عورت بھی اسکی بیوی بنے ہوگی اور اگر نہیں چاہا تو اسکی بی بی ہونگی اور
 اگر عورت افضل ہے مرد سے تو خدا اس عورت کو اختیار دیگا اگر وہ
 چاہیگی تو مرد اسکا شوہر ہوگا اور اگر نہیں چاہیگی تو وہ اسکا شوہر قرار
 نہیں پاوے گا پھر حدیث میں ہے کہ ام سلمہؓ نے حضرت رسولؐ سے پوچھا کہ اگر
 کسی عورت نے دو شوہر کیے ہوں تو وہ کسکو ملیگی فرمایا جو اسے اس سے
 خوش خلق ہوگا اور اپنی بی بی کے ساتھ خوش خلقی اور احسان کرنا ہوگا
 اسکی ملیگی اور ایک حدیث میں ہے کہ شوہر آخر کو ملیگی اور ایک حدیث
 میں ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائیگا جسکو چاہے اختیار کرے اور ابوبصیرؓ
 منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی
 یا مولیٰ مجھکو بہشت کا مشتاق کیجیے فرمایا بہشت کی خوشبو ہزار برس کی
 راہ سے معلوم ہوگی اور جس کسی کا بہشت میں کم سے کم بھی درجہ ہوگا

حکمت و شوق بہشت

سیدنا محمد و آلہ
 و سلمہ

وہ ایسا ہوگا کہ اگر تمام جن وانس اس کے مہمان ہوں تو بھی وہ اون سب کو
 طعام و شراب سے سیر کر سکتا ہو اور پھر وہ نعمت کم نہ ہو اور ادنیٰ درجہ
 اور مرتبہ کا بھی کوئی شخص حبیب و داخل بہشت ہوگا تو تین باغ اس کو دکھائی
 دینگے جب اس نے باغ میں جائیگا تو وہاں اس قدر عورتیں اور خدمتگاراں اور
 میوے اور نرین اور اسکے دیکھنے میں ایسی کھانسیں اور سکی روشن ہو جائیں گی
 دل خوش ہو جائیگا حمد و شکر آسمیٰ بجالائیگا فرشتے کینکے اوپر نظر کر جب
 وہ دیکھے گا تو پہلے باغ سے بھی اس کو زیادہ آراستہ پائیگا اور اون چیزوں کو
 دیکھے گا جو پہلے باغ میں نہ تھیں کینگا و اسباب العطا یا یہ باغ بھی مجھ کو ملے
 آواز آئیگی اگر اس کو ہم دین تو شاید پھر تیسرے کی بھی تو خواہش کرے وہ
 کینگا بار التما اب تجھ سے زیادہ کا طالب نہ ہوگا اس قدر کافی ہو پس خدا
 اس کو وہ باغ عطا کریگا جب وہ بندہ مؤمن اس باغ میں جائیگا تو
 خوشی اور سکی دونی ہو جائیگی اور شکر خدا بجالائیگا اس وقت ہوا ہی
 لائن شکوہ تو لازماً نہ کرے ایک دروازہ جنت المخلد کا اس کے سامنے
 کھول دینگے پہلے سے بھی زیادہ اس میں نعمتوں کو دیکھے گا اس وقت کہے گا
 پروردگار! شکر ہو تیرے احسانات کا کہ تو نے مجھ کو جہنم سے نجات دی اور
 اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ابو بصیر نے عرض کی یا مولا شوق میرا اور
 زیادہ کیجیے فرمایا بہشت میں ایک نہر ہو کہ اس کے کنارے لڑکیاں زمین سے
 جھمی ہوئی ہیں جب یہ مؤمن کسکیاں زمین سے پسند کر کے لے لیتا ہو تو خلافت عالم
 اس کی جگہ پر دوسری کو پیدا کر دینا ہو اور بہشت میں ہر مؤمن کو سات

نہر و نهران روئیدند

وہ

وصف حورالعین

وصف غار بہشت

دختران باکرہ اور چار ہزار زنانِ ثیبہ اور سات حورالعین ملیں گی۔ ابو بصیر نے
 بوجہ حورالعین کس چیز سے پیدا ہوئی ہیں فرمایا خاک نورانی سے بہشت کی
 کہ شعاع و چمک اُن کے بدن کی سترِ حُصّے کے نیچے سے دکھلائی دی گئی اور ایک
 روایت میں ہے کہ معز استخوانِ سابق پاکا اُن کے سترِ حُصّے کے نیچے سے
 دکھلائی دیتا ہے اگر اُن کے گیسو و نکو آسمان و زمین کے درمیان میں لٹکادینا
 تو نور سے اُن کے آنکھیں خیرگی کرنے لگیں اور آفتاب و ماہتاب کی ضرورت
 نہو اور حدیث میں ہے کہ بہشت میں ایک درخت ہے حکمِ خدا سے جب ہوا جلتی ہے
 اور ادس درخت سے ملتی ہے تو اس سے انواع و اقسام کی آواز اور
 راگ پیدا ہوتے ہیں کہ کبھی کسی نے ویسا نہ سنا ہوگا فرمایا یہ ادس شخص کے
 واسطے ہے جسے دنیا میں خوفِ خدا سے گانا سننا ترک کیا ہوگا اور حدیث
 میں ہے کہ جب مومن بہشت میں اپنے مکان میں داخل ہوگا تو اس کے
 سر پر ایک تاج کراست جو مرصع یا قوت و مروارید سے ہوگا رکھا جائیگا
 اور اس کو سترِ حُصّے برنگِ مائے گوناگون و اقسام مختلف جو سونے اور چاندی
 اور مروارید اور یا قوت سے مزین اور مرصع ہونگے عنایت ہونگے اور
 لباس اُن کا حریر کا ہوگا جب مومن اپنے تخت پر جلو س کر لیا تو وہ
 تخت مارے خوشی کے حرکت میں آئیگا اور جب دوستِ خدا بہشت میں
 رہنے لگے گا تو وہ فرشتہ جو بہشت کا موکل ہے اجازت چاہیگا کہ اس کو
 بہشت کی مبارکباد دے خدا شکار و کینز و غلام سب ادس سے کہیں گے ابھی
 ٹھہرا سوقت ولی خدا اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اپنی زوجہ حور یہ کے

ساتھ آرام کا قصد رکھتا ہی پُرس جو یہ اپنے خیمہ سے اوسکی طرف ٹہلتی ہوئی نکلی گئی
 گرد او کے احاطہ کیے ہوگی اور وہ جو یہ ستر چلے جویا قوت و مردارید و زبردست
 بنے ہونگے مشک و عنبر سے رنگے ہونگے پسنے ہوگی سربراو کے ایک تاج کرامت
 ہوگا پاؤنمین او کے دو موترے طلائی مکمل سیا قوت و مردارید ہونگے جنہ نیک
 پہونچگی تو وہ مؤمن مارے اشتیاق کے اوٹھ کھڑا ہوگا وہ کیسی آج تکلیف کا
 دن نہیں ہی کیون تکلیف کرتے ہو میں تمہارے واسطے ہوں اور تم میرے واسطے
 ہو پس اون دونوں میں پائسوی برس کا معانقہ ہوگا مگر کیونچہ ناگوار نہ ہوگا
 بعد اس کے خداوند کریم ہزار فرشتوں کو واسطے مبارکباد دینے کے بھیجا گا جب
 پہنچے دروازے پر بہشت کے پہونچینگے تو اوس فرشتے سے جو اسکا نگہبان ہی
 کیسے ہوگا خدا نے واسطے مبارکباد اور تہنیت دینے کے بھیجا ہی تم اجازت طلب
 کرو وہ کیسکا ٹھہر جاؤ میں دربان سے کمون اور اوس فرشتہ اور دربان
 کے درمیان میں تین باغ بزرگ کا فاصلہ ہوگا غرض وہ فرشتہ اوس
 دربان سے ان فرشتوں کے آئینکی وجہ بیان کریگا وہ کیسکا اسوقت بہت
 مشکل ہی کہ اونے اجازت طلب کروں اور دربان اوس صاحب اور ولی
 خدا کے دو باغ کا فاصلہ ہی آخر صاحب قیّم سے کیسکا اور وہ قیّم خدنگاران
 خاص سے اوس مؤمن کے ان فرشتوں کے آئینکی وجہ بیان کریگا جب وہ
 خدنگار اوس دوست خدا سے کیسے تب وہ اجازت دیگا پس وہ سب
 فرشتے اوس مکان میں ہزار دروازے سے جو ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ
 موکل ہی داخل ہونگے اور اوس پر سلام کریں گے اور اوسکو مبارکباد دیں گے

از من فرشتگان براے
 مبارکباد

۵
 تہنیت و تحنیت کے لئے
 من فرشتگان دروازہ پر

داخل شدن فرشتگان
 از ہزار باب

ہو گئے کہ چہرہ و منہ نور جھکتا ہو گا اور دل تم لوگوں کا مثل ایوبؑ کے کینہ و حسد سے پاک و منزہ ہو گا اور ایک حدیث میں ہے کہ اہل بہشت مثل جوان لڑکوں کے و از می ہو سچ سے پاک و صاف ہونگے اور بدینین یاں نہ ہونگے سر نہ لگاؤ تاج سر پر رکھے دست بر سخن اور انگوٹھی ہاتھوں میں پہنے ہونگے بدن اونکا نہایت نرم و لطیف تر و تازہ ہو گا ہر آدمی میں سواد میو کی قوت کھانے اور پینے اور جماع کرنیکی عطا ہوگی اور دن کے اور رات کے کھانیکا ذائقہ چالیس برس تک رہیگا لباس اونکے حریر کے ہونگے اور کپڑے اونکے سبز رنگ کے ہونگے ہمیشہ زندہ رہینگے کبھی اونکے واسطے موت نہوگی ہمیشہ جلتے رہینگے کبھی خواب نہوگا مستغنی ہونگے کبھی محتاج نہونگے خوش رہینگے کبھی غمگین نہونگے ہنستے ہونگے کبھی گریان نہونگے باعزت و ابرورہینگے کبھی ذلیل نہونگے نیک طبیعت رہینگے کبھی غم و غصہ نہکرینگے بالذات تمام کھائینگے کسی جھوٹے نہونگے ہمیشہ سیراب رہینگے کبھی پیاسے نہونگے کپڑے پہنا کرینگے کبھی ننگے نہونگے سوار ہو کر اہل زمین ملاقات کو جایا کرینگے اس قسم کی حدیثیں و صف بہشت میں بہت ہیں ہمنے تصور اس واسطے خوش ہونے شیعیاں حیدر کرار و مولیان اہلبیت اطہار کے لکھ دیا۔

مسلم سیزدہم حالات میں جہنم کے جانا چاہیے کہ جہنم کابھی اعتقاد رکھنا مثل بہشت کے واجب ہے اور انکار کرنیوالا اسکا کافر ہے منقول ہے کہ دوزخ کے سات طبقے ایک پر ایک ہیں پہلا جہنم ہے وہ اون لوگوں کے واسطے ہے جو اہل توحید سے گنہگار ہیں وہ او سمن بقدر اعمال سزا

در بیان جسم

مباحث جسم

اپنے سزا پائیگے بعد اسکے اوسین سے نکالے جائیگے و و سراسیمہ ہو وہ جا
یہود ہو قیسر اسقر ہو وہ جائے نصاریٰ ہو چو تھا جیم ہو وہ جائے
صائبین ہو پانچواں لٹنی ہو وہ جائے مجوس ہو چھٹا حطیہ ہو وہ جائے
مشرکین ہو ساتواں لٹنی ہو جو یکے نیچے ہو وہ جائے منافقین ہو
ان المنافقین فی الذرک الاسفل من النار اور جاننا چاہیے
کہ خدا گنہگاروں کے حق میں سزا مانتا ہو کلابین فیہ احقابیٰ اوس جنم میں
وہ سب بہت حقیر رہینگے کہ جنکی انتہائیں ہو بعضوں نے لکھا ہو کہ تینا ستر
حقیر میں ہر حقیر ستر خریف کا ہو اور ہر خریف سات سو برس کا ہو اور
ہر برس تین سو ساٹھ روز کا ہو اور ہر روز ایک ہزار برس کا ہو حدیث میں امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو کہ یہ آیت شان میں اون لوگوں کے ہو جو سزا
ہونگے اور بسبب گناہوں کے جنم میں ڈالے جائیگے بعد سزا کے نکالے جائیں گے
مولف کہتا ہو لوگوں کو جا ہیے کہ اپنے گناہوں کو سہل نہ سمجھیں اور یہ خیال
نکریں کہ آخر جنم سے نجات پائیگے اور برشت میں جائیگے کیونکہ ہر اون
برس جنم میں رہنا اور معذب ہونا کما نکاتھوڑا ہو اور حدیث میں منقول
ہے کہ جب حضرت آدم کو خدا نے دنیا میں بھیجا تو جبریلؑ کو حکم دیا کہ مالک
دو رخ سے تھوڑی سی آگ مانگ کر آدم کے واسطے لے جاؤ کہ وہ کما ناپکا میز
جبریلؑ نے مالک سے آگ طلب کی مالک نے کہا کتنی آگ چاہیے جبریلؑ نے
کہا ایک چوٹی کے برابر مالک نے کہا اگر اس قدر آگ دنیا میں جائیگی تو آسمان
اور زمین سب جل جائیگے کہا آدمی چوٹی کے برابر سی مالک نے کہا

۴۴
العاصیون فی النار
والجس فی النار
والنار فی النار
والنار فی النار
والنار فی النار

اور دن جبریلؑ
زینہ

اس قدر آگ بھی اگر دنیا میں جائیگی تو ایک قطرہ پانی کا نہ برے گا اور ایک گمان
 بھی زمین سے نہ ہوگی آتش جبریلؑ نے درگاہ خدا میں عرض کی خداوند
 کس قدر آگ کو ن حکم ہوا بقدر ایک ذرہ کے جبریلؑ نے بموجب حکم کے ایک
 ذرہ آگ دوزخ سے لیکر ستر ستر مرتبہ ستر ستر وغینہ غوطہ دیکر دنیا کے
 ایک پہاڑ کی چوٹی پر لا کر رکھ دی وہ آگ تمام پہاڑ کو جلا کے پھر دوزخ میں
 چلی گئی اوس آگ کی حرارت جو پھر وغینہ بانی رہی اوس سے تمام دنیا
 یہ آگ پھیلی ہوئی اور ابو بصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں نے جناب امام
 جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا مولانا بہت سنگدل
 ہو گیا ہوں مجھے خوف دلایا ہے نہ مایا زندگی دراز کے واسطے آمادہ رہے تھیں
 کہ ایک روز جبریلؑ امین نہایت ملول و غمین حبیب رب العالمین کے
 پاس آئے اور پہلے متبسم آیا کرتے تھے حضرت نے سب ترش روی کا چہرہ
 کیا آجکے روز دم دوزخ کو موقوف کیا ہے فرمایا دم دوزخ سے کیا مراد
 ہے عرض کی یا رسول اللہ خدا نے حکم کیا کہ ہزار برس آتش جہنم کو بھونکن
 جب وہ بھونکی گئی تو سفید ہو گئی پھر حکم ہوا ہزار برس اور بھونکن پس
 وہ سُرخ ہو گئی بعد اسکے حکم ہوا ہزار برس اور بھونکن اب وہ
 سیاہ و تار یک ہو گئی ہے اگر ایک قطرہ ضریح سے (جو پسینہ اہل جہنم کا وہ
 جرک و ریم زنا کار و مکی فروج کی ہے اور جہنم کی دیگوئیں جو ش کھاتا ہے
 اور پانی کے عوص میں اہل جہنم کو دیا جائیگا) دنیا کے پانی میں ملا دیا جائے
 تو سب اہل دنیا اوسکی بدبو سے مر جائیں اور اگر ایک حلقہ زنجیر کا

بیان دم دوزخ

(جو ستر ہاتھ کا ہی اور اہل جہنم کے گلے میں پہنایا جائیگا) دنیا میں لے آوین تو
 او سکی گرمی سے تمام دنیا پگھل جائے اور اگر ایک پیرا ہن کو اہل جہنم کے
 آسمان اور زمین کے درمیان میں لگا دین تو تمام اہل دنیا او سکی
 بدبو سے مر جائیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے
 ہیں اور ہر دروازہ پر ستر ہزار بہار ہیں اور ہر بہار میں ستر ہزار درہ ہیں
 اور ہر درہ میں ستر ہزار وادی ہیں اور ہر وادی میں ستر ہزار تنگاف
 ہیں اور ہر تنگاف میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار سانپ ہیں
 کہ طول ہر سانپ کا تین دن کی راہ کا ہی اور ان کے غیش مثل خرے کے خست
 کے ہیں گھنگاروں کے پاس آکر بلکے نین لبو نین کا ٹیگا اور گوشت اور بوت
 کو بڑھوئے کینچ لیگا جب وہ شخص وہاں سے نجات پائیگا تو جہنم کی ایک نہر
 میں گریگا کہ جالیں برس تک او سمین جلا جائیگا ایک روایت میں ہے
 کہ جب اہل جہنم جہنم من ڈالے جائیگے تو ستر برس تک نیچے جائیگے جب
 نیچے پہنچینگے تو جہنم بھراؤ نکو او پر پھینکے گی پس فرشتے گزرائیں ان کے
 سر پر مارینگے کہ بھروہ نیچے چلے جائیگے ہمیشہ یہی حالت رہیگی اور ایک حدیث
 میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے
 ہیں ایک دروازہ سے فرعون و طمان و قارون یعنی اول و ثانی
 و ثالث داخل ہونگے اور ایک دروازہ سے خاص بنی اسیدہ داخل ہونگے
 اور ایک دروازہ باب نفلی ہے اور ایک دروازہ باب سقر ہے اور
 ایک دروازہ باب لادیر ہے جو کوئی اوس دروازہ سے ڈالا جائیگا

بہشت

لے
 دل شدہ می افتد آوان
 جہنم جہنم جہنم
 جہنم جہنم جہنم
 جہنم جہنم جہنم

بہشت دروازہ جہنم

طاہرین سے جو اہلبیت نبوت و معدن وحی رسالت میں منقول ہیں جن سب کا
لکھنا خالی طوالت سے نہیں ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
ایک مؤمن ایک بادشاہ ظالم و جبّار کے ملک میں رہتا تھا وہ بادشاہ ہمیشہ
وہ بچے آزار اوس مؤمن کے رہا کرتا تھا آخر وہ مؤمن بھاگ کر بلا و مشرقین میں
بلا گیا ایک کافر نے اوسکو جگہ دی اور بہت خاطر و مدارات کی اور اپنا
مہمان کیا جب اوس کافر کے مرثیہ کا وقت قریب ہوا تو خدا نے وحی کی قسم
اپنے عورت و جلال کی اگر بہشت میں تیری جگہ ہوتی تو میں تجھکو بہشت میں
داخل کرتا مگر جو شخص حالت شرک میں مرے اوس پر بہشت حرام ہے لیکن
اے اگ اسکو اذیت نہ پہونچا نہ فقط خوف دلایا کرنا اسی طرح حدیث میں
ہے کہ دو شخص بسبب اپنے کفر کے جہنم میں رہیں گے مگر جہنم اوندکو اذیت نہ پہونچے گا
ایک تو حاتم بسبب سخاوت کے دوسرا نذیر وان بسبب عدالت کے
اور حدیث میں ہے کہ جب بسبب شفاعت کے کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالینگے تو وہ
مثیل کوئلہ کے جھلکے سیاہ ہوئے ہونگے پس اوندکو اوس نہر کے پاس جو بہشت کے
دروازہ پر ہے اور اوسکو حیوان کہتے ہیں لیجا ئینگے اور اوس سے پانی لیکر
اونکے بدن پر ڈالینگے یا اوس میں غسل دینگے کہ اوس سے گوشت و پوست
و خون اور بال روئیدہ ہو جائینگے اور کثافت و اثر سونگی سب دفع
ہو جائیگا بعد اسکے وہ بہشت میں داخل ہونگے اہل بہشت جب اوندکو دیکھیں گے
تو کہیں گے یہ سب جہنمی ہیں وہ فریاد کریں گے خداوند اس نام کو ہم سے دور کر
وہ نام اونسے دور ہو جائیگا پھر حدیث میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جب

کلیت منقولہ کہ در ملک
بادشاہ جب بدو

میں نام نہ نہونچوان
سبب ان شفاعت

یاد کیاں در درویش

روز قیامت ہوگا تو ہم متولی حساب اپنے شیعوں کے ہونگے پس جس کسی کا
 مظلمہ درمیان اوس کے اور خدا کے ہوگا تو میں اوس کے بارہ مین حکم کروں گا اور
 خداوند کریم میری خاطر سے بخشہ دے گا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان اوس کے
 اور خلائق کے ہوگا تو میں اوس سے لکھ کر معاف کرادوں گا اور وہ میری
 وجہ سے معاف کر دے گا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان ہمارے اور اوس کے ہوگا
 تو ہم سزاوارتر ہیں کہ اوس کو معاف کریں اور پھر اس حضرت م سے
 منقول ہے کہ جناب امیر المومنین سے فرمایا اے علیؑ بشارت دو تم اپنے شیعوں کو
 کہ ہم قیامت میں اونکی شفاعت کریں گے اوس روز جس روز کوئی چیز نفع
 پہنچے گی مگر میری شفاعت اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
 کہ مومن دو مومن ہیں ایک وہ جنہوں نے وفا اور ادا کیا اور با تو کو
 جنکی خدا نے شرط کی تھی اور حکم دیا تھا اور جتنے اعمال ایمان کے ہیں اور
 سب کو اچھی طرح بجالا یا جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے من المؤمنین
 رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ پس وہ لوگ بخوف و خطر
 رہیں گے اور عقبیٰ میں پیغمبران و صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ رہا کریں گے
 اور یہ لوگ شفاعت کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ خود دوسروں کی شفاعت کریں گے
 دوسرے وہ مومن ہیں جنکے باؤں لغزش میں رہتے ہیں اور گناہ
 کیا کرتے ہیں وہ مثل بتی گھانسن کے ہیں جدھر ہوا کا جھونکا ہوا اور دھڑ
 کو جھک گئی اور کبھی سیدھی رہی اور لوگوں کے واسطے ہول قیامت ہے
 اور وہ محتاج شفاعت کے ہوں گے آخر انجام اونکا بخیر ہوگا اور امام

محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اونحضرت نے فرمایا حق تعالیٰ روز قیامت ہمارے شیعوں کو اونکے گناہوں کے ساتھ قبروں سے اٹھائے گا مگر تمہارے اونکا مثل جو دھوین رات کے چاند کے چمکتا ہوگا اور سب عیب اونکے پوشیدہ ہونگے اونکے واسطے امن و امان ہوگی لوگ ہول قیامت سے ڈریں گے اور یہ بنین ڈرنیکے لوگ غلین ہونگے یہ غلین نہونگے اور ناقہ بر سوار محسوس ہونگے جنگی یال سونے کی ہوگی اور اونکی گردنیں یا قوتِ سرخ کی ہوگی اور ریشم سے بھی زیادہ نرم ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ کپڑے اونکے بد بپیش و دودھ کے سفید ہونگے نعل اونکے سونے کے ہونگے ساز و براق اونکا نور کا مرصع یا قوت و مروارید سے ہوگا تاج و اکلیل اونکے سر پر ہوگا اور کہتے ہونگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

در بیان توبہ

پانچ گنا آدم و داؤد

مسلك چار دہم بیان میں توبہ کے جانتا چاہیے کہ واجب ہونیمین توبہ کے کچھ شک نہیں ہے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا رہے اور خیال کرے کہ جو لوگ مقرب اور مقبول درگاہ الہی تھے وہ تو ایک امر مکروہ اور ترکِ اولی کے سبب سے جب سالما سال تضرع و زاری استغاثہ و بقراری درگاہ باری میں کیا کرتے رہے تب توبہ قبول ہوئی حضرت آدم تین سو برس رویا کیے یہاں تک کہ آئندہ اونکے دو نمون جاری ہوئیں اور صحرانک پہونجین اس پر بھی جب تک توبہ قبول نہوئی اپنے بسبب شرم کے سر بلند نہ کیا حضرت داؤد اس قدر روئے کہ اونکے آئندہ و سنے گمانس جم آلی تھی اور جب آہ آتشبار

کھینچتے تھے تو وہ گھانس چلپاتی تھی و اسے بر حال ہم لوگوں کے کہ رات اور دن گناہ کرتے ہیں کچھ خوفِ خدا نہیں کرتے اور پھر توبہ کا خیال نہیں ہوتا حالانکہ گناہ علاوہ عذابِ اخروی کے آدمی کے دلوں سیاہ کر دیتا ہے تقربِ خدا سے دور کر دیتا ہے حدیث میں ہے کہ جیسا گناہ دلوں کو فاسد کر دیتا ہے ویسی کوئی چیز دلوں کو خراب نہیں کرتی جب انسان بار بار گناہ کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کے دل میں وہ گناہ اثر کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ دل اس کا اولت جاتا ہے (جبکہ قلب سکھ سس کہتے ہیں) پھر کوئی کار خیر اس سے نہیں ہوتا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر بندہ مومن کے دل میں ایک نقطہ سفید نور ایمان کا ہوتا ہے جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس سفیدی کی جگہ پر سیاہی آجاتی ہے اگر توبہ کی توبہ سیاہی جاتی رہتی ہے اور نہیں تو رفتہ رفتہ تمام سفیدی کو وہ سیاہی گھیر لیتی ہے پھر کوئی کام نیک اس سے نہیں ہوتا خلاصہ توبہ سے مراد یہ ہے کہ دل سے توبہ کرے اور اپنے گناہوں پر نادام و پشیمان ہو اور فوراً اسی وقت سے ترک کرے اور قصد کرے کہ پھر کبھی گناہ نہ کرے اور خالصاً لوجہ اللہ توبہ کرے ریاد وغیرہ کے خیال سے نہ تو اگر گناہ اس قسم کا کیا ہے جسکی تلافی نہیں ہو سکتی تو اس میں فقط ندامت و پشیمانی اور یہ قصد کرنا کہ پھر اسکو نہ کرے کافی ہے جیسے لباس حریر پہنا ہو غنا سٹنا ہو ناچ دیکھا ہو اور اگر اسکی تلافی ہے جیسے نماز نہ پڑھی ہو روزہ نہ رکھا ہو زکوٰۃ نڈی ہو تو چاہیے کہ ان سکھوادا کرے قصداً بجالا دے اور اگر

میں سکھ

سفید توبہ

بدر خط توبہ

۱۰

حق غیر کسی کا ناجائز طور پر اس کے ذمہ ہو تو چاہیے کہ اسکو صاحب حق کو
یا اس کے وارث کو پہنچا دے جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہو گا کہ
کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو بخشا جائیگا و دوسرے وہ جو نہیں
بخشا جائیگا تیسرے وہ جسکے بخشے جانے کی امید ہی تیس جو گناہ کے بخشا
جائیگا وہ ہی جسپر خدا نے دنیا میں اسکی سزا کی ہو جیسے حد جاری
ہوئی ہو خدا کریم ہے اس بات سے کہ دوبارہ اسپر عذاب کرے
اور جو گناہ کے نہیں بخشا جائیگا وہ مظلّمہ مخلوق ہے خدا اپنے عورت و بطلان
کی قسم کھاتا ہے کہ میں ظلم کو کسی ظالم کے نہ بخشوں گا اور جو گناہ کے اس کے
بخشنے جانے کی امید ہی وہ ہے جو کسی نے مابین خود و خدا کیا ہو اور مخلوق
سے پوشیدہ رہا ہو اور اسے توبہ کی ہو اور اپنے فعل پر نادم ہو اور
پس خدا سے امید ہے کہ معاف کر دے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے
کہ توبہ کرنا گناہ سے فوراً واجب ہے کیا معلوم کس وقت موت آجائے
باب توبہ مسدود ہو جائے وقت ہاتھ سے جاتا رہے منقول ہے کہ
جب محض کا آخر وقت ہوتا ہے اور پردہ دنیا اس کے سامنے سے
اٹھ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے اے ملک الموت ایک دن کی جہالت دو
کہ ہم خدا سے عذر کریں اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں زاد نیک ہم پہنچا
ملک الموت کہتے ہیں تیری عمر کے دن تمام ہو چکے اب ایک
روز بھی باقی نہیں رہا وہ کہتا ہے ایک ہی ساعت ٹھہر جاؤ وہ کہتے
ہیں تیری عمر کی ساعتیں بھی تمام ہو چکیں پس دروازہ توبہ کا

اوسکے واسطے بند ہو جاتا ہے وہ مایوس اور نا امید ہو کر رہ جاتا ہے
اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کرتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ پہلے
سے توبہ کرے کیونکہ جب امور آخرت کو دیکھتا ہے جیسے ملک الموت کو
دیکھے یا اپنی جگہ بہشت یا جہنم میں مشاہدہ کرے یا رسول خدا ص یا ائمہ ہدی
کو جو مر نیکی وقت تشریف لانے ہیں دیکھے او سوقت ہرگز توبہ قبول
نہیں ہوتی تبص مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ بھی منجملہ تفضلات والطف
الہی کے ہے کہ قابض ارواح کو حکم دیا ہے کہ پہلے پاؤں کی اونگھوں سے
قبض روح کرے اور بتدریج رفتہ رفتہ اوپر آوے یہاں تک کہ
سینہ تک پہنچے بعد اسکے خلق تک یہ اسی واسطے ہے کہ شاید اتنی دیر
میں وہ بندہ خدا سے لو لگاے اور اوسکی درگاہ میں توبہ کر لے انجام
اوسکا نیک ہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال
پہلے توبہ کرے تو توبہ اوسکی قبول ہے پھر فرمایا ایک سال بہت ہے
اگر ایک مہینہ بھی پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہے پھر فرمایا ایک
مہینہ بھی بہت ہے اگر ایک ہفتہ بھی پہلے توبہ کرے تو خدا اوسکی توبہ
قبول کرتا ہے پھر فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہے اگر ایک روز بھی اپنے
مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہے پھر فرمایا ایک روز
بھی بہت ہے اگر کوئی قبل دیکھنے امور آخرت کے اپنے گناہوں سے توبہ
کرے تو خدا اوسکو بھی قبول کرتا ہے۔

قبض روح از

خات و در توبہ

خاتمہ مشتمل اوپر حکایت لطیف کے

محمد بن ابی بکر سے منقول ہو وہ کہتے ہیں جب میرے باپ کے مرثیہ کا وقت قریب پہنچا تو میں اور عمر بن الخطاب اور میری بہن عائشہ اور بھائی عبدالرحمن یہ سب سرہانے بیٹھے تھے کہ میرے باپ نے کہا اس وقت محمدؐ اور علیؑ موجود ہیں اور میرے تین دوزخ کی خوش خبری دیتے ہیں اور رسول خداؐ اپنے ہاتھ میں ایک کاغذ لیے ہوئے ہیں جس میں وہ عہد و پیمان جو میں نے اونسے کیے تھے سب مندرج ہیں اور وہ حضرت ایک ایک کو مجھ سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں تیری اور تیرے دونوں بھائیوں کی اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ ان سبکی جگہ جہنم میں ہی عمر نے جب یہ کلمات سُنے تو کہا لی ہجر یہ اس وقت ہذیان بک رہے ہیں اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا اس بات کو بنی ہاشم سے نہ کہنا نہیں تو وہ لوگ ہنسن گے میرے باپ نے آنکھیں کھولیں اور کہا اسی عمر میں ہذیان نہیں بکنا ہوں اسی طرح میں جب پیغمبرؐ کے ساتھ غار میں تھا اور جو جو معجزات دیکھے اور تجھ سے بیان کیے تو تو نے کہا تھا کہ یہ سب سحر ہے اور یہی بات تیرے دلمین نقش رہی اب مجھ پر ظاہر ہوا کہ انہیں اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے اور جو میں نے تیرے کہنے سے اہلبیت رسولؐ پر ظلم کیے اوسکے سبب سے ابد الابد عذاب میں مبتلا رہوں گا یہ سن کر عمرؓ نے کہا یہ سب ہذیان ہی اور یہ کہ میرے بھائی عبدالرحمنؑ کے ساتھ باہر چلا گیا میں نے اپنے

باپ سے کہا اے باپ لا الہ الا اللہ کہو جواب دیا مجھ کو تابوت دوزخ
اور او سکی آگ نہیں چھوڑتی ہے کہ میں کچھ پڑھوں میں نے کہا یہ کیا
کہتے ہو کہاں تابوت ہے اور کہاں دوزخ ہے کہا تم نہیں دیکھتے ہو کہ
جہنم کے طبقہ اسفل میں ایک صندوق ہے جس میں مجھ کو اور میرے دونوں
بھائیوں کو اور سب ذرا اور سالم اور ابو عبیدہ کو ڈال دیا ہے اس صندوق
کی گرمی سے جہنم کی آگ گرم ہو گئی ہے میں نے کہا اے باپ یہ کیا ہدایاں
بک رہے ہو کہا واللہ ما اھدی لعن اللہ ابن صحاکۃ الحبشیۃ
ھو الذی صدّے عن الذکر بعد اذ جاء فی فتن القرآن
قسم خدا کی میں ہدایاں نہیں بک رہا ہوں خدا اپنی رحمت سے دور
کرے پس صحاکہ حبشیہ کو کہ اسے میرے تین ذکر سے اور عمل
خیر سے باز رکھا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آیا اور وہ میرا بڑا بیٹا
تھا یہ لکڑی کا پنڈا زمین پر رکھا اور نالہ و شہاد کی آواز بلند کی
یہاں تک کہ انتقال کیا جب عمر کا پھر وہاں گذر ہوا تو پوچھا میرے
جانیکے بعد ابو بکر کیا کہتے تھے میں نے جو ماجرا گذرا تھا بیان کیا کہ یہ
سب ہدایاں تھا مگر اس حال کو کسی سے خصوصاً علی سے ظاہر نہ کرنا
اور ایک روایت میں ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے اپنے باپ کو
برے حال میں دیکھا تو پوچھا اسوقت یہ تمہارا کیا حال ہے
ابو بکر نے کہا ایک شخص کا منکمرہ میری گردن پر ہے اگر وہ بختہ سے
تو البستہ نجات پاؤں میں نے پوچھا وہ مرد کون ہے کہا

علی بن ابیطالبؑ میں نے کہا اگر اجازت ہو تو اونکے پاس جا کر
 کمون اور تمھارے گناہ کو معاف کراؤں جب اجازت دی
 تو محمد بن ابی بکر حضرت امیرؓ کے پاس آئے اور حقیقت حال بیان
 کی حضرت نے فرمایا تمھاری خاطر سے مجھ کو منظور ہی تم جا کر اپنے
 باپ سے کہو کہ سب لوگوں کو جمع کرے اور مجمع عام میں اقرار کرے
 کہ یہ خلافت میرا حق نہ تھا یہ حق علیؑ کا تھا تو البتہ میں معاف
 کروں گا محمد بن ابی بکر کہتے ہیں جب میں نے اگر اپنے باپ سے اسکو
 بیان کیا تو جواب دیا التار التار لا العاس جسم میں جانا
 قبول ہو مگر بدنامی قبول نہیں ہو اگر میں ایسا کروں تو ساری
 مخلوق مجھ کو برا کیگی اور ایک روایت میں ہے جب ابو بکرؓ کے مزینکا
 وقت قریب ہوا تو اپنے افضال پر نادم و پشیمان ہو کر اپنے
 بیٹے محمد کو یا کسی دوسرے کو جناب امیرؓ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا
 کہ آپ میرے قصور کو معاف کیجیے اپنی خلافت لے لیجیے عسر نے
 جب دیکھا کہ ابو بکرؓ نے تو علیؑ کو بلا بھیجا ہے کہ خلافت اونکے حوالہ کرے
 فوراً اٹھ کر دونوں ہاتھ سے گلا دبا دیا کہ تمام ہو گئے جناب امیرؓ
 کے پاس جب ابو بکرؓ کا پیام پہنچا فرمایا اسکا کام تمام ہو چکا
 اب میرا چاہنا ہے کہ اس روایت کے سننے سے اہلسنت کے
 کان کھڑے ہونگے اور اسکی طرف جھوٹ کی نسبت دینگے مگر
 ہم بھرا اللہ رب العالمین و مدد ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم

اجماعین دوسری روایت اسکے معارضہ و مثل انکی کتابوں سے
 بھی لکھتے ہیں جس سے بمو د اے الحدیث یفتر بعضہ بعضاً
 بخوبی سمجھا جائیگا کہ روایت مذکورہ بالا بہت صحیح ہو سیو طی نے
 تاریخ الخلفاء میں اور ابن حجر نے صواعق محرقة میں لکھا ہو کہ مرنے کے
 وقت برابر ابو بکر کی زبان پر جاری تھا واللہ لود دت اتے
 كنت شجرة الى جنب الطريق فمر علي بعير فاخذني
 فادخلني فاك فلاكنه ثور اذ د رني ثورا خرجني بعرا و ل و اكن
 بشرا یعنی قسم خدا کی بہت اچھا ہوتا اگر راستہ کے کنارہ پر میں
 ایک درخت ہوتا کہ کوئی اونٹ او سطرف سے گذرتا اور مجھ کو
 اپنے منہ میں لیکر چبا کر گھونٹ جاتا اور بیگنی بنا کے گھدیتا اور میں
 آدمی نہ ہوتا اور پھر اونہیں کتابوں میں ہو قال عمر یلینے کنت
 كبش اهلے سمونے ما ید الہم حتے اذا کنت کاسمن مایکون
 زادھم من یحبون فذبحونے لہو فجعلوا بعضہ شواء و
 بعضہ قد ید اشوا کلونے و ل و اکن بشرا یعنی عمر نے کہا کاش
 میں اپنے گمروالوں کے لیے ایک ہمیرا ہوتا کہ وہ مجھے موٹا تازہ کرتے
 جب تلک چاہتے یا نہ کہ جب میں بہت موٹا ہوتا تو کچھ دوست
 اونکی زیارت کو آتے یعنی عہمان ہوتے پس مجھ کو اونکے واسطے
 ذبح کرتے اور کچھ کباب لگاتے اور کچھ پارچے بناتے بعد اسکے مجھ کو
 کھا ڈالتے یعنی بعد کھانیکے گوہ بنا کر گھ ڈالتے تو یہ بہتر تھا اس سے

کہ میں آدمی ہوا ظاہر اغرض خلافت مآب کی یہ ہوگی کہ وہ گوہ بھی
مٹی ہو جاتا تو یالیستے کنت ترا یا صادق آجاتا اور پھر
صواعق محرقہ اور شرح نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ عسرنے
وقت احتضار اور جاگندنی کے جب ہول عظیم مشاہدہ کیا اور بقیہ
ہوے تو منہ زندا رہند عبد اللہ نے پوچھا یہ تمہارا کیا حال ہے کہا
لو ان لے طلّاع الارض ذہباً لا فتدیت یہ من ہول
المطلع اگر زمین کے برابر بھی میرے پاس سونا ہوتا تو میں اس وقت
کے جانیکے خوف سے عوص دیدیتا صبر کفار کے بارہ میں خدا
فرماتا ہے ولوان للذین ظلموا ما فی الارض جمیعاً ومثلہ
معہ لا فتدوا بہ من سوء العذاب یوم القیامۃ
جو لوگ کہ ظالم ہیں اگر اونکے واسطے تمام دنیا و ما فیہا مال و اسباب
ہوتا بلکہ مثل اسکے اور بھی اونکے پاس ہوتا تو وہ لوگ قیامت
کے روز ان سب چیزوں کو سختی عذاب کے عوص میں دیدیتے
سبحان اللہ کیا اچھے خلفاء اور امام ہیں ایک صاحب تو
کہتے ہیں میں درخت ہوتا اور محکوم و نڈ چبا جاتا اور میگنی بگدیتا
اور میں آدمی نہوتا ایک صاحب کہتے ہیں میں گوسفند فریہ ہوتا
کہ محکوم نہونکر سوکھا کر لوگ کھا جاتے اور میں آدمی نہوتا کبھی کہتے
ہیں اگر زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں اس وقت کے ہول سے
دیدیتا کیا خلفاء و امام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ مر نیکی وقت ایسی

ص
ج۔ اول

۴

۵

۶

۷

۸

۹

باتین حسرت آمیز کریں بلکہ اونکو تو ایسے وقت میں خوشی ہوتی ہے
کہ مکارہ دنیا سے ناپائدار اور آلام و اسقام زمانہ عذار سے نجات
ملی بقائے ابہی افضل و نعمات نامتناہی کا وقت آپہونچا پس اس
معلوم ہوا کہ خلفائے سنیان بسبب اپنے افعال قبیحہ اور دیکھنے اہوال
عظیمہ کے ایسی باتین حسرت آمیز کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے
کہ کوئی شخص دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ مرنے کے وقت اپنی جگہ
جہنم میں یا بہشت میں دیکھ لیتا ہو۔

قد وقع الفراغ من تسويد هذه الرسالة الجديدة :
والعجالة المفيدة : بعون الله الغفار : وعين رسوله وامنا
الاطهار : في اليوم السابع من العشر الاول من الشهر
الخاص من النصف الثاني من السنة الثالثة من العشر
الاول من المائة الرابعة من الالف الثاني من الهجرة
النبوية : على صاحبها الف التحية : واتي اوصيكم
يا اهل الايمان واليقين : واخواني في الدين : بالسلوك مسلك
الائمة المصطفين : الذين امركم باتباعهم والتمسك
بهم رسول الثقلين : ولا تسلكوا مسلك اهل الضلال الكات
والاباطيل : ولا تتبعوا هوا قوم قد ضلوا من قبل
واضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل : ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ هديتنا واغفر لنا ذنوبنا و كفر عنا

سیتا تئا وتو قئا مسلمین ۞ واحشرا تاع الاثمة الاطهار
والحقنا بالصالحین ۞ واحترد عما نانا ان الحمد لله رب
العالمین ۞

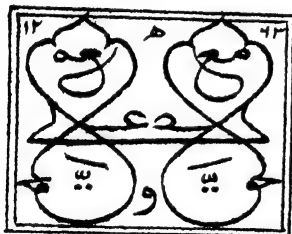
تتمت

صورة ما كتبه المحبر العلامه ۞ والخبر الفهامة ۞
اسوة المحققین ۞ زبدة المدققین ۞ تاج العلماء
الراشخین ۞ فخر الفضلاء الاساطین ۞ جناب
مولانا المعتمد ۞ وسيدنا المستند ۞ السيد علی محمد ۞
دام ظله العالی ۞ ما دامت النهر واللیالی ۞
مقرظا علی هذا الكتاب ۞ المفوه بفصل الخطاب ۞

باسمه سبحانه ۞ وبجوده ما اجل شانه ۞

حبذا ما افاده السيد السند ۞ الوحید الا واحد ۞ المقدس الصالح ۞
المتورع الفالح ۞ ذو الطبع السليم ۞ والفهم المستقیم ۞ الفاضل
البحیل ۞ والعالم البیل ۞ الحبيب اللیب ۞ الادیب الاریب ۞
الفائز من قذاح العلم والعمل ۞ بالعلی والرقیب ۞ النصفی

الحفي الوفي : الرضي المرضي : المادي المهدي : جناب المولوي
 السيد محمد مهدي : الذي لم يزل منذ مدة مديدة : وازمنة متطالية
 بصيدة : بحوضه درسي خصيصا : وعلى تحصيل الكمالات العلمية
 والعملية منوها حريصا : من سلالته جديدة : وعجالة سديدة مفيدة
 : ومقالة رائعه : وعلاوة نافعة : ودليل على نصوص الحق اتي
 دليل : يشفي السليل : ويسقي ويروي الغليل : موسومة
 بسوار السبيل : فنفع الله تعالى بها المؤمنين الاخيار :
 متبسي النوار ائمتنا الاطهار : وفقهم لترويجها : واشاعتها : والعمل بها
 واذا عنها : والله الموفق والمعين : وعليه توكل
 وبه نستعين :



صوة ما كتبه العالم العاقل الفقيه الكامل الحلال الاورع
 البارع الاروع معزس الفخار مطلع الانوار ماضي الغرام لزاز
 المكارم الذي لا يشق غباره ولا ينقطع مداره العاكف الساكن
 القطب الدائر النجم الزاهر البحر الزاخر سمي الامام العاشر
 حجة الله القوي جناب المولوي السيد علي نقی مد الله ظلاله
 وعم نواله ما در شارق وظهر بارق مقرظا على هذا الكتاب الربوق
 الذي طلى العداة كبض المفاوق

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا سوار السبيل وارشادنا الى احسن دليل والصلوة والسلام
 بالغدو والاصيل على وارث الحميد الاثيل وخير سليل من نسل ابراهيم
 الخليل نبينا المبشرين في التوراة والانجيل المويدي بالوحى والتنزيل وآله
 الغر الباهل ائمة المسلمين جيلا بعد جيل الناطقين عن جديهم باجابه
 جبريل من الله الخليل اما بعد فان علم الكلام رقيق المسموع انيق
 المصنوع دقيق الاصول والفروع وكيف لا يعلم مكانه ولا يصغى برأيه
 وهو الباحث عن المبدء بل ثانه فطوبى لمن سترح النظر في رياض مآله

وارض جو ادا فکر فی مضمار دلالتی و تقلد بقلائے و اصاب فی عقائد و ازان
 الشیعات والا و ہام یعن اذ بان الانام بطائف الکلام و اور و للعوام
 طائف الاقحام و شرائف الاحتجاج والا لزام علی من ہو الذی الخصام و
 جادلہم باللتی ہی احسن عند اولی الاحلام و ممین کد فیہ و حید و بالغ و بلغ
 اقصى السجدۃ الذکی اللودعی الذی یتمثلت افکارہ لکان بدرا منیر و لو تقصرت
 اخلاقہ لغدت ماء نمیر و ہو السید البحتی و الفاضل الایدی زیدہ الازکیا
 عمدة الاذکیار السید محمد حمدی و فقه اللہ للشی و زاد فی علمہ و ادبہ حسنا
 فانه صنف فیہ مختصرا جامعاً للمسائل و اور د فیہ من الدلائل ما ہو کما
 السائل و او کالجیب للسائل و او کالکثر للعامل و احق فیہ الحق و ابرق
 الباطل و وقعت کلماتہ من اوراقہ موقع الحلی من العاطل و ہدیہ
 من کیت و ذیت و ایمی بہ القلب المیت و ذب عن حریم اہل البیت
 اللہم فالمدی من ہدیت و فاجزہ خیر الجزا عن آباءہ خیر الآباء و اصراف
 عنہ صرود اللادار و انا اقل عباد اللہ عملاً و اطولہم الا علی بن الحسین
 المدعو بعلی نقی تجا و ز اللہ عن سیناتہ بجمرتہ موالیہ و ساداتہ
 نقل مہر

سید علی نقی
 ۱۳

قطعه تاریخ نخبه فضلاء و زبدۀ کملاء فصیح الفصحاء، بلغ البلغاء، تمنع الاكفاد
 منقطع القرائط، تاج حسان، زمن پرمعنی پرداز شیرین سخن جناب
 مولوی سید علی صاحب عرف علی میان صاحب دامت معالیہ
 و پورکت ایامہ ولیا لیہ



تاریخ تصنیف



مولوی محمد سی جہان علم و فضل
 جامی بنوشتہ در علم کلام
 دست و کلش کردہ در تصنیف آن
 خواستہ از کامل شیوہ از بان
 جمیع فن و سالی انتساب
 وہ چہ جامع سنہ صدق و صدا
 از قنور بحث تجرید لیباب
 سال تصنیف کتاب مستطاب



گفت و خوش گفت آفرین بر طبع او
 مسلک اہل یقین است این کتاب



قطعه تاریخ چکیدہ قلم بلاغت رقم پشاعر شیرین زبان پعالی فہم
 فردوسی زمان جناب علی حسن خان صاحب تخلص بدآور لکنوی

آنکہ بہر موشن خوش این اصول دین نوشتہ
 ہر کہ را شد ز جہتی در طبع این آفرین
 بودہ ام و فکر تاریخش پریشان رود
 بشنوا نور از حروف معجم سال طبع
 از غم و ہم قلب اورا ای رحیم ازاد دار
 تا قیامت قلب در ابر محمدی شاد دار
 گفت ہاتف ملک فکر خویش را آباد دار
 این کتابی ہست بیشک کوئی یان یاد دار

صورة ما افشده الاديب الاريب : الحبيب النيب : ذو الذهن اسليم :
والفكر المستقيم : الحير الصالح : الشاب الصالح : الزكي المعنوي : والفهمي
المعزوي : السيد : **نظم حسين بيكم يوري** : الذي يظهر شنة ولادته من
الاسم : زاوه الله بسطة في السلم والجسم : مورخا لطبع هذا الكتاب
الجميل : العاوي الى سوار السيل

الله

الرحمن الرحيم

<p>الحمد لله العظيم الواحد ووصيته يوم الغدير واليه هذا الوصي هو الذي خيرا الور ور الكتاب كيفه في الملائكة ويجعت ما فيه من برهانه نشا العداة حروفه وسطوره تسجامة يرضى بكل سحابة لله حسن صفاته وبهاية لن اسم المرسل وهو اخو النخ حاوي الفضائل لا يرامض يبه ما زال في العيش الرغيد مكرما قد قال حين الطبع بعض اعتر</p>	<p>ثم الصلوة على النبي المآجده من رية بكواكب وخرافند اعط لوالاه وفيه رغو الحاسد في البحث يصور من تين الجاحد لهدي الى وسط السبيل الراشد كعقارب وارقم واساود اغلي من التبر المذاب لناقد يحكم جمال عقائل وخراند واخي وماوي كل انت وافد ماضي العزائم حلف كل محامد واما طعنه الله شتر الحاقد ارخه في نظم عذوب بارد</p>
--	---

فَقَبِلْتُ حِينَ أُشْرْتُ مِمَّنْ لَا وَالْمُحْزِنِينَ الْمُسْتَهْزَمَ الْوَاحِدَ

قَدْ قَالَ لِي حِينَ التَّفَكُّرِ هَاتِفٌ

هَادٍ لِي ضَلُّوا سَبِيلَ مَقْصِدِ

۱۲-۱۳

خاتمہ خط

باسمہ سبحانہ

الحمد لله الأول بلا آخر والأخير بلا أول: الذي نعمة الله وديننا أكرمنا
والضلوة والسلام على نبيه المومنين وجيبه الأجل الأفضل: وإله
وأصحابه هداة خير السبيل: الذين عليهم يستند ويعول: أما بعد
مخفي ومحجب سباد: کہ درین زمان: فرخی تو امان: کتابی بے مثل و عدیل:
مستی لبوار السبیل: کہ متعطشان حقیق برایت را سبیلی است صافی
و سرگشتگان بادی ضلالت را دلیلی است شافی: فقراتش شجبت استقصا را فحام
جاسدین صمصامیت قاطع: و مضامینش برای عامه محافلین طعن الرأعیت
یا برق لامع: گلہ ستہ حروفش عبقات الانوار صدیقہ شریعت بنمبر است: و طعن الفاظ
ضربت ذوالفقار حیدری: شب نیم قاطش گلہاے نستران معنی رانفارت
نمراوان بخشیده: و نشاط عباراتش بر عارض لیلای مصالین
حق الیقین گلگونہ کشیده: فی الحقیقہ مثل این کتاب در احقاق حق
براسے فوائد انام: و عوائد عوام: خیلے نادر الوجود: و باین ترتبت

دعویٰ و مذاق لطیف : و طرز طریف : بسی کیاب بل مفقود : پیمتہ
 عالی جناب نخبہ فضلاء : اسوہ کلمات : ذی معارف سنیتہ : و محاسن بیتہ : زید
 اطائب : ستمی امام غائب : حاوی مناقب : فاقد ضرائب : بعید المم
 جمیل الشیم : الموفق بتوفیق اللہ السرمدی : جناب الاخ المولوی
 السید محمد حمدی : مد ظلالہ : و عم نوالہ : ماطلع بدرساطع : دعویٰ نجم طالع :
 بتصحیح تمام : و تفتح مالا کلام : در مطبع اشاعتی بتاریخ شرماء کما والاخر
 روز چهارشنبه سنہ ۱۳۵۲ ہجری : مکمل سجد طبع گردید : نفع

اللہ بکافۃ المؤمنین : والصلوة والسلام

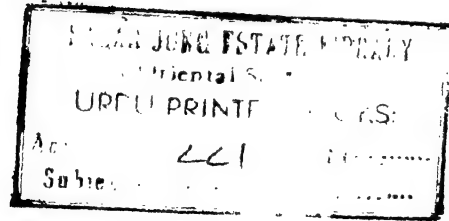
علی النبی وآلہ الطیبین الطاہرین :

وانا الملو بالذنس والین :

الشیخ حسین عفی

عنہ

کتبہ الفقیر محمد میرزا عفی عنہ



ہوالہ

اشتمار

صاحبانِ اہل مطابع و نیز تاجران

ہمعصر کی خدمت میں التماس ہو کہ راقم نے

اس کتاب کی نسبت جناب مؤلف صاحب

دام ظلہ سے طبع کراہیکی اجازت لی ہو لہذا

کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں

کردم خبرت دگر تو دانی

اشتمار

و جہت

